Marfat.com

Marfat.com

۳ /13525O

ی ہمارے پیارے بہائی مسلمانو تمہین بشارت ہو یہ دین اسلام وہ دولت ہی کہ جسکی ترقی سے
رقی دنیا خود بخود نصیب ہو جاتی ہے دیکھو اپنے پیشواؤنکو کہ جو نانِ شبینہ کے محتاج تہے وہ مالکِ
لک ہو گئے صاحبِ سلطنت ہو گئے اسی ترقیِ دین کے بدولت۔ کیا کوئی یہہ کہہ سکتا ہی کہ ہمارے
گلونکو پہلے سی سلطنت و عزت حاصل تہی پہلے سی ملک و مال میسر تہا جسکے ذریعہ سے اونہون نے
دین کی اشاعت دین کی ترقی کی ہرگز نہین۔ کیا کوئی یہہ ثابت کر سکتا ہی کہ ہمارے پیشواؤن نے
دینی ترقی کے خیال سے دنیاوی ترقیون مین وہ وہ کوششین و محنتین کی تہین جو اَب ہم کر رہے
ہین۔ ہرگز نہین۔ سچ پوچھو تو ہملوگ اپنے پیشواؤن سے دنیاوی مال و دولت دنیاوی زیب
و زینت دنیاوی عیش و عشرت مین کہین ترقی کر چکے اور پہر اب تک ہل من مزید کی صدا کم
نہین ہوتی ہے۔ سچ پوچھو تو ہمارے پاس وہ وہ ساز و سامانِ دنیا مہیا ہین جو ہمارے اگلون کو
خواب و خیال مین بہی میسر نہ تہا اور پہر ساتہہ اسکے ابہی تک ہم ترقیِ دین کو بیٹہی رو رہے ہین۔
ہملوگ اگر اپنی اپنی حالات اور اپنی پیشواؤنکی حالات مین ذرہ غور کرین گے تو آسمان و زمین
کا تفرقہ پائین گے۔ ملاحظہ فرماوین کہ ہمارے پیشواؤن کی یہہ حالت تہی کہ ترقی دین کے طفیل
مین ترقی دنیا کی کرتے تہے ترقی بہی وہ جو اعلیٰ و اقصیٰ غایت کی ہے (جو آجکل اقوام غیر کر رہے
ہین) اور پہر ساتہہ اسکے وہ لوگ تمتعات دنیا سے بہت کم متمتع ہوتے تہے۔ اور ہماری حالت
یہہ ہے کہ ترقی دین کے نام سے ترقی دنیا کی کرتے ہین ترقی بہی وہ جو محض ادنیٰ و اسفل درجی
کی ہے جو کسی طرح مستحق ہی نہین ہے کہ ترقی کے نام سے ملقب ہو بلکہ درحقیقت وہ تنزل کے
درجون مین سے ایک درجہ ہے مگر ہم جیسے پست ہمتون کے لئے بہی ترقی اعلیٰ درجہ کی ہے۔
بہرحال ہم اپنے اس ترقیِ محصلہ و موجودہ سے کماحقہ متمتع ہوتے ہین اور پہر ساتہہ اس کے ہنوز
سیر نہین ہین۔ حق یہہ ہے کہ بے صبری و ناشکری جو اَور ونکا حصہ تہا وہ اب ہمارے لئے

Marfat.com

خاص ہوگیا۔ وجہ اسکی یہی ہے کہ ہوا و ہوس و اتباع نفس کی شامت سے ہملوگ اپنی پیشواؤن کی راہ و رسم کو چھوڑ کر اونکی حالات و عادات سے سو نہہ موڑ کر زمانہ و اہل زمانہ کے مرید و مقلد ہوگئے زمانہ ہے کہ ہر دم زبانِ حال سے ہمین یہی ہدایت کر رہا ہے کہ دیکھو اہل زمانہ جس ٹہاٹہہ سے رہتے ہین اوسی ٹہاٹہہ سے رہنا۔ اور اہل زمانہ کے اکثر معتبر اشخاص بہی زبانِ قال سے ہمین یہی تعلیم دے رہے ہین کہ دیکھو معاصرین سے کسی طرح گہٹ نہین رہنا نہ مال و دولت مین نہ عزت و شوکت مین۔ خبردار اگر کسی امر مین اپنی ہمعصر سے تم متنزل ہوگئے تو یاد رہے کہ ساتہہ اس کے تمہارا دین و مذہب بہی متنزل ہوگیا بلکہ رخصت۔ ہم ہین کہ اس تعلیم و ہدایت پر ہزار جان سے عاشق ہین نہ اپنے دینی ہدایت کی طرف نظر کرتے ہین نہ اپنی پیشواؤنکی حالت کو آنکہہ اُٹہاکر دیکہتے ہین۔

مقام غور ہے کہ زمانہ و اہل زمانہ جیسے اسوقت تکاثر مال و منال و ترقی جاہ و جلال کی طرف رغبت دلانیوالے و حرص بڑہانیوالے موجود ہین ویسے ہی اُسوقت مین بہی موجود تہے اس کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا ہے با اینہمہ **ع** بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ ہمارے حالات و خیالات جو ہین وہ اظہر من الشمس ہین محتاج بیان نہین ۔ باقی اپنی پیشواؤن کے طرف دہیان کیجیے کہ اُنہون نے باوجود اپنی فقیری اور مخالفون کی امیری کے دینی ترقی کے سبب کبہی یہہ خواہش و کوشش نہین کی کہ بادشاہ وقت کے حضور مین مقرب ہوکر خطاب و تمغہ حاصل کرین بادشاہی دربار مین اپنے ہمعصر کے ہم جنب ہوجاوین اور دولتمندون کی مثل ساز و سامان نام و نشان پیدا کرلین جب ترقی دین مین قدم آگے بڑہاوین۔ میری اس تقریر سے کوئی صاحب یہہ خیال نفرماوین کہ مین لوگون کو ترقی دنیا سے روک رہا ہون حاشا و کلا۔ ترقی دنیا بیشک عمدہ چیز ہے لیکن ہمارے دینِ اسلام مین اوسیوقت تک عمدہ ہے

Marfat.com

س سے اعلاے کلمہ حق و نفع رسانی خلق مقصود ہو۔ اور جب اُس سے تزین و تنعم
و تن پروری و کامرانی مقصود ہو { گو اوسکی ضمن مین کچھہ دین کے کام بہی مدِ نظر رہین }
تو ایسے ترقیٔ دنیا مذموم ہے ہرگز محمود نہین۔ ہم اپنی اور اپنی قوم کی جو حالت اسوقت
اپنی آنکھونسے مشاہدہ کر رہے ہین یہہ حالت موجودہ ہمکو یہی اجازت دیتی ہے کہ
ہم اپنے نفس کو اور اپنی قوم کو ان آیات سے متنبہ کرین فرمایا اللہ تعالیٰ نے الھٰکم
التکاثر ○ ایضاً یا ایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ایضاً
انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ایضاً ومنھم من عٰھد اللہ لئن
اٰتٰنا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین ○ فلما اٰتٰھم
من فضلہ بخلوا بہ و تولوا وھم معرضون ○ ایضاً لا یغرنک
تقلب الذین کفروا فی البلاد ایضاً ولا تمدن عینیک الی ما
متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ
ایضاً یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا
وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا ○ ایضاً
ترید ون عرض الحیوۃ الدنیا واللہ یرید الاٰخرۃ واللہ عزیز حکیم
ایضاً اذ عرض علیہ بالعشی الصفنت الجیاد فقال انی احببت
حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ○ ردوھا علی فطفق
مسحا بالسوق والاعناق ○ وغیر ذلک من الایات یہہ آیات اسپر صاف
دال ہین کہ تکاثر اموال و اسباب زینت دنیا بیشک غفلت کی چیزین ہین یہہ وہ
چیز ہے کہ جسکی خواہش بڑون بڑون کے دلون مین گزری ہے اور اسپر وہ متنبہ

کئے گئی ہین- بیشک یہہ وہ محبوب شے ہے کہ جس کی محبت نے بعض خواص کے دلون پر بہی
اپنا اثر دکہایا ہے عوام کے کیا حقیقت ہے خصوصاً اس زمانہ مین- ہم نہین سمجہتے ہین کہ ایسے
وقتِ نازک مین اور ایسی حالتِ پُرخطر مین مدبرانِ ملک کو کس چیز نے دلیر بنایا ہے اور کس
سند نے اسپر آمادہ کیا ہی کہ اپنی قوم کو عموماً سالہا سال سے ترقی دنیا یعنی تکاثر اموال و تحصیلِ
جاہ کی طرف پکار رہے ہین اگر کہا جاوے کہ مسلمانونکی فلاکت و افلاس نے اسپر آمادہ کیا ہے تو
یہہ لائق تسلیم نہین ہے کیونکہ جب ہم اپنی زمانہ کی فقرا و مساکین کو اُس زمانہ کی فقرا و مساکین سے
من حیث الکمیت و الکیفیت مقابلہ کرتے ہین تو یہی پاتے ہین کہ انکی فلاکت و افلاس اون کی
فلاکت و افلاس سے بیشتر و بدتر نہین ہے- اور اگر یہہ عذر کیا جاوے کہ ہمارے اخراجات
زیادہ ہین اسلئے ہمکو دولتِ دنیا کی حاجت زیادہ ہے تو یہ بہی مسلم نہین ہے- ہان البتہ ہمارے
مصارف اونکی مصارف سے متفرق ہین ہم لوگون کا خرچ ظاہر ہے کہ اپنے فخر و نام و آرائش
و آرام کے کامون مین ہوتا ہے اور اُنکا خرچ ترقی دینِ اسلام و رفاہ عوام کے کامون مین ہوتا
تہا- دیکہو خود حضرت صلعم کا خرچ اس طرح پر تہا کہ فقر و ناداری سے نہین ڈرتے تہے آپ کی
داد و دہش اس درجہ تہی کہ بعض کافر جیسی صفوان بن امیہ رض اسی سبب سے مسلمان ہوگئی حضرت
ابوبکر صدیق رض کا خرچ اسیطور پر تہا- روایت ہے کہ غزوۂ تبوک مین کل مال و اسباب حضرتؐ
کے پاس حاضر لائے حضرتؐ نے پوچہا کہ اہل و عیال کے لئے کیا رکہا ہے کہا کہ خدا و خدا کا رسول
حضرت عمر رض کا خرچ بہی اسی قسم سے تہا- روایت ہے کہ اُسی غزوہ مین وہ نصف مال و متاع اپنا
لیگئے حضرتؐ نے انسے بہی پوچہا کہ تمنے اپنے لڑکے بالون کے واسطے کیا چہوڑا ہے کہا کہ نصف مال
لڑکون بالون کے واسطے رکہا ہے اور نصف لایا ہون اور حضرت عثمان غنی رضؓ کا حال سنئے کہ
اسی غزوہ مین اُنہون نے بیس ہزار لشکر کا سامان اکیلے کر دیا تہا اور مدینہ طیبہ مین بیر رومہ کا

نصف حصہ بارہ ہزار درم پر خرید کر کے مسلمانون پر وقف کر دیا تہا اور پہر دوسرا حصہ بہی
اسی طور پر خرید کر کے وقف کیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی اہلبیت رضؓ کی کیفیت
سنئے کہ باوجود فقر و فاقہ کے سبہون نے تین روزے رکہے اسطور پر کہ شام کو جب کہانیکے لیے
بیٹہے سائل نمودار ہوا سبہون نے اپنا اپنا کہانا سائل کو دیدیا رات کو فاقے رہے اسی طرح
تینون دن برابر روزے رکہتے رہے اور رات کو فاقہ کرتے رہے مگر سائل کو محروم نہین پہیرا
علی ہذا القیاس کل اصحاب رضؓ کے مصارف ایسے ہی تہے ہمیشہ و تمام عمر۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرتؐ
نی خیرات کے واسطے تقید فرمایا سبہون نی مال لانا شروع کیا حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ
چار ہزار درم لائے اور حضرت عاصمؓ چار سیر جو لائے حضرت عبد الرحمن نے کہا کہ مین آٹہہ ہزار درم
رکہتا تہا اوسمین سے چار ہزار لایا ہون حضرت عاصم نے کہا کہ مین آٹہہ سیر جو مزدوری کر کے لایا ہون
اسمین سے نصف خیرات کرتا ہون۔ سبحان اللہ۔ اب ہم لوگ آپ ہی انصاف کرین اور کہین کہ
ہماری مصارف بیشتر و بہتر ہین یا اونکی ہمکو دولت دنیا کی حاجت زیادہ ہے یا اُنکو۔ غالبًا کوئی
فرد بشر ہماری قوم کا یہہ اقرار نہین کریگا کہ ہماری مصارف اونکی مصارف سی بیشتر و بہتر ہین ہمکو
اُنسے دولت دنیا کی حاجت زیادہ ہے۔ پہر ایسی صورت مین کہ ہم لوگ ترقی اسباب زینت
دنیا کے خود حریص ہو رہے ہین مصلحان قوم کو اسکی طرف توجہ دلانا ہرگز روا نہین ہے یہہ توجہ دلانا
اُن کا گویا کریلے کو نیم پر چڑہانا ہے۔ مصلحان قوم اس بات کو خوب سوچین کہ ہمارے قوم کے صاحبان
دولت اسوقت جسقدر موجود ہین وہ اپنی دولت دنیا سے دینی ترقیون مین کونسا کار نمایان
کر رہے ہین جو آیندہ انکی نسلون سے یا نئی ترقی یافتون سے وہ امید رکہتے ہین۔ ترقی خواہان اسلام
اس بات کو خوب یاد رکہین کہ جب تک ہماری قوم کی ترقی یافتہ لوگ اپنے پیشواؤنکی طریقہ کو نہین
برتین گے یعنی اپنی اموال و املاک کے کل حصے یا بعض حصی کو دینی حمایت و قومی کفالت کیواسطے

مستثنے و مستخرج کرکے بیت المال نہین بناوین گے اور اپنے خوراک و پوشاک و نشست و برخاست
و شادی و غمی وغیرہ وغیرہ کل کامون مین ایسی بے تکلفی نہین اختیار کرین گے کہ امیر و فقیر مین
تمیز دشوار ہوجاوے آقا و غلام مین فرق بین نر ہے ممکن نہین کہ دنیاوی ترقیون سے کبھی اُنکو
فارغ البالی نصیب ہووے یا دینی ترقیون مین کچھہ بہی اُنکو کامیابی میسر آوے اگرچہ قوم
کا ہر فرد و بشر دنیاوی ترقی یافتہ کیون نہوجاوے ولنعم ماقیل **بیت** کاسۂ چشم
حریصان پُر نشد ؛ تا صدف قانع نشد پر دُر نشد ؛ خیر اندیشان قوم اگر قوم کی خیریت
چاہتے ہین تو اُنپر لازم ہے کہ جس تدبیر سے ممکن جانین اور جس عنوان سے مناسب سمجھین
اپنی قوم مین وہ اتفاق اور قناعت پہیلاوین جو درمیان مہاجر و انصار رضہ کے تہا
اسی مین ساری مرادین حاصل ہین ورنہ خیریت معلوم - ہمت معلوم - عزت و شوکت
معلوم - **بیت** دولت ہمہ ز اتفاق خیزد ؛ بے دولتی از نفاق خیزد ؛
دیگر اے قناعت توانگرم گردان ؛ کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست ؛ خیر بہر کیف
مجکو کسی کی ترغیب و تحریص دنیاوی سے اپنی قوم پر اثر بد کا ایسا اندیشہ نہین ہے جیساکہ
مجکو اپنے مخلص و محسن صاحب اشاعۃ السنۃ کی مضمون اقسام ملازمت سے اندیشہ ہے
کیونکہ یہہ ایک ایسی شخص نامی و افضل ہین کہ جنکے کلام کو ہر ایک کے دل مین بڑی عزت کے ساتھ
جگہہ ہے اور بیشک انکے خیالات عالیہ و تحقیقات غامضہ اسی قابل ہین - لیکن حضرات اگرچہ
مین کسی لائق نہین ہون نہ مجہہ مین علمی حیثیت ہے نہ مالی عزت جس سے آپ لوگون کے نظرون
مین میری کلام کو کچھہ وقعت ہو با این ہمہ اپنے علم و یقین کا اظہار فرض مذہبی جانکر مین
کہے دیتا ہون کہ ہمارے معظم و مفخم صاحب اشاعت السنۃ اور اونکی ہمراؤن سے اس مبحث
مین خطای فاحش ہوئی ہے جیسے اسیران بدر کے معاملہ مین جمہور اصحاب رضہ سے ہوئی تہی - ا

Marfat.com

اسی لئے اُنکی اُس مضمون سے مین اپنی مخالفت راے ظاہر کرتا ہون اور اپنے ناظرین تحریر کو اس طرف توجہ دلاتا ہون کہ اُنکے اُس مضمون کو اور میری اس تردید ذیل کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرماوین اور بعد اسکے جسکو من حیث الدلیل قوی و حق پاوین اُسکو معمول بہ بناوین

وما علینا الا البلاغ

التماس مولف

مولوی ابو سعید محمد حسین اڈیٹر اشاعۃ السنہ کا اصل مضمون اقسام ملازمت کہ جسکی تردید کی گئی ہے رسالہ ہذا کے تین ورق اخیر مین موجود ہے۔ جن صاحبون کو دیکھنا منظور ہو دیکھ لین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تردید

مضمون اقسام ملازمت نمبر ۲ و ۳ و ۴ مندرجہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۰

اقسام ملازمت کی اصول پر خدشات

اس مضمون کی پوری بحث پر نظر کرنے سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ جناب مولوی صاحب کی دلی غرض و اصلی مقصد اس تحریر سے دو امر کا بیان کرنا ہے **ایک** یہ کہ دین کی ترقی دنیا کی ترقی پر موقوف ہے **دوسرے** یہ کہ ترقی دنیا کے عمدہ وسائل مین سے ملازمت سلاطین کی ہے

Marfat.com

گو ہر زمانہ مین نہ سہی پر اس زمانہ مین ضرور **چنانچہ** اسی بنا پر اس سلطنت کے خدمات موجودہ کے جواز مین پہلے خوب مدلل بحث کی گئی ہے پھر بعد اس کے بنظر خیر خواہی مسلمانان قسم دوم جو اہل اسلام کی فرد کامل ہین بڑی پر جوش تقریر کے ساتھہ سلطنت کے اخذ جمیع خدمات کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ ہم اس بارے مین جہان تک غور و فکر کرتے ہین اپنے خیال کو مولویصاحب کے خیال سے بالکل مخالف پاتے ہین یعنی میرے علم و یقین مین یہہ بات ہے کہ دنیا کی ترقی پر دین کی ترقی موقوف نہین ہے اور دنیا کی عمدہ وسائل ترقی مین سے (جو بحق ترقی دین بہی مضر نہو) ملازمت سلاطین کی نہین ہے۔ مناشی اسکے بہت ہین **از انجملہ** یہہ کہ ابتدای حالت اسلام پر جو نظر کرتے ہین تو یہی دیکہتے ہین کہ بدون ترقی دنیا کے ترقی دین کی ہوئی اور بدون اخذ ملازمت سلاطین کے ترقی دنیا کی ہوئی جیسا کہ تواریخ اسلامیہ کے ناظرین پر پوشیدہ نہین ہے **از انجملہ** یہہ کہ اگر دنیا کی عزت و شوکت دین کی عزت و شوکت کا سبب ہوتا یا اہل دنیا کی ملازمت عمدہ وسائل و بہترین اسباب ترقی دنیا مین سے ہوتی تو ہرگز ہرگز شارع کے کلام مین دنیا و اہل دنیا کی مذمت اور دنیا و اہل دنیا سے کنارہ کشی کی ہدایت نہوتی چنانچہ نقول ذیل اسپر شاہد ہین **نقول**

عن[۱] سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ[۲] ما سقی کافرا منہا شربۃ **عنہ**[۲] قال جاء رجل فقال یا رسول اللہ دلنی علی عمل اذا عملتہ احبنی اللہ و احبنی الناس قال ازہد فی الدنیا یحبک اللہ و ازہد فیما عند الناس یحبک الناس[۳] **عن**[۳] جابر ان رسول اللہ صلعم مر بجدی اسک میت قال ایکم یحب ان ہذا لہ بدرہم فقالوا ما نحب انہ لنا بشیء قال فواللہ للدنیا اہون علی اللہ من ہذا علیکم **عن**[۴] عبد اللہ بن عمرو

Marfat.com

قال قال رسول الله صلعم قد افلح من اسلم ورزق كفافا وقنعه الله بما اتاه عن ابی ذر قال قلت یا رسول الله الا تستعملنی قال فضرب بیده علی منکبی ثم قال یا اباذر انک ضعیف وانها امانة وانها یوم القیمة خزی وندامة الا من اخذها بحقها وادی الذی علیه فیها عن عمرو بن عوف قال قال رسول الله صلعم فوالله لا الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوها کما تنافسوها وتهلککم کما اهلکتهم عن کعب بن مالک قال قال رسول الله صلعم ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لهما من حرص المرء علی المال والشرف لدینه

ازانجملہ یہہ کہ تجویز مولوی صاحب کی اگر نزدیک اون لوگون کے جو ترقی دین مین اصل الاصول وامیر المومنین وامام المسلمین شمار کئے جاتے ہین مردود نہ ہوتی تو وہ لوگ تحصیل دنیا واسباب دنیا سے باوجود مرغوب طبعی ہونے کے کیون غافل وکاہل رہتے اور کیون اپنے کو بیفائدہ اُن مصیبتون وآفتون مین ڈالتے جو اونکے واقعات وحالات سے ظاہر ہین چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے کچہہ حالات بعضونکے یہان منقول ہوتے ہین

حالات

عن النعمان بن بشیر قال الستم فی طعام وشراب ما شئتم لقد رایت نبیکم صلعم وما یجد من الدقل ما یملأ بطنه عن ابی هریرة قال خرج رسول الله صلعم ذات یوم او لیلة فاذا هو بابی بکر وعمر

فقال ما اخرجكما من بيوتكما هذه الساعة قالا الجوع قال وانا والذي نفسي
بيده لاخرجني الذي اخرجكما الخ **عن** ٥١ عائشة رض قال ما شبع
ال محمد يومين من خبز بر الا واحدهما تمر **عن** ٥٢ عمر رض قال
دخلت على رسول الله صلعم فاذا هو مضطجع على رمال
حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثر الرمال بجنبه متكئ على وساده
من ادم حشوها ليف قلت يا رسول الله ادع الله فليوسع على امتك
فان فارس والروم قد وسع عليهم وهم لا يعبدون الله فقال
او في هذا انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في
الحيوة الدنيا **عن** ٥٣ ابي بردة قال اخرجت الينا عائشة كساء املبدا
وازارا غليظا فقالت قبض روح رسول الله صلعم في هذين **عن**
ابي هريرة قال لقد رايت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل عليه
رداء اما ازار واما كساء قد ربطوا في اعناقهم فمنها ما يبلغ نصف الساقين
ومنها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان ترى عورته **عن** ٥٥ انس
ان رسول الله صلعم خرج يوما ونحن معه فراى قبة مشرفة فقال ما هذه
قال اصحابه هذه لفلان رجل من الانصار فسكت وحملها في نفسه
حتى لما جاء صاحبها فسلم عليه في الناس فاعرض عنه صنع ذلك
مرارا حتى عرف الرجل الغضب فيه والاعراض عنه فشكا ذلك الى
اصحابه وقال والله اني لانكر رسول الله صلعم قالوا خرج فراى قبتك

فرجع الرجل الی قبته فهدمها حتی سواها بالارض فخرج رسول الله صلعم
ذات یوم فلم یرها فقال ما فعلت القبة قالوا شکی الینا صاحبها اعراضک
فاخبرناه فهدمها فقال اما ان کل بناء وبال علی صاحبه الا ما لا بد منه **روی** ان ابا حنیفة رح دعی الی القضاء
الا ما لا بد منه **روی** ان ابا حنیفة رح دعی الی القضاء
ثلاث مرات فابی حتی ضرب فی کل مرة ثلثین سوطا **وکذا**
دعی محمد رح الی القضاء فابی حتی قید وحبس **وروی**
بعث الامیر خالد بن احمد الذهلی والی بخاری الی محمد بن اسمعیل
ان احمل الی کتاب الجامع والتاریخ لاسمع منک فقال محمد
بن اسمعیل لرسوله قل له انا لا اذل العلم ولا احمله الی ابواب
السلاطین فان کانت لک حاجة الی شیء منه فلیحضرنی فی مسجدی
او فی داری فان لم یعجبک هذا فانت سلطان فامنعنی
من المجلس لیکون لی عذر عند الله یوم القیمة انی لا اکتم
العلم قیل فکان سبب الوحشة بینهما هذا وقیل فنفاه عن البلد
وقیل یقول فی دعائه اللهم قد ضاقت علی الارض بما رحبت
فاقبضنی **وروی** ان ابا علی الکاتب المصری لما سئل عن
اختیار الفقر والغنی فانشد هاتین البیتین **قطعه** لست
بناظر الی جانب الغنی اذا کانت العلیاء فی جانب الفقر
والی لصباری علی ما ینوبنی وحسبک ان الله اثنی علی الصبر
ولظائرها کثیرة کما لا یخفی **از انجمله** یہ کہ اکثر مقدمات وتمسکات مولوی بیضا صاحب کی جواس

مبحث مین پیش کی گئی ہین محذوش ہین فقط ہرچند ہم اپنی بے استعدادی وکم علمی کے باعث اون شواہد
خدشات کو شستہ تقریرون کے لباس وپاکیزہ لفظون کے زیور سے آراستہ کرکے نہین دکہا سکتے ہین
باایہمہ بحکم **مصرع** حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ہم اونکو علی حالہ بلاتکلف عارضی
پیش نظر اہل بصیرت کرتے ہین وما توفیقی الا باللہ اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

اقسام ملازمت کے فروع پر خدشات

صفحہ ۶۳ **قولہ** انہی مضامین سے الخ مولویصاحب کو دنیاوی ترقی کی طرف توجہ دلانیکے کچھہ ضرورت
نہین ہے اولا اسلئے کہ انسان کی خودشان یہہ ہے وانہ لحب الخیر لشدید ثانیا اس خیال
سے کہ **فرد** آنکس کہ تونگرت نمیگرداند ؛ او مصلحت تواز تو بہتر داند ؛ واگر باین ہمہ عدم ضرورت
مولویصاحب پر توجہ دلانا واجبات مین سے ہے تو اُن پر یہہ بہی واجب ہے کہ دنیاوی ترقی کی
پہلے دو حد ٹہرادین ایک حد ادنی وہ کہ بغیر اُسکے دین ومذہب کا قیام وبقا ممکن نہو دوسری
حد اعلی وہ کہ بغیر اُسکے دین ومذہب کی تکمیل وتیہیم ممکن نہو بعد اسکے تحصیل ترقی دنیا کی طرف توجہ
دلاوین تاکہ ہر ایک طالب ترقی دنیا اپنی ہمت وحوصلہ کے موافق اُس ترقی کی حد ادنی یا اعلی یا اور
کسی حد متوسط تک پہونچنی مین جہد بلیغ وسعی موفور کرے وبواسطہ اُس ترقی کے دین ومذہب
کی ترقی مین اُسیقدر کامیاب ہووے ورنہ بغیر اس حدبندی کے ان تین تحصیل ممتنع [تحصیل
مجہول وتحصیل حاصل وتحصیل غیر متناہی] مین سے ایک تحصیل کیطرف توجہ دلانا لازم آتا ہے
فلیتدبر صفحہ ۶۴ **قولہ** ارباب خبرت الخ اس تقسیم مین مسامحت ہے اس لئے کہ مقسم کے اقسام آپسمین
قسیم یعنی ضد نہین ہین جیسا کہ خود جناب مولویصاحب کی تحریر سے ثابت ہے جو جزئیات وتمثیلات
ملازمت کے ضمن مین بجا بجا مندرج ہے فلیرجع الیہ صفحہ ۶۴ **قولہ** نوع دوم وہ ملازمت جسمین

ایسے احکام الخ اس نوع دوم قسم سوم مین جن احکام کا نافذ کرنا ہوتا ہے جنکی جگہ شرع نے
اور احکام مقرر کئے ہین وہ احکام بہی مثل اُن احکام کے جن کا نوع اول قسم سوم مین نافذ
کرنا ہوتا ہے شرعاً ممنوع ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے آدمی کو صرف اپنی
عبادت کے لئے بنایا ہے اور غیرونکی عبادت سے منع فرمایا ہے اور تمام انبیا و رسل علیہم الصلوۃ
والسلام اسی امر کی ہدایت کے لئے بہیجے گئے ہین وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب
والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن
کونوا ربانین ۞ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ
واجتنبوا الطاغوت ۞ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا
اجعلنا من دون الرحمن الہۃ یعبدون ۞ وغیر ذلک من الایات ۞ اور
عبادت کے معنی ہین بندگی کرنا و فرمان برداری کرنا حکم پر چلنا پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے
آدمی کو صرف اپنی بندگی اور فرمان برداری کرنی اور اپنے ہی حکم پر چلنے کے لئے بنایا ہے اور
غیرونکی بندگی اور فرمانبرداری کرنی اور غیرون کے حکم پر چلنے سے منع فرمایا ہے اور تمام انبیا
و رسل علیہم الصلوۃ والسلام اسی بات کی ہدایت کے لئے بہیجے گئے ہین۔ اور سر اسمین یہ ہے کہ
سارے لوگ اور ساری چیزین اُسیکی مخلوق و مربوب و مملوک و رعیت حقیقی ہین اور وہ سب کا
خالق و رب و مالک و بادشاہ حقیقی ہے خالق کل شئ فاعبدوہ ۞ ذلک رب العلمین
لہ ملک السموات والارض وما بینہما ۞ وغیر ذلک من النصوص ۞
اور جب سارے عالم کا خالق و رب و مالک و بادشاہ حقیقی وہی ہے تو نظم عالم کے لئے احکام
و آئین و قانون کا مقرر کرنا اوسیکو پہونچتا ہے اور اُسیکو لائق و سزاوار ہے دوسرے کو

اسمین کچھہ بھی اختیار نہین ہے الا لہ الخلق والامر ۵ ان الحکم الا للہ ۵ امر الا تعبدوا
الا ایاہ ۵ وربک یخلق مایشاء ویختار ماکان لھم الخیرۃ سبحان اللہ
وتعالی عما یشرکون - اور احکام الٰہی وقوانین خداوندی بجز انبیا ورسل علیہم الصلاۃ و
السلام کی اور کسی ذریعہ سے بندونکو معلوم نہین ہو سکتے ان احکام وقوانین کے معرفت کا ذریعہ
ان ہی خاصانِ خدامین منحصر ہے کیونکہ ان احکام کے پہونچانے کا منصب اولا و بالذات انہین ذوات
مقدسہ کو عطا ہوا ہے - اور اب یہ منصب اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم کر دیا ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین ۵ ختم بی الرسل ۵ وانا خاتم النبیین صحیحین
ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون مسلم تو اب احکام خداوندی
کے معرفت کا ذریعہ آپکی ذات کامل الصفات مین منحصر ہوگیا - پس جو احکام آپنے امت
کو بتائے وپہونچائے ہین وہی تو احکام خداوندی ہین انہین احکام پر چلنا اللہ تعالی کی
عبادت ہے جسکے لئے ہم بنائے گئے ہین - اور جو احکام آپکے بتائے ہوئے اور پہونچائے ہوئے
نہین ہین گو وہ کسی کے بتائے ہوئے یا بنائے ہوئے ہون احکام خداوندی نہین ہین انہین
احکام پر چلنا غیر اللہ کے عبادت ہے جس سے ہم منع کئے گئے ہین - وان اطعتموھم انکم
لمشرکون ۵ ارایت من اتخذ الھہ ھواہ ۵ ولا تتبع الھوی فیضلک عن
سبیل اللہ ۵ اور ظاہر ہے کہ نوع دوم قسم سوم مین جن احکام کا نافذ کرنا ہوتا ہے جنکی جگہ
شرع نے اور احکام مقرر کئے ہین وہ احکام باعتراف جناب مولف صاحب احکام خداوندی نہین
ہین جنکو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے وپہونچائے ہین - پس حسب تقریر
صدر ایسے احکام کے ممنوع شرعی ہونیمین کیا شک ہے اور جب یہہ احکام ممنوع شرعا ثابت ہوئے
تو یہ احکام اور وہ احکام جنکو نوع اول قسم سوم مین نافذ کرنا ہوتا ہے دونون ممنوعیت

مین برابر ہوئی اور مغایر و مخالف مین جو فرق کیا گیا تہا ملغی ہو گیا پس نوع دوم بہی مثل نوع اول کے ناجائز ہوی وھذا ھو الحق الواضح المتبع واللہ اعلم بالصواب **قولہ** صفہ ۱ تفسیر کبیر ومعالم التنزیل وفتح البیان وغیرہ الخ اولا یہہ تخصیص منکر کی مسلم نہین ہے کیونکہ استعمال اصولیین مین اطلاق مخالف کا اوپر تارک العمل کے صحیح ہے ثانیا اگرچہ یہہ اقوال بے سند مفسرین کے حجج شرعیہ مین سے نہین ہین باینہمہ یہہ مسلم ہے کہ ان نقول کا صاف مفہوم یہہ ہے کہ یہہ آیات خاص کر منکرین کے حق مین ہین خواہ زمانہ سابق کے منکرین ہون خواہ زمانہ حال کے لیکن یہہ مسلم نہین ہے جو مولف صاحب نے صفحہ چوہتر مین بعد نقل ان نقول کے فرمایا ہے (کہ یہہ آیات ان معنی کے ساتہہ ایسے عموم پر رہتے ہین کہ مسلمانان زمانہ سابق وحال کو بہی شامل ہین) تقریر اسکی قول مابعد مین آتی ہے فانتظر **قولہ** صفہ ۲ ان معنی کے ساتہہ الخ یہہ آیات ان معنی کے ساتہہ اپنی عموم پر ہرگز نہین رہتی ہین بلکہ مخصوص ہو جاتی ہین ساتہہ کافر کے کیونکہ یہ معنی انکار کے معنی کو مستلزم ہے حجت اسپر یہہ ہے کہ باتفاق جمہور اہل اسلام جیسی مسلمان احکام الہی کے انکار سے کافر ہو جاتا ہے ویسا ہی ان معنی کے ساتہہ۔ مثلا جب کوئی مسلمان ان احکام کے مخالف احکام کو احکام الہی قرار دیگا اور اونکو اصل احکام الہی کے بہ نسبت دل سے وزبان سے بہتر کہیگا تو وہ مسلمان ہی نہین رہیگا بلکہ کافر ہو جائیگا۔ یہہ مسئلہ مسلمہ کافہ اہل اسلام کا ہے کہ انسان کا یک فرد بہی اس اقرار واعتقاد کے ساتہہ مسلمان نہین رہتا پہر مولف صاحب کا یہہ دعوے کہ یہہ آیات ان معنی کے ساتہہ یعنی اس اقرار واعتقاد کے ساتہہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قید انکار کے ساتہہ مسلمان کو بہی شامل ہین سراسر مغالطہ ہے فانظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال وبالفرض اگر یہہ قول صحیح مانا جاوے کہ یہہ آیات ان معنی کے ساتہہ کافر و مسلمان دونونکو شامل ہین تو مولف صاحب کو جمہور مفسرین پیش کردہ کا بہی مخالف بننا پڑیگا اور اس مصرع کا مصداق **ع** سارا زمانہ یکطرف وہ شوخ تنہا

Marfat.com

یکطرف ؛ **قولہ** صفحہ ۷۵ اس بحث سے الخ جب آیات منقولہ بالا کا ایسا عموم جو منکر و مقر یعنے کافر
و مسلمان دونونکو شامل ہو تقریر ماتقدم سے جاتا رہا تو اب مولف صاحب کو بحکم قاعدہ مسلمہ ہمیشہ
لفظ عام کا عموم معتبر ہوتا ہے الخ} اقرار کرنا ہوگا کہ آیات مذکورہ صرف تارک و مخالف حکم الہی کے
حق مین ہین عام اس سے کہ منکر ہو یا مقر راضی ہو یا غیر راضی - اور یہہ بہی ضرور ماننا پڑیگا کہ ان آیات
سے نوع اول قسم سوم کی ممانعت ثابت ہوتی ہے ورنہ کسی اور تقریر سے عمومیت ان آیات کی ثابت
کرنی ہوگی فلیتامل فیہ **قولہ** صفحہ ۷۵ نوع دوم اس قسم سوم الخ یہہ قول دو دعوے کو
مستلزم ہے ایک یہ کہ آیات مذکورہ بالا مین صرف مخالف احکام شرعیہ کی ممانعت ہے نہ مغایر کی
دوسرے یہ کہ لفظ مخالف کا اطلاق صرف معنی ضد یا نقیض مین ہوتا ہی نہ مغایر مین حالانکہ یہہ
دونو دعوی باطل ہین - وجہ بطلان دعوی اول ظاہر ہے کہ آیات مذکورہ مین لفظ خلاف کا
کوئی صیغہ تک مذکور نہین ہے وہان تو لفظ ان یتحاکموا اور لفظ حتی یحکموک اور لفظ
من لم یحکم + افحکم الجاہلیۃ یبغون کا البتہ مذکور ہے جس کا صاف مفہوم یہ ہی کہ بمقابلہ
احکام خدا و رسول کے احکام اغیار کا اختیار و اجرا مطلقا ممنوع ہے خواہ وہ احکام اغیار احکام
خدا و رسول کے مغایر ہون یا ضد ہون یا نقیض ہون - اور فرمایا اللہ تعالی نے فان جاؤک
فاحکم بینہم او اعرض عنہم - وان حکمت فاحکم بینہم بالقسط - فاحکم بینہم
بما انزل اللہ - وان احکم بما انزل اللہ - واذا حکمتم بین الناس
ان تحکموا بالعدل - ان آیات مین اللہ تعالی نے حصر فرمادیا کہ اگر حکم کرو تو ما انزل اللہ
ساتہہ کہ ورنہ اعراض کرو - اور وجہ بطلان دعوی دوم یہ ہے کہ تتبع و تفحص سے کلام اہل عربیہ
کے بخوبی ثابت ہے کہ لفظ مخالفت کا استعمال محل مغایرت مین بہی آتا ہی چنانچہ ایک قول فوائد
سے بطور نمونہ منقول ہوتا ہے باین غرض کہ اس قول مین لفظ مخالفت کا استعمال بمعنی مغایر

وکذا سہوا اذا کان مغایرا لما جاء بہ من التوحید لمکان عصمتہ اسجگہ حافظ ابن حجر نے اس کلمہ باطل کو جو توحید کے بالکل ضد و مخالف ہے مغایر توحید

صحیح ہے نہ بمعنی ضد ونقیض وھو ھذا {ومن ثم رای من اجل المخالفۃ فی الشرط
اختلاف فی رحمن الخ} اور قاموس مین ہے خلف عن خلق ابیہ تغیر فتدبر وا
اولی الالباب اور شرع مین بہی اطلاق مغایر کا مخالف اور ضد پر آیا ہے قال تعالی ومن
یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ یقتلون النبیین بغیر الحق۔ نعمل صالحا
غیر الذی کنا نعمل۔ ان آیات مین اللہ تعالی نے ملت کفار اور باطل اور عمل بد کو جو اسلام اور
حق اور عمل صالح کے ضد ونقیض ہین انکے مغایر فرمایا ہے **قولہ** صفحہ ۷۶ ایسی احکام کو الخ مولف صاحب
کا یہہ دعوی انہین چار بناؤن پر تہا کہ مخالفت و مغایرت مین فرق ہے۔ اور ان معنی کے ساتہہ یہہ
آیات بیشک اپنی عموم پر ہین۔ اور آیات مذکورہ مین صرف مخالف احکام شرعیہ کے ممانعت ہے
نہ مغایر کی۔ اور لفظ مخالف کا اطلاق صرف معنی ضد یا نقیض مین ہوتا ہی نہ مغایر مین۔ پس جب
تقریر ما تقدم سے کل مبنای دعوی باطل ٹہرے تو دعوی بہی باطل ٹہرا فالحمد للہ علی ذلک
قولہ صفحہ ۷۶ یہ اجازت بہت سے دلائل الخ اون بہت سی دلائل کو جب جناب مولویصاحب
بیان فرمائین گے تو اسوقت اوپر غور کیا جائیگا اب جو تین دلیلین اپنے زعم مین بیان فرمائی ہین انکی
کیفیت سنئے **قولہ** صفحہ ۷۶ پہلی دلیل الخ اس دلیل سے مولویصاحب کا دعوی اسوقت ثابت ہوگا
جب کہ حضرت یوسف ع کا وقت وقوع اس واقعۂ برادران کی فرمان روا ہونا یعنی صاحب اختیارات
انفصال مقدمات دیوانی و فوجداری ہونا ثابت ہوجاوے لیکن آیات قرآن مجید سے جنکا حوالہ
مولویصاحب نے اس جگہ دیا ہی حضرت یوسف ع کا اسوقت تک ایسا صاحب اختیارات ہونا ہرگز
ثابت نہین ہوتا ورنہ مولویصاحب نشان دین کہ کس عبارت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اگر اب
مولویصاحب وکذلک مکنا لیوسف فی الارض کا نشان دین جیسا کہ نمبر ۱۲ جلد ۱۰
صفحہ ۳۵ مین کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر اس عبارت سی حضرت یوسف ع کا ایسا صاحب اختیارات

۴ اور اسی معنی کے لحاظ سے مخالف کے بجائے مغایر لکہا گیا

ہونا ثابت ہوتا ہے تو ضرور اُسوقت مین بہی یہ امر اونکو ثابت رہا ہوگا جبکہ مصر مین بکے تہے کیونکہ اُسوقت کے واقعہ کے ذکر مین بہی یہی عبارت قرآن مجید مین واقع ہی حالانکہ یہہ امر واقعہ کے بالکل خلاف اور صریح البطلان ہے۔ ونیز اگر اس عبارت مکنا سے یہ امر ثابت ہوتا ہے تو لازم آئیگا کہ ہر فرد بنے آدم کو یہ امر ثابت ہو یعنی سب بنی آدم صاحب اختیارات انفصال مقدمات دیوانی وفوجداری ہون کیونکہ اللہ سبحانہ نی سورۂ اعراف کے پہلے رکوع مین عام بنی آدم کے خطاب مین ارشاد فرمایا ہے ولقد مکنا کم فی الارض۔ حالانکہ اس لازم کا کون التزام کرسکتا ہے۔ اور اگر مولویصاحب لفظ عزیز کا نشان دین جیسا کہ نمبر و جلد مذکور کے صفحہ ۳۸۶ کے حاشیہ مین کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کا عزیز مصر ہونا بہی مظہر ہے کہ آپ مجسٹریٹ اور حاکم تہے۔ اور بدست آویز تفسیر فتح البیان صفحہ ۲۹۷ وحاشیہ تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۰۹ لکہا ہے کہ مصر مین عزیز نائب السلطنت یا وزیر کو کہا جاتا تہا۔ حاشیہ کے الفاظ یہ ہین۔ اهل مصر یسمون نائب السلطنة عزیزا اور فتح البیان کی عبارت یہ ہے هو العزیز الذی کان علی خزائن مصر وکان وزیر الملک مصر تو اس کا جواب (بعد تسلیم اس امر کے کہ عزیز کے معنے نائب السلطنت یا وزیر ہین) یہ ہے کہ نائب السلطنت کے لفظ سے نائب السلطنت انفصال مقدمات دیوانی و فوجداری مین کس طرح سمجہا گیا نائب السلطنة فی حفظ خزائن مصر اسکے معنے کیون نہین ہو سکتے جیسا کہ عبارت قرآن مجید اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم صاف وصریح طور پر اسپر دال ہے اور خود تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۰۳ وبیضاوی صفحہ ۳۹۳ کی عبارت وهو العزیز الذی کان علی خزائن مصر بہی اسیکو مشعر ہے۔ اور وزیر کے معنے معین ومشیر پناہ وجاے پناہ ہین اور بادشاہ کا ہمنشین خاص جو مشیر تدبیر ہو اور بادشاہ کو اپنی رائے سے مدد دے۔ قاموس مین ہے الوزیر صب

Marfat.com

الملك الذى يحمل ثقله ويعينه برأيه + الحبأ محركة جلبس الملك وخاصته اھ
اور فتح البیان مین ہے واجعل لی وزیرا من اھلی ای معینا وظھیرا والوزیر
الموازر کالاکیل الموا کل لانه یحمل عن السلطان وزره ای ثقله قال
الزجاج واشتقاقه فی اللغة من الوزر وھو الملجأ الذی یعتصم به
لینجی من الھلکة ومنه قوله تعالی کلا لا وزر والوزیر الذی یعتمد الملك
علی رأیه فی الامور ویلتجی الیه وقال الاصمعی ھو مشتق من الموازرة
وھی المعاونة نقله الزمخشری عن الاصمعی اھ اور ظاہر ہے کہ وزیر کی ان معنون مین سے
جو معنی لئی جائین اوس معنی کے تحقق کے لئے اونکا مجسٹریٹ یا حاکم ہونا یا صاحب اختیارات
انفصال مقدمات دیوانی وفوجداری ہونا کیا ضرور ہے اور فتح البیان سے جو وزیر کے
ایک یہہ معنی {الذی یعتمد الملك علی رأیه فی الامور۔ یعنی وزیر وہ شخص ہے کہ جس کے
راے پر بادشاہ اپنے تمام امور مین بھروسا کرے} منقول ہوئے ہین (اگرچہ اس معنی کو بھی
مجسٹریٹ یا حاکم ہونا لازم نہین ہے) یہانپر مراد نہین ہوسکتی ورنہ قول خداوندی ماکان
لیاخذ اخاہ فی دین الملك خلاف واقع ٹھہریگا وتقدس کلامه تعالی عن ذلك
کیونکہ جب شاہ مصر حضرت یوسف ع کی راے پر اپنے تمام امور مین بھروسا کرتا تہا جیسا کہ اس
معنی کا مقتضی ہے تو پھر حضرت یوسف ع کا اپنی بھائیکو شاہ مصر کے آئین کے موافق لینے پر
قادر نہونا اسکی کیا معنی ہین۔ اب اگر مولویصاحب یہ فرماوین کہ فی الواقع ان عبارات سے
حضرت یوسف ع کا ایسا صاحب اختیارات ہونا نہین نکلتا ہی لیکن بعض مفسرین نے ایسا ہی
لکھا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تو پھر اس حالت مین آیات قرآن مجید کا نام لینا اور یہہ کہنا کہ
اسپر دلیل ظاہر آیات قرآن ہے جیسا کہ مولویصاحب نے اس جگہ کیا ہے کب جائز ہوگا۔ دنیز

Marfat.com

مفسرین کی ساری باتین کب حجت ہوا کرتی ہین حجت تو وہی ہوتی ہین جو مؤید بدلیل ہون
تو اس صورت مین مولویصاحب کو ان بعض مفسرین کے مجرد لکھنے پر اعتماد کر کے انکے لکھے ہوئے کو
اس مسئلہ کا مناط قرار دیدینا جائز نہین تہا جب تک کہ اونکی قول کا مؤید بدلیل ہونا ثابت نہو لیتا
اگر مولویصاحب یہہ کہین کہ اُنکا قول مؤید بدلیل ہے اسلئے کہ معالم مین ابن عباس رضہ سے
حضرت یوسف ع کا ایسا صاحب اختیارات ہونا بسند منقول ہے جیسا کہ ہمنے معالم سے ۱۲
جلد ۱۰ کے صفحہ ۳۸۹ مین اسکے سند نقل کر دی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ مولویصاحب نے اسکی سند
تو ضرور نقل کر دی ہے لیکن اسپر غور نہین فرمایا ہے ورنہ ہرگز نقل نہ کرتے اور نہ اس سے استدلال
پر جرأت فرماتے معالم مین یہہ قول ابن عباس رضہ کا ثعلبی کی طریق سے منقول ہے اور ثعلبی کا حال
اہل علم خوب جانتے ہین کہ وہ اپنے تفسیر مین جھوٹ و سچ سب کچھہ نقل کر دیا کرتا ہے جھوٹے و بے اصل
قصون کے نقل کرنے سے بالکل پرہیز نہین کرتا۔ اتقان سیوطی کے النوع الثمانون مین بہی ہے
والاخباری لیس لہ شغل الا القصص واستیفاءها والاخبار عمن
سلف سواء کانت صحیحة او باطلة کالثعلبی و نیز معالم مین جو سند اس قول کی
منقول ہے اوس مین ایک راوی اسحاق بن بشر ہی جسکی نسبت میزان الاعتدال صفحہ ۷۳ مین
مذکور ہے اسحاق بن بشر ابو حذیفة النجاری صاحب کتاب المبتدأ ترکوہ وکذبہ علی بن المدینی
وقال ابن حبان لا یحل حدیثہ الا علی جهة التعجب وقال الدار قطنی
کذاب متروك الخ و نیز اُسی مین ہے یروی ایضا عن جویبر الخ۔ و نیز ایک راوی اُس
مین جویبر شیخ اسحٰق بن بشر مذکور کا ہے جسکی نسبت تقریب مین لکہا ہے جویبر تصغیر جابر
راوی التفسیر ضعیف جدا الخ اور خلاصہ مین ہے جویبر قال ابن معین ضعیف
اور میزان الاعتدال مین ہے صفحہ ۱۲ جویبر المفسر صاحب الضحاك قال ابن معین

135250

Marfat.com

لیس بشئ وقال الجوزجانی لا یشتغل بہ وقال النسائی والدارقطنی
وغیرھما متروک الحدیث الخ ونیز ایک راوی اُس مین ضحاک شیخ جویبر مذکور کا ہے
جو ابن عباس رضؓ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اُس کو ابن عباس سے لقا و سماع کچھہ نہین ہی خلاصہ
مین ہے الضحاکؒ بن مزاحم لم یلق ابن عباس رضؓ الخ اور میزان الاعتدال
صف ۲۳ مین ہے الضحاکؒ بن مزاحم المفسر قال یحیی القطان کان شعبۃ
ینکر ان یکون الضحاک لقی ابن عباس قط وقال الطیالسی حدثنا شعبۃ
سمعت عبد الملک بن میسرۃ یقول الضحاک لم یلق ابن عباس انما
لقی سعید بن جبیر بالری فاخذ عنہ التفسیر سلم بن قتیبۃ ثنا شعبۃ
قال قلت لمشاش سمع الضحاکؒ من ابن عباس قال ما رآہ قط اھ اور
اتقان سیوطی کے النوع الثمانون مین ہے والطریق الضحاکؒ بن مزاحم عن
ابن عباس منقطعۃ فان الضحاک لم یلقہ فان ضم الی ذلک
روایۃ بشر بن عمارۃ عن ابی روق عنہ فضعیفۃ لضعف بشر وقد
اخرج من ھذہ النسخۃ کثیرا ابن جریر وابن ابی حاتم وان کان
من روایۃ جویبر عن الضحاکؒ فاشد ضعفا لان جویبرا شدید
الضعف متروکؒ ولم یخرج ابن جریر ولا ابن ابی حاتم من ھذا الطریق
شیئا انما اخرجھا ابن مردویہ وابو الشیخ ابن حبان اھ اور اگر مولوی صاحب
فرماوین کہ اس قول کی ایک سند اور بہی ہے جسکو ابن اسحق نی ابن زید سے نقل کیا ہے اور
ہم نے اُسکو بہی اُسی جگہ معالم سے نقل کر دیا ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اولاً ابن اسحق کا سماع
ابن زید سے ثابت ہونا چاہیے کیونکہ ابن اسحق نے اسمین اپنا سماع ابن زید سے بیان نہین

کیا ہی اور مدلس جب تک اپنا سماع اپنے شیخ سے بیان نکرے اُسکی روایت حجت نہین ہوتی ہے ثانیا
معلوم ہونا چاہیئے کہ یہہ ابن زید کون ہین اور ثقہ ہین یا غیر ثقہ ثالثا ابن زید سے اوپر اونکے شیخ
اور شیخ الشیخ کا حال معلوم ہونا چاہیئے کہ کون ہین اور ثقہ ہین یا غیر ثقہ اور معالم مین اونکا ذکر تک
ندارد ہے پس جب تک یہ سب امور ثبوت کو نہ پونہچ لین تب تک یہ بہی مثل اول کے استدلال کے
قابل نہین ہوسکتی ہے **قولہ** صفحہ ۷۶ حضرت یوسفؑ جو عزیز مصر کے قایم مقام ہوکر فرمان روائے
سریر سلطنت مصریہ ہوئی الخ جسوقت حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے قایم مقام ہوئی تہی اوسیوقت فرمانروائے
سریر سلطنت مصریہ یعنی بادشاہ کیسی ہوگئی تہی اور ان دو متنافی صفتون (نیابت اور اصالت) کا اجتماع
اُنمین کیسی ہوگیا تہا علاوہ اسکے جب اُنکا خود بادشاہ ہونا تسلیم کرلیا گیا تو اب آپ کے اس قول (حضرت
یوسفؑ ایسے احکام سلطنت کا خلاف بہی نکرتے تہے اور بجاے اُن احکام کے احکام شریعت یعقوبی
عمل مین نہ لاسکتے تھے) کے کیا معنی ہونگی **قولہ** صفحہ ۷۶ اسمین بعض احکام ایسے بہی تہی جو شریعت
یعقوبی کے متغایر و متفاوت تہے الخ اس مقام مین دو وجہ سے بحث ہے۔ اوّل یہ کہ اوس سلطنت مین
جسطرح بعض احکام شریعت یعقوبی کے متغایر و متفاوت تہے اوسیطرح بعض احکام مخالف شریعت
یعقوبی بہی تہی یا نہین۔ ثانی باطل ہے اسلئے کہ جب وہ سلطنت تابع شریعت یعقوبی نہ تہی تو اُسمین
احکام مخالف شریعت یعقوبی کا نہ ہونا چہ معنی دارد۔ پس اوّل متعین ہے یعنی اوس سلطنت
مین احکام مخالف شریعت یعقوبی تہی۔ تو اب بیان ہونا چاہیئے کہ احکام مخالفہ شریعت یعقوبی
مین حضرت یوسفؑ کا عمل درآمد کس پر تہا احکام سلطنت پر جو مخالف شریعت یعقوبی تہے
یا خود شریعت یعقوبی پر۔ ثانی باطل ہے اسلئے کہ جب حضرت ممدوح بقول مولوی صاحب ایضاً احکام مغایرہ
شریعت یعقوبی کے خلاف کرنے پر قادر نہ تہے تو احکام مخالفہ شریعت یعقوبی کے خلاف کرنے پر کیسے
قادر ہوگئے اسپر تو بالاولے قادر نہ رہے ہونگے پس اوّل متعین ہے یعنی بقول مولوی صاحب ایضاً حضرت ممدوح کا

Marfat.com

عمل درآمد اس حالتمین احکام سلطنت پر تہا جو مخالف شریعت یعقوبی تہی اور اس صورت مین
حضرت ممدوح کی یہہ ملازمت نوع اول قسم سوم مین داخل ہوگئی اور اسکو مولویصاحب
ناجائز وحرام قطعی لکہہ آئے ہین تو اب مولویصاحب یا تو اپنے قول سابق سے رجوع
کرکے اس نوع اول قسم سوم کو بہی مثل نوع دوم قسم سوم کے جائز بتائین اور کسی قسم کے
ملازمت کو جواز سے مستثنے نکرین وھذا مما لا یخفی فسادہ یا اس واقعہ
یوسفیہ سے اپنی دعوی پر استدلال کرنیکو غلط جانین اور اسکو واپس لین وھذا
ھو الحق الصریح وجہ دوم یہہ ہے کہ بعض احکام آئین مصری جو شریعت یعقوبی
سے متغایر ومتفاوت تہے باعتراف جناب مولویصاحب احکام خداوندی نہ تہے
بلکہ احکام خداوندی کے مغایر تہے اور ہم اوپر قولہ صف ۶۴ نوع دوم ملازمت الخ کے
بحث مین ثابت کرآئے ہین کہ غیر اللہ کے احکام پر چلنا ہی غیر اللہ کی عبادت وغیر اللہ
کو استحقاق عبادت مین شریک کرنا ہے۔ پہر ایسے امر شنیع کی نسبت حضرت یوسف ع
جیسے نبی کی طرف کرنی (جنکا مقولہ قرآن مین یہہ مذکور ہے الی ترکت ملۃ
قوم لا یومنون باللہ وھم بالاخرۃ ھم کافرون ۝ واتبعت ملۃ
اٰبائی ابراھیم واسحق ویعقوب ما کان لنا ان نشرک باللہ من شیء
ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ۝
یاصاحبی السجن ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ۝
ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم واٰباءکم
ما انزل اللہ بہا من سلطان ان الحکم الا للہ امر ان لا
تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون

Marfat.com

کیسی غفلت ہے اللہ تعالی ہم لوگونکے حال پر رحم کرے اور الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے زمرہ مین داخل کرے **قولہ** صفحہ ۶ حضرت یوسفؑ ایسے احکام سلطنت کا خلاف بہی نکرتی تہے الخ جب احکام شریعت یعقوبی بقول جناب مولویصاحب ان بعض احکام آئین مصری کے مخالف نہ تہے صرف مغایر و متفاوت تہے و بقول اُنکے صرف مخالف احکام پر عمل کرنا ممنوع ہے نہ متغایر و متفاوت احکام پر بہی اور حضرت یوسفؑ کے ساتہ بقول جناب ممدوح شاہ مصر کی یہی شرط تہی کہ وہ آئین مصری کا خلاف نکرین (دیکہو حاشیہ صفحہ ۳۹۶ نمبر ۱۲ جلد ۱۱ اشاعت السنۃ) تو اسصورت مین حضرت یوسفؑ کا احکام سلطنت کا خلاف بہی نکر سکنا اور بجاے ان احکام کے احکام شریعت یعقوبی کو عمل مین نہ لا سکنا اسکے کیا معنی ہین - مولویصاحب کا یہہ قول تب ہی مستقیم ہوگا کہ احکام شریعت یعقوبی کو اون احکام سلطنت کا مخالف مان لینگے ور جب مخالف مان لینگے تو اس ملازمت یوسفیہ کو بہی نوع اول قسم سوم ملازمت مین اُنکو داخل کرنا پڑیگا اور اپنے قول سابق سے رجوع کرکے مثل نوع دوم قسم سوم کے اس نوع اول قسم سوم کو بہی جائز کہنا لازم آئیگا اور اسصورت مین تینون قسم کی ملازمتین بلا استثنا کسی نوع یا کسی فرد کے جائز ہو جائینگے وھذا مما ھو ظاھر الفساد کما مر **قولہ** صفحہ ۷ جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے الخ حاشا و کلا اس آیت کا یہ مفہوم نہین ہے کہ حضرت یوسفؑ نے قبل اسکے کبہی کسی مقدمہ مشکلہ یا غیر مشکلہ مین شریعت یعقوبی پر عمل نہین کیا تہا یا آیندہ عمل نہین کر سکتے تہے کیونکہ اسمین دو طرح کی قباحت ہے ایک یہ کہ اسمین حضرت یوسفؑ کی توہین و مذمت لازم آتی ہے دوسرے یہ لازم آتا ہے کہ ہر بیان واقع فی الحال مستلزم ہو دی نفی واقعات ماضی و مستقبل کو اور یہ امر غیر مسلم ہے ہان اس آیت کا مفہوم ہے تو اسیقدر ہے کہ اس مقدمہ خاص مین بغیر تائید غیبی کے شریعت یعقوبی پر عمل نہین کر سکتے تہے اور اسمین کسی قسم کی قباحت نہین ہے بلکہ ایک

Marfat.com

قسم کا وصف حضرت یوسفؑ کے لئے امین سمجھا جاتا ہے وہ یہہ کہ جس مقدمہ مین وہ از خود
تدبیر کرنے سے معذور رہتے تھے اُس مقدمہ مین تائید غیبی اونکی شامل حال رہتی تھی
سبحان اللہ الغرض اس قسم کے آیات مین یہ نکتہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے خاص بندون کے
جن افعال کی عظمت وجلال ظاہر کرنا چاہتا ہے اُسکی نسبت اپنی ذات پاک کی طرف فرماتا ہے چنانچہ
ہمارے رسول مقبول صلعم کی شان مین فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن
اللہ رمی بلکہ آپکے اصحاب کی شان مین فرمایا ہے فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم
قولہ صفؔ خدا یتعالی اُنکو الخ یہ قول مشعر ہے طرف اعتراض کے مگر ہم نہین سمجھتے آیا یہ اعتراض
حضرت یوسفؑ پر ہے یا خود خداوند تعالی شانہ پر جو مدبر ہے ساری عالم کا نعوذ باللہ
من ذلک **قولہ** صفؔ غیر واقع الزام الخ یہہ الزام غیر واقعی نہین لگایا گیا تھا بلکہ واقعی الزام
لگایا گیا تھا کیونکہ اُنہون نے حضرت یوسفؑ کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا تھا اب اگر مولوی صاحب
فرماوین کہ جنپر یہ الزام لگایا گیا تھا یعنی بن یامین وہ حضرت یوسفؑ کے بیچنے مین شریک
نہ تھے تو یہ قول قابل لحاظ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اولا بن یامین کا شریک نہ ہونا سند
صحیح ثابت نہین وثانیا اگر شریک نہ ہونا ثابت ہو جب بھی کچھہ مضائقہ نہین اسلئے کہ اس
الزام سرقہ مین حضرت بن یامین کیطرف خاص خطاب نہین ہے بلکہ یہہ خطاب ایتھا العیر
انکو لسارقون کا عام ہے جس مین اُنکے وہ برادران بھی جنہون نے حضرت یوسفؑ
کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا تھا داخل وشامل ہین فتفکر ولا تکن من الغافلین
قولہ صفؔ جس سے ثابت ہوتا ہے الخ اگرچہ اس دعوے کے عدم ثبوت پر ابھی پہلے دلیل
کے ضمن مین بہت ایسے وجوہات پیش کئے جا چکے ہین جس سے غالبا جناب مولوی صاحب
کو بجز تسلیم چارہ نظر نہین آتا ہے لیکن چونکہ اُن وجوہات مین تردیدات وتدقیقات علمیہ

Marfat.com

بحث ہے جس سے سوائے خاص اہل علم کے عام لوگونکو کچھہ فائدہ نصیب نہین اسلیے پھر بھی صاف
وعام فہم تقریر یہان پر یہہ کی جاتی ہے کہ یہہ استدلال صحیح نہین ہے کیونکہ دعوی ودلیل مین
مناسبت نہین ہے دعوی تو ہے جواز ملازمت نوع دوم قسم سوم کا اور دلیل ہے ملازمت
یوسفؑ کی جو باقرار خود مولف صاحب قسم اول مین داخل ہے ۔ و معہذا ہم یہ بھی کہتے ہین
کہ حضرت یوسفؑ نیات باطلہ واغراض فاسدہ وشہوات نفسانیہ سے پاک تھے ہر دم مؤید
تھے ساتھہ تائید غیبی کے جو کام کرتے تھے موافق وحی والہام کے کرتے تھے ان وجہون سے
اُنکو اُس ملازمت کا اختیار کرنا مناسب بلکہ واجب تھا بخلاف عامہ مومنین کے کہ انکو یہ باتین
نصیب نہین پس یہہ قیاس قیاس مع الفارق ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہا ومحدثین کا اسپر
اتفاق ہے یکرہ الدخول فیہ لمن یخاف العجز ولا یامن علی نفسہ الحیف
علاوہ اسی بنا پر ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ حضرت یوسفؑ سے کل زمانہ ملازمت مین ایک
حکم وفیصلہ بھی ایسا سرزد نہین ہوا کہ بپاس قانون شاہی شریعت یعقوبی کے خلاف یا
مغایر ہوا گر احیاناً کوئی معاملہ ایسا پیش بھی آجاتا کہ شریعت یعقوبی وقانون شاہی سے تعارض
ہوتا تو اپنے حسن تدبیر وحکمت عملی مؤید بتائید غیبی سے وقت پر متابعت شریعت یعقوبی کے
کر لیتے وقانون شاہی کو طاق پر رہنے دیتے اگر کوئی اسکے خلاف کا مدعی ہو تو اُسپر لازم
ہے کہ کوئی حکم یا فیصلہ اُنکا بسند صحیح ایسا دکھا دے کہ بپاس قانون شاہی اُسمین مخالفت
یا مغایرت شریعت یعقوبی کے صریح ہو ۔ باقی رہے یہ مومنین ملازمین شاہی جو قسم دوم مین
شمار کئے جا سکتے ہین اُنکے اکثر سے ایک نہین سیکڑون ہزارون احکام وافعال ایسے ہو چکے
ہین اور ہو رہے ہین جس مین بپاس قانون شاہی مخالفت شریعت محمدی کے موجود ہے
اگر اسمین کسیکو کچھہ شک ہو تو ہم سے سند طلب کرے بہر حال تا صفائی اس بات کی کہ عامہ

مومنین وحضرت یوسفؑ کے اصدار حکم مین مناسبت تامہ ہے دم نقد یہہ استناد واقتدا قابل
قبول ولائق التفات کے نہین ہے **قولہ** صفہ ۸ دوسری دلیل الخ یہانپر مولویصاحب نے مطلوب وغیر مطلوب
مین کچھہ فرق نہین کیا غیر مطلوب کو مطلوب قرار دیکر غیر مطلوب کے دلیل کو مطلوب کی دلیل ٹھہرادی
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہانپر تین امور ہین ایک یہہ کہ رعایا اپنے خوشی ورضامندی سے
خواہ کسیکی تفہیم سے خواہ بلا تفہیم کسی کے اپنے واجبی حق کو چھوڑکر اُس سے کمتر پر مصالحت کرلین دوم
یہ کہ حاکم رعیت کو بجبر واکراہ اُسکے واجبی حق سے کلا یا بعضًا محروم کردے یعنی باوجود ثبوت
دعوی مدعی کے اُس کا کل دعوی ڈسمس کردے یا صرف جزو دعوے کی ڈگری دے سوم
یہ کہ حاکم حقوق اللہ یعنی حدود کو بعد ثبوت اُنکے موجبات کے فروگزاشت کردی ان مین سے
امر اول تو بلاشبہہ نتیجہ اس دوسری دلیل کا ہے لیکن وہ مطلوب یعنی متنازعہ فیہ نہین ہے اور مطلوب
امر دوم وسوم ہین اور یہ دوسری دلیل اُنکی منتج نہین ہے۔ ونیز جب حدود مین بالخصوص بعد ثبوت
موجبات شفاعت تک جائز نہین ہے تو حاکم کو اُنکا فروگزاشت کردینا کب جائز ہوگا ونیز جب
سرقہ مین بعد ثبوت اگر مسروق منہ یعنی مالک مال چور کو معاف کردے تو اس معاف کردینے سے
حد ساقط نہین ہوتی بلکہ حاکم پر اُسکا ہاتہ کاٹ دینا واجب ہے، اسیطرح جب زنا بالجبر مین بعد ثبوت اگر
مزنیہ یعنی جسکے ساتہ زنا بالجبر کیا گیا ہے زانی کو معاف کردے تو اس سے حد ساقط نہین ہوتی بلکہ حاکم
پر اُس زانی کو سزاے مقررہ خداوندی دینا واجب ہے تو حاکم کو ان حدود کا فروگزاشت کردینا کب جائز
ہوگا ونیز جب نص صریح تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا موجود ہے تو ان حدود کی جگہہ
دوسری کوئی سزا دینی کسطرح جائز ہوگی **قولہ** صفہ ۱۴ تیسری دلیل الخ اولاً شراب خواری کی کسی حد کا
آنحضرت صلعم اور حضرت صدیق اکبر رضہ کے عہد مین واقع ہوچکنا ممنوع ہے اور حدیث صحیح بخاری جسکو
جناب مولویصاحب نے صفہ ۱۵ مین نقل فرمایا ہی جسمین یہ مضمون ہے کہ آنحضرت صلعم کے عہد اور خلافت صدیقی

Marfat.com

اور خلافت عمری مین جب کوئی شراب خوار سزا کے لئے لایا جاتا تو ہم اُسکو جوتونسے اور چھڑون
وغیرہ سے مارتے خلافت حضرت عمر رض کی اخیر وقت پر اُنہون نے چالیس کوڑی مارے الخ اس
منع کی ایک کافی سند ہے کیونکہ یہ مضمون صاف کہہ رہا ہے کہ اُن دو عہدون مین شراب خواری
کی کوئی حد مقرر نہین تہی اور جب اسکی کوئی حد مقرر تہی ہی نہین تو بڑہا دینے کے کیا معنی ہوا اور
علاوہ حدیث مذکور کے اور بہی اس منع کی بہت سی سندین ہین از انجملہ ایک یہ حدیث
صحیح بخاری کی ہے عن ابی ہریرہ رض قال اتی النبی صلعم برجل قد شرب قال
اضربوہ قال ابوہریرۃ فمنا الضارب بیدہ والضارب بنعلہ والضارب
بثوبہ الخ اور ایک یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے عن علی بن ابی طالب قال ما
کنت لاقیم حدا علی احد فیموت فاجد فی نفسی الا صاحب الخمر
فانہ لو مات ودیتہ وذلک ان رسول اللہ صلعم لم یسنہ اھ اور
نہایت واضح سند اسکے یہہ حدیث ابوداود و نسائی کی ہے عن ابن عباس ان النبی
صلعم لم یوقت فی الخمر حدا اور نیز اگر شراب خواری کی کوئی حد آنحضرت صلعم نے
معین فرمائی ہوتی تو صحابہ رض اپنی راے سے اُسمین کچہہ تبدیل نکرتے جیسا کہ اور حدود
مین نہین کی۔ الحاصل شراب خواری کی کسی حد کی تحدید کا ثبوت ممنوع ہے اور جب تک
تحدید کا ثبوت شافی دلیل سے نہو تب تک بڑہا دینی کی کوئی معنی نہین ہو سکتی۔ **ثانیا**
ہمنے مانا کہ شراب خواری کی حد آنحضرت صلعم اور حضرت صدیق اکبر رض کے عہد مین واقع ہو چکی
تہی لیکن اُسکی تحدید کا اُن دو عہدونمین اس طرح پر واقع ہونا کہ چالیس کوڑی سے زائد نہو
ممنوع ہی کیون نہین ہو سکتا کہ اُسکی تحدید اس طرح پر واقع ہوئی ہو کہ چالیس کوڑی سے کم
اور اسی سے زائد نہو۔ اور حضرت عمر رض سے جو اسی سے زائد کا مارنا ثابت نہین ہے کیا عجب کہ اُسکی

بنا اسی پر ہو۔ ثالثاً ہمنے تسلیم کیا کہ شراب خواری کی حد اُن دو عہد ونمین اسطرح پر
واقع ہو چکی تہی کہ چالیس سے زائد نہو لیکن حضرت عمر رضؓ نے جو بمشورہ صحابہ رضؓ چالیس کوڑے
سے زائد مارے تہے اُسکا داخل حد ہونا غیر مسلم ہی جائز ہے کہ چالیس کوڑی بطور حد مارے
ہون اور اس سے زائد بطور تعزیر بوجہ اصرار وانہماک فی الشرب کی جو بعض لوگونسے اُس زمانہ
مین واقع ہوگیا تہا مارے ہون نہ بطورِ حد فقد[1] اخرج ابو داود والنسائی
من حدیث عبد الرحمن بن ازهر فی قصة الشارب الذی ضربه
النبی صلعم بجنین وفیه فلما کان عمر کتب الیه خالد بن الولید ان
الناس قد انهمکوا فی الشرب وتحاقروا العقوبة قال وعنده المهاجرون
والانصار فسالهم واجتمعوا علی ان یضربه ثمانین وقال
علی فذکر مثله یعنی ان عمر لما استشار الناس فی الخمر قال له
علی نری ان تجعله ثمانین فانه اذا شرب سکر واذا سکر هذی واذا
هذی افتری وعلی المفتری ثمانون جلدة علی ما بسطه فی فتح الباری
وفی حدیث البخاری عن السائب بن یزید قال کنا نوتی بالشارب
علی عهد رسول الله صلعم وامرة ابی بکر وصدرا من خلافة
عمر فنقوم الیه بایدینا ونعالنا وارديتنا حتی کان اخر امرة عمر فجلد
اربعین حتی اذا عتوا وفسقوا جلد ثمانین اشارة الیه فهذا الحدیث
یدل دلالة ظاهرة علی ان القدر الذی زادوه کان علی سبیل
التعزیر تحذیرا وتخویفا لان من احتقر العقوبة اذا عرف انها غلظت
فی حقه کان اقرب الی ارتداعه رابعاً ہمنے یہ بہی تسلیم کیا کہ شراب خواری کی

[1] اخرجه ابو داود والنسائی من حدیث عبد الرحمن بن ازهر فی قصة الشارب الذی ضربه النبی صلعم بجنین وفیه فلما کان عمر کتب الیه خالد بن الولید ان الناس قد انهمکوا فی الشرب وتحاقروا العقوبة قال وعنده المهاجرون والانصار فسالهم واجتمعوا علی ان یضربه ثمانین وقال علی فذکر مثله یعنی ان عمر لما استشار الناس فی الخمر قال له علی نری ان تجعله ثمانین فانه اذا شرب سکر واذا سکر هذی واذا هذی افتری وعلی المفتری ثمانون جلدة علی ما بسطه فی فتح الباری وفی حدیث البخاری عن السائب بن یزید قال کنا نوتی بالشارب علی عهد رسول الله صلعم وامرة ابی بکر وصدرا من خلافة عمر فنقوم الیه بایدینا ونعالنا وارديتنا حتی کان اخر امرة عمر فجلد اربعین حتی اذا عتوا وفسقوا جلد ثمانین اشارة الیه فهذا الحدیث یدل دلالة ظاهرة علی ان القدر الذی زادوه کان علی سبیل التعزیر تحذیرا وتخویفا لان من احتقر العقوبة اذا عرف انها غلظت فی حقه کان اقرب الی ارتداعه

Marfat.com

حد مین جو افزایش عمری ہوتی تہی وہ بطور حد ہی کے ہوئی تہی لیکن اس افزایش کا نوع دوم کی افراد مین سے ہونا مسلم نہین ہے بلکہ یہہ نوع آخر کے افراد مین سے ہے اسلئے کہ نوع دوم مین جن احکام (مثلاً حکم قید) کا نافذ کرنا پایا جاتا ہے وہ احکام شرعیہ (مثلاً حکم قطع ید) کے بالکل مغایر ہوتے ہین جیسے وجود انسان و فرس کا کہ ایک دوسرے سے جدا جدا مستقل طور پر پایا جاتا ہے اگرچہ اجتماع دونونکا ممتنع نہین ہے بخلاف اس افزایش کے کہ اسکو اصل حکم شرعی سے ایسی مغایرت نہین ہے بلکہ مماثلت و مشابہت تامہ ہے یہانتک کہ بدون حکم شرعی یعنی چالیس کے وجود اس افزایش یعنی اَلْفٌ کا ممکن نہین ہے جیسے وجود کل کا بدون جزء کے ممکن نہین ہے اس تقریر و تنظیر سے ہماری یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ یہ دونون مثالین یعنے حکم قید و حکم افزایش یکسان نہین ہین اور نہ ایک نوع کی یہ دونون افراد ہین بلکہ دونون دو نوع کے افراد ہین **اول** یعنی حکم قید اُس نوع کا فرد ہے جو حکم شرع کے بالکل مغایر ہے اور **ثانی** یعنی حکم افزائش اُس نوع کا فرد ہے جو حکم شرع کے مماثل و مشابہ تام ہے پس یہہ استدلال یعنی نوع مماثل کی جواز سے نوع مغایر کے جواز پر دلیل لانا جناب مولویصاحب کی شان طباعی و دعوے احقاق سے نہایت بعید ہے **قولہ** صف ۹۴ ہماری ان دلائل ثلاثہ سے الخ ہر چند ان دلائل ثلاثہ کی ابطال مین بہت شرح و بسط کے ساتہہ ہم اوپر بحث کر آئے ہین لیکن پہر بہی اب ہم کہتے ہین بشرط تسلیم اس بات کے کہ اگر یہ دلائل ثلاثہ مدعا کے ساتہہ منطبق ہون تو جب بہی (چونکہ فی زماننا اصل مدعا کے عمدہ و اعلے افراد کا وجود حسّی عنقا صفت ہے اسلئے) یہ دلائل ثلاثہ بلکہ ساری کوشش مؤلف صاحب کی بالکل بیکار ہے گویا باد در مشت پیمودن ہے یا یون سمجہئے کہ شخص مفروض الوجود کی شادی در پیش ہے اور اُسکی شادیکا سارا اہتمام و انتظام ہو رہا ہے سبحان اللہ خیر اب ہمسے وجہ معدومیت و عنقا صفتی کی اُسکی سُنئے کہ ہمکو جہانتک پہلے سے علم ذاتی حاصل ہے یا اسوقت حاصل ہوا ہے بذریعہ تتبع و تفحص کلام

مولف صاحب کے جو جزئیات و امثلہ ملازمت کی ضمن مین مندرج ہے اُس سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ نوع دوم قسم سوم کی اکثر افراد اعلی و افضل سانہ نوع اول قسم سوم کے منضم ہین اور نوع اول قسم سوم کا ناجایز و حرام ہونا خود باقرار مولف صاحب ثابت ہے پس بقاعدہ اصول مسلمہ (اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام) نوع دوم قسم سوم کے افراد منضمہ جو بزعم مولف صاحب جائز و حلال ہین ناجایز و حرام ٹہیرے - اب رہا یہ کہ مولف صاحب اگر یون فرماوین اگرچہ اکثر افراد منضمہ ناجایز و حرام ٹہیرے تو اس سے کیا بعض افراد غیر منضمہ تو جایز و حلال رہین گے پس میری مدعا کی مطلقا معدومیت و عنقا صفتی نہین لازم آتی ہے اور نہ میری محنت بالکل بیکار جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ للاکثر حکم الکل یا یون کہئے الشاذ کالمعدوم و معہذا جب اکثر افراد عمدہ و اعلی اُسکے معدوم ہوگئے تو اب بعض افراد مابقیہ گو اعلے و عمدہ ہی کیون نہون اہل اسلام کی ترقی دنیا کے لئے کافی نہین ہوسکتے کیونکہ افراد طالب افراد مطلوب سے بدرجہا زائد ہونگے گویا یک انار و صد بیمار کہا چاہیے اور اگر بالفرض مسلمانان قسم دوم کسیطرح افراد مابقیہ پر کامیاب ہوکر ترقی کرین جب بہی غیر اقوام پر اُنکو غلبہ ممکن نہین اسلئے کہ غیرونکو بسبب عدم پابندی اتقا کے وسائل ترقی اُنسے کہین زیادہ ہونگے اور اُنکو پابندی اتقا کے سبب سے بجز ایک وسیلہ کے دوسرا وسیلہ نہین ہے وہ ایک وسیلہ بہی ایسا نہین کہ مخصوص ہو ساتہ انہین مسلمانون کے بلکہ اُنکے غیر بہی اسمین شریک اعظم پس نتیجہ اس محنت کا معلوم ہوا اور مثل اس کوشش کی بہی ہوئی کہ کوہے کندیدن و کاہے برآوردن **قولہ** صفحہ ۹۵ کیونکہ وہ اس حکم الخ واضح رہے کہ یہ سلطنت شخصی نہین ہے بلکہ سلطنت جمہوری ہے اور ہر سلطنت جمہوری کا یہی معمول و دستور ہے کہ کوئی قانون و ضابطہ خود رائی سے پاس نہین کرتی بلکہ ممبران کمیٹی سے جسمین ہر قوم کے وکیل و خیر خواہ داخل و حاضر رہتے ہین اپنی تجویز و رائے کو موافق کرلیتی ہے اور اُنکی ضامندی

Marfat.com

وخوشنودی کو ہر وقت و ہر حال مین منظور و ملحوظ رکہتی ہے پس بنا براس دستور کے مولف صاحب
کو یہہ ضرور ماننا پڑیگا کہ اہل اسلام بہی بوجہ مشارکت فی المشاورت کے اس حکم کے اجرا پر قادر
ہین اور اس ترک کے جرم و الزام کے مستحق ہین اب اگر مولف صاحب اسپر بہی انکی بے اختیاری
و مجبوری کے قائل رہین تو اسکا قائل ہونا بہی ضرور ہوگا کہ مسلمانون کو سلطان جابر کی خدمت
و ملازمت اُسیوقت تک حلال ہے کہ قضا بجی کر سکین اور تنفیذ احکام شرعیہ مین اُنکو مانع نہو
ورنہ حرام ہے و مانحن فیہ ایسا ہی ہے یا ایسا ہی ہوا **قولہ** صفحہ ۹۵ اسکا جواب یہ الخ اولاً ترک کا
انحصار عدم الفعل مین ممنوع ہے کیون نہین ترک کے معنے کف النفس کہا جاوے کہ بنا براس
تفسیر کے ترک امر وجودی قابل نیابت ٹہیرے ثانیاً گورمنٹ کا یہہ ترک محض ترک نہین ہے
بلکہ اس ترک کے ساتہ طلب ترک بہی ہے اور طلب ترک مین نیابت صحیح ہے۔ ثالثاً ترک تعمیل مین
نیابت نہ سہی پر اس اختیار صحبت و ملازمت سے اتنا ضرور ہوگا کہ اُنکے خواہشونکی پیروی کرنی
ہوگی جسکی ممانعت صاف قرآن مین موجود ہے قال اللہ تعالی ولا تتبع اھواءھم
واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک **قولہ** صفحہ ۹۵ یہہ اعتراض
برٹش گورمنٹ پر الخ جب عام اہل اسلام سے خطاب ہے تو پہر یہہ قول کہ فلان کے اصول پر یہ
اعتراض ہوگا اور فلان کے اصول پر نہین ہوگا محض بیموقع ہے **قولہ** صفحہ حضرت جناب
صحابی رض کا الخ ارباب دانش و بینش پر پوشیدہ نرہے کہ اس تقریر مین اور چند جگہ اسکی مثل مین
مولف صاحب سے یہہ غلطی یا مغالطہ دہی بیشک ہوئی ہے کہ دونون امکانون مین اور اون کے
حکمون مین کچہہ فرق نہین کیا ہے حالانکہ یہہ فرق اظہر من الشمس ہے کہ افعال مین امکان وقوع
فی المعصیت دو حال سے خالی نہین ہے یا خود فاعل کے وقوع فی المعصیت کا امکان ہوگا یا
غیر کے اول مین شرع کی طرف سے احتراز و اجتناب کی تکلیف دی گئی ہے اور ثانی مین نہین

Marfat.com

اب جاننا چاہئی کہ حضرت جناب صحابی رض کے اس فعل مین اور برٹس گورمنٹ کی فوجی ملازمت
مین ایک ہی طرحکا امکان ہے یا دونون مین دو طرحکا پس یہہ بہی ادنی تامل سے ظاہر ہے کہ دونون
یکسان نہین ہین بلکہ فوجی ملازمت مین امکان قسم اول ہے جس سے احتراز تکلیف مالایطاق نہین
ہے اور حضرت جناب صحابی رض کے اس فعل مین امکان قسم ثانی ہے جس سے احتراز تکلیف مالایطاق
ہے اگر مولویصاحب کو اس تفرقہ مین نظر ہو تو وجہ نظیر پیش فرماوین اُسوقت ہم اپنے اس دعوی
کو مدلل کرینگے انشاء اللہ تعالے **قولہ** صفحہ ۱۰۴ مردہ کو چیرنے مین الخ اس فعل کے امتناع وبی ضرورت
ہونے پر عدم تعامل قرون ثلاثہ دلیل کافی ہے باقی رہی نیت شر یا خیر اسکو فعل کے حلت وحرمت
مین اوسیوقت تک دخل ہے کہ فعل فی نفسہ حلال ہو اور اگر فعل فی نفسہ حرام ہو تو نیت خیر کے
شمول سے حلال نہین ہوگا وبالفرض اگر بقول مولف صاحب عند الضرورت ساتہ نیت خیر
کے منع نہین تو ہم امید کرتے ہین کہ جناب مولف صاحب اپنی نعش کے لئے وصیت فرماجاوین کہ اُنکی وارث
وقف ڈاکٹرخانہ کردیوین تاکہ طلباء علم تشریح اُس سے فائدہ اُٹہاوین اور مولف صاحب بہی بعد موت کے
داخل حسنات رہین ورنہ یاد رہے **بیت** عالمی راکہ گفت باشد وبس ؛ ہرچہ گوید نگیرد اندر
کس ؛ **دیگر** قدم باید اندر طریقت نہ دم ؛ ثباتی ندارد دم بے قدم ؛ **قولہ** صفحہ ۱۰۴ صحیح بخاری
وغیرہ الخ دو طرح سے یہ دلیل منقوض ہے ایک یہ کہ حضرت علی رض کا صرف اپنا قول وفعل حجت
شرعی نہین ہے دوسرے یہ کہ وہ ارادہ اُنکا ایک کافرہ کے حق مین تہا اہانۃً ہو خواہ تنبیہاً خواہ
اور کسی مصلحت سے اُس سے مسلمان مردہ یا زندہ کے حق مین اثبات جواز محض لایعنی ہے **قولہ**
صفحہ ۱۰۴ یہ فعل ناجائز ہوتا الخ حضرت علی رض معصوم نہین تہے ہوسکتا ہے کہ حالت غضب مین
خطاءً یا عمداً ایسا ارادہ کیا ہو یہہ ارادہ کیا ہے اس سے بڑہکر بعض صحابہ سے قول وفعل وقوع مین
آئے ہین دیکہئے حضرت ابوبکر صدیق رض نی صلح حدیبیہ مین عروہ بن مسعود کو بحالت غصہ امصص

بطو اللات کہا تہا اور حضرت خالد رض نے جذیمہ مین نو مسلمونکو خطاً قتل کر دیا تہا اور یہ تو صحابہ
ہین بعضے پیغمبر سے بہی ایسا کام ہوا ہے کہ نچا ہتا تہا جیسے حضرت موسیٰ ع نے اپنے بہائی ہارون ع کو
حالت غصہ مین داڑہی و سر پکڑ کر کہینچا **قولہ** صفحہ ۱۰۴ آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد الخ یہہ ارشاد
مولف صاحب کے قول کا موئید نہین ہے بلکہ میری مدعا کا مثبت ہے کیونکہ غرض اس ارشاد سے
یہہ ہے کہ جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا و پیٹ چیرنا وغیرہ بہ نیت نفع غیرون کے حرام ہے ویسا ہی
مردونکی ہڈی توڑنا و پیٹ وغیرہ چیرنا بہ نیت نفع غیرونکے حرام ہے ہان بہ نیت نفع ذاتی اسکی ہو تو
مضائقہ نہین ہے اور یہ مردہ مین ممکن نہین بخلاف زندہ کے **قولہ** صفحہ ۱۰۶ اگر اصل عقد مین الخ یہان
مائحن فیہ کے اکثر جزئیات ایسی ہی ہین کہ اُن مین معصیت مشروط ہے تفارق اُس سے عند العقد
ممکن نہین انکار اس کا انکار امر بدیہی کا ہے باقی رہا اگر کوئی شخص کسی وجہ خارجی کی سبب
معصیت مشروطہ فی العقد کے ارتکاب سے باز رہے تو وہ عدم ارتکاب نہ قابل اعتبار ہے
اور نہ موجب حلت اُس عقد کا من ادعی خلافہ فعلیہ بیانہ **قولہ** صفحہ ۱۰۸ ہم اور کسی
شغل کو الخ قطع نظر اس سے کہ حرفت و تجارت و ملازمت مساوی فی المعصیت ہین یا نہین بہرحال
حرفت و تجارت کو ملازمت پر بیشک ترجیح ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عن رافع بن خدیج
قال قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور
دیکہیے اس حدیث مین آنحضرت ص نے حرفت و تجارت کو سب شغلون سے افضل فرمایا ہے اور حضرت
سعدی رح کہتے ہین **بیت** بدست آہک تفتہ کردن خمیر ؛ بہ از دست بر سینہ پیش امیر ؛
حضرت قاضی ثناء اللہ رح بہی مالا بد منہ مین فرماتے ہین بہترین کسب عمل دست خود ست
اور اسی طرح فتح العزیز وغیرہ مین ہے اور ان اقوال کے ماورا احوال سلف صالحین مین جو ہم نظر
کرتے ہین تو یہی پاتے ہین کہ ہر زمانہ کے بزرگان اُن پیشونکو جو مولف صاحب کے نزدیک موجب

Marfat.com

وفلاکت سمجھے جاتے ہین بخوشی اختیار کرتے رہے اور اُن شغلونسے جنمین بقول مولف صاحت عزت
وثروت متصور ہے بلکہ ترقی دین منحصر ہے بالقصد کنارہ کشی کرتے رہے چنانچہ کتب سیر ایسے تذکرونسے
بھرے ہوئے ہین جسکو ہم اس رسالہ مین بالاستیعاب درج نہین کرسکتے ہین با اینہمہ چند تذکرون پر
کفایت کیا جاتا ہے۔ نقل است کہ حکیم ثنائی رح ہمواره منزوی و منقطع میبوده واز مخالطت اہل دنیا
معرض۔ نقل است کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ ہرگز غلام وکنیزک نمیبوده است
ایشانرا ازین معنی سوال کردند فرمودند بندگی بخواجگی راست نمی آید۔ نقل است کہ شیخ نظامی رح
عمر گرانمایہ راز اول تا آخر بقناعت وتقوی وعزلت وانزوا گزرانیده است ہرگز چون سائر
شعرا از غلبہ حرص وہوا ملازمت ارباب دنیا نکرده۔ نقل است کہ یکی از اخوال شیخ محی الدین عربی
بادشاہ تلمسان بوده ست نام وی یحیی بن یغان بود در زمان وی شیخی بود کہ ویرا ابو عبداللہ
تونسی میگفته اند از خلق منقطع گشته بود و در بیرون تلمسان در موضعی بعبادت مشغول میبوده روزے
ازان موضع بہ تلمسان میرفته یحیی بن یغان در خیل وحشم خود در راہ بوی رسیده ویرا گفته اند کہ این
ابو عبداللہ تونسی ست سر اسپ باز کشید و بر وی سلام کرده وجامہای فاخره در بر داشته پرسیده
است کہ یا ایہا الشیخ با این جامہا کہ من پوشیده ام نماز روا ہست شیخ بخندیده است یحیی گفته است
چرا میخندی گفت از نادانی وکم عقلی تو حال تو بحال سگے میماند کہ در مردارے افتاده باشد واز ان
سیر خورده وسر تا پاے وی از خون ونجاست آلوده باشد چون مرا بول آید پاے خود را بر دارد
کہ ناگاه ازان رشاشہ بوے نرسد شکم تو از حرام بر آمده ومظالم عباد در گردن تو بسیار ہست
وتو ازان میپرسی کہ نماز تو درین جامہا روا ہست یا نہ یحیی بگریست واز اسپ خود فرود آمد و
در پاے شیخ افتاد وترک سلطنت کرد وملازم شیخ شد چون سہ روز شد شیخ ریسمان آورد و گفت
ایام مہمانی تمام شد برخیز وہیزم میکش ومیفروش ریسمان بستید وہیزم بر سر خود نہاد وبیازار

Marfat.com

می آورد و مردم ویرا بعد از سلطنت باینحال می دیدند و میگریستند ہیزم را میفروخت و مقدار
قوت خود میگرفت و باقی را صدقہ میکرد و ہمیشہ در شہر خود بود تا در گزشت وقتی کہ کسی از شیخ
التماس دعا کردی گفتی التماس دعا از یحیی بن یعان کنید کہ وی از بادشاہی بزہد آمد و شاید
اگر بآن مبتلا بودی بزہد نہ آمدے ۔ نقل است ابراہیم بن ادہم رح از ابنائے ملوک است در
جوانی توبہ کرد و دست در طریقت نیکوزد و بشام رفت آنجا کسب میکرد در طلب قوت حلال
(نفحات الانس ملخصًا) اگر مولف صاحب کو ابہی تک ان چند تذکرون سے تشفی تام نہو تو
لازم ہے کہ دونون فریق یعنی ارباب حرفت و تجارت و اصحاب خدمت و ملازمت کے
معتمد علیہ شخصون کی کمی و بیشی تعداد و قوت و ضعف صلاحیت و اتقامین خود بنظر انصاف
غور کرین بعد اسکے ایک کو اوپر دوسرے کی ترجیح دیوین **قولہ** صفحہ ۱۰۹ یہ التزام متدین اہل
اسلام کا الخ اس اعتراض و اعتراض ماسبق و مابعد کا مورد وہی شخص ہوگا جو اپنی معصومیت
کا مدعی ہو یا یہ دعوی کرے کہ کوئی نوکری یا پیشہ جسمین گناہ کا امکان بعید ہی ہو تدیناً و تورعاً
نہین کرتے اور اپنی معاملات مین معاوضہ عن الخبث کو دخل نہین دیتے اور کاسب حرام
و مشتبہ کے اموال سے کسی طرح متمتع نہین ہوتے ۔ ہم ایسے شخص کے تلاش مین جہانتک اپنی خیال
و فکر و سمع و بصر کے گھوڑے کو دوڑاتے ہین ہمکو ایک شخص بہی اہل اسلام مین سے ایسا موجود
فی الخارج نظر نہین آتا ہے پس ان فرضی الزامات کی جواب دہی مین مشغول ہونا اوقات عزیز کا
خون کرنا ہے مناسب ہے کہ جناب مولوی صاحب با محل اعتراضات کو متعین فرماوین یا
اپنے اعتراضات واپس لیوین **قولہ** صفحہ ۱۱۱ ان حالات و واقعات کے ساتہ الخ کیا انصاف
اسیکو مقتضی ہے کہ جسکا کہا ئے اُسکا گائے کیا تدین اسیکو چاہتا ہے کہ بتمسک آیت لم
تقولون مالا تفعلون جب تک اپنے کو کل گناہ صغیرہ و کبیرہ احتمالی و یقینی سے پاک

Marfat.com

وصاف نہ کرلین اپنے کو فرشتہ وش نہ بنالین تب تک باوجود قدرت علمی و مالی و جسمی کے امر
بالمعروف و نہی عن المنکر سے باز رہین حاشا و کلا انصاف و تدین کا یہ کام نہین ہے **قولہ** صفحہ ۱۱۷
مگر یہ سب کچھ الخ معاذ اللہ یہ قول حیرت ناک و عبرت انگیز مولف صاحب کا ایسی مولف کا کہ
جس کا علم و فضل ہر موافق و مخالف کے نزدیک مسلم ہے علامات قیامت و آثار محشر سے نہین ہے
تو کیا ہے کیا واقعی وہ عوام کہ پوری درجہ کا اتقا نہین کرتے یا اسپر قدرت نہین رکھتے اُنکے
لئے یہی حکم شرعی ہے کہ مشتبہ کو مشتبہ نکہین مکروہ کو مکروہ نہ جانین کیا اُنکو یہی زیبا و مناسب
ہے کہ مکروہات و مشتبہات سے نہ آپ بچین نہ دوسرے کو بچاوین کیا وہ خواص جن کے
کل یا بعض اعمال موافق شرع نہین یا اُنکے اعمال مین اخلاص و احسان پورے طور پر نہین
یا ذہن خلائق مین اُنکا اخلاص و احسان معتبر نہین اُنکو شرع سے سکوت عن الحق کا حکم ہے
اُنکو ازالہ منکرات ممتنع ہے کیا مرتکبان کبائر پر ارتکاب صغائر حلال ہے کیا گنہگارونکے
اقوال و افعال حسنہ سے مخاطبین کو عبرت و نصیحت قبول کرنا حرام ہے ہرگز نہین **قطعہ**

گفتہ عالم بگوش جان بشنو	ور نماند بگفتنش کردار
باطل ست انچہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	ور نوشتہ ست پند بر دیوار

قولہ صفحہ ۱۱۷ اس قسم سوم کے ملازم الخ اس موازنہ سے تفضیل خاص کی خاص پر ثابت
ہوتی ہے نہ مطلق کے مطلق پر جو ما نحن فیہ ہے فلا حاجۃ للمناقشۃ فیہ مگر ہان اتنا ضرور
کہین گے کہ مولف صاحب پر اسوقت مقولہ حبک الشئ یعمی و یصم کا اثر بیشک پڑا ہے
ورنہ کیا وجہ کہ محل نزاع سے غیر محل نزاع مین جا پڑے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولف
صاحب کو ثابت کرنا چاہتا تہا کہ مطلق اہل خدمت اہل حرفت سے بہتر ہین یا یون کہنا تہا

Marfat.com

کہ امرا فقرا سے اچھے ہین یا یون کہنا تہا کہ جہلا علما سے افضل ہین مگر اس کو ثابت نہ
کرسکے بالآخر ثابت کرنے کو کیا بیٹھے کہ اہل خدمت مین سے جو اپنے پیشہ کے ماورا
اور گناہ ہو تو مصر نہین ہین وہ بہتر ہین اون اہل حرفہ سے جو اپنے پیشہ کے
ماوراگناہون پر مصر ہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ حالانکہ اس سے کسی کو انکار نہین
اب اگر مولوی صاحب فرماوین کہ میرے غرض اس سے تخصیص نہین ہے بلکہ
تعمیم ہے تو ہم باصداقت اولا یہہ عرض کرتے ہین کہ غرض القائل فی بطن القائل
ہو تو عجب نہین ورنہ عبارت اس سے آبی ہے اور ثانیاً ہم یہہ پوچہتے ہین کہ آپ نے
بیچارہ اہل حرفہ فقرا و علما کی تذلیل و توہین و تحقیر مین جو جو حجتین نقلی و عقلی اصلی
و فرضی ظنی و یقینی پیش کی ہین کیا اون کے پیشہ کے لوازمات و متعلقات مین سے
ہین جیسے ان اہل خدمات امرا و جہلا کے پیشہ مین سود کی ڈگری شراب کا امتحان
شراب کا بیچنا ڈاڑہی کا مونڈوانا مردہ کو چیرنا ترک حدود شرعیہ کا کرنا بادشاہ
کی خواہشون کی پیروی کرنا وغیرہ وغیرہ لوازمات و متعلقات مین سے ہین
اگر آپ فرماوین کہ ہان تو آپ کے انصاف و دیانت کے صدقے اور اگر فرماوین کہ
نہین تو ہم پوچہتے ہین کہ پہر یہہ گناہ کبیرہ ریاکذب و افترا جاہ طلبی و ناموری فتنہ
پردازی وغیرہ جنکے بیان مین آپ نے کئی ورقون کو سیاہ کیا ہے باوجود مشترک
ہونے کے ایک فریق کے ساتہ تخصیص کی کیا وجہ اور دوسرے فریق کو مستثنے کرنے کا
کیا سبب **قولہ** صفحہ ۱۱۸ ہم یہ نہین کہتے علمار الخ ہم بہی یہ نہین کہتے امرا سبہی برے ہین
وہ اپنے شغل مین یکسان برائی کے مرتکب ہین حاشا و کلا۔ امرا مین سے ایسے
لوگ بہی بہت ہو چکے ہین و اقل قلیل اب تک موجود ہین جنکی تعریف مین قرآن

Marfat.com

وحدیث ناطق ہے اور اُنپر اوصاف جمیلہ مندرجہ قرآن وحدیث صادق ہین لیکن انکے
مقابلہ مین وہ اُمرا جہلا جو خداترس ومتدین کہلاتے ہین وبجاے علماے حقانی کے
مفتی وقاضی بنے بیٹھے ہین ایسے ہین کہ جنکی برائی کے احادیث ذیل مین پیشین گوئی
ہو چکی ہے قال رسول اللہ صلعم ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ
من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ اللہ فعرفہا قال فما عملت
فیہا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا
لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال جواد فقد قیل ثم امر بہ
فسحب علی وجہہ ثم القی فی النار **ایضاً** تعس عبد الدینار
وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط
تعس وانتکس الخ **ایضاً** لعن عبد الدینار ولعن عبد الدرہم
ایضاً لکل امۃ فتنۃ وفتنۃ امتی المال **ایضاً** ھل من احد
یمشی علی الماء الا ابتلت قدماہ قالوا لا یا رسول اللہ قال
کذلک صاحب الدینار لا یسلم عن الذنوب **ایضاً** من طلب
الدنیا حلالا مکاثرا مفاخرا مرائیا لقی اللہ تعالی وھو علیہ
غضبان **ایضاً** ما یجمع من لا عقل لہ **فائدہ** اس معاینہ سے
ظاہر ہے کہ لوگ واقف ہو جاوین کہ صرف ایک فریق کے برای مین پیشین گوئی نہین
ہے بلکہ ہر فریق کی برائی مین بھی پیشین گوئی ہو چکی ہے **قولہ** صفحہ ۱۱۹
(۱) اس حدیث کے مصداق یہ بیچارہ علما جو اس زمانہ مین کسیقدر باقی
رہگئے ہین اور جنکی ہر شخص پر اُنکی حالی کے سبب سے گوشہ گمنامی مین پڑے ہوے ہین

یعنی فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور وہ آدمی جسپر اللہ نے فراخی کی اور اسکو ہر قسم کے مال دیئے پس وہ (خدا کے حضور مین) آیا جاویگا تو خدا اپنے بندے سے فرمائیگا کہ تو نے میرے دیئے ہوے مال مین کیا عمل کیا پس وہ عرض کریگا کہ کوئی راہ نہین جسمین تو نے خرچ کرنا پسند کیا ہو مگر میں نے اسمین خرچ کیا پس خدا فرمائیگا کہ تو جھوٹ بولا تو نے اسلئے خرچ کیا تھا کہ تو سخی کہلایا جاوے سو کہا جا چکا پھر حکم ہوگا کہ اسکو منہ کے بل گھسیٹتے ہوے دوزخ مین ڈالدیا جاوے ۱۲ بخاری ص ۹۳ یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ ہلاک ہو دینار کا اور بندہ درہم کا اور بندہ چادر کا اور بندہ خمیصہ کا اگر دیا جاوے تو خوش ہو اور اگر نہ دیا جاوے ناخوش ہو یا شخص ہلاک ہو اور سر نگون ہو اگر کانٹا چبھے اس کا نکالنا نہ ہو سکے ترمذی ص ۵۳ یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے اور میری امت کے لئے فتنہ مال ہے ترمذی ص ۵۵ یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ کیا کوئی پانی پر چلا اور اسکے قدم تر نہوں صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ اسیطرح دنیا دار آخرت مین نجات نہ پاوینگے ترمذی ص ۵۶ یعنی رسول خدا نے

نہین ہوسکتے ہین سچ ہے **مصرعہ** کون سنتا ہے فغان درویش ۔ ان بیچارون پر
تو یہ حدیث البتہ صادق آسکتی ہے ثم مر رجل فقال له رسول الله صلعم
ما رایك فی هذا فقال یا رسول الله هذا رجل من فقراء
المسلمین هذا حری ان خطب ان لا ینکح وان شفع ان لا یشفع و
ان قال ان لا یسمع لقوله فقال رسول الله صلعم هذا خیر من
ملأ الارض مثل هذا - ہان اس حدیث نمبر ۲ کے مصداق وہی امرا جہلا
ہوسکتے ہین جو اپنی ریاست وامارت دنیاوی کے زور سے دینی رئیس و دینی امیر
بننے کا شوق رکھتے ہین اور عوام وخوش آمدیون مین خداترس و متدین لقب
پانیکا حوصلہ رکھتے ہین **قولہ** صفحہ ۱۱۹ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے الخ اس حدیث
نمبر ۳ و ۴ کے بہی مصداق وہ علما نہین ہوسکتے ہین جو باوجود علم وفضل کے غریبانہ
حرفتونمین مصروف ہین اور اپنی غریبی وفقیری کے باعث ریاکار دین فروش
فتنہ پرداز جولاہے موچی وغیرہ کے لقب سے مشرف ہین ہان ان دونون حدیث کے
مصداق ہونگے تو وہی مولویصاحبان ہونگے جنہون نے اپنے علم کے بدولت یہہ
درجہ وعزت حاصل کیا ہے کہ رئیسون ونوابونکی مجلسونمین اُنکے لئے مسندین بچہائی
جاتی ہین اور یا مولٰنا یا سیدنا کے خطاب سے بڑی بڑی نامی مجلسون مین یاد فرمائے
جاتے ہین اور حکام کی کوٹہیون مین اُنکی نام کی کرسیان رکہی جاتی ہین اور ان
حدیثون کے مستحق وہی مولویصاحبان ہونگے جو صاحب عزت وثروت کی طرفدار
بنکر اپنے بیچارے غریب مسکین عالم بہائیونسے جہگڑا کرتے ہین اور اپنی تحریر وتقریر کو
مالدارون و دولتمندونکی تائید ونصرت مین صرف کرکے اُنکے موہونکو اپنے طرف

متوجہ کرتے ہین **قولہ** صف ۱۲۵ اس کمی بیشی پر دلیل الخ یہہ تخصیص یا سداری کی باتین ہین حق یہہ ہے کہ جیسے بعض خداترس و متدین منصف و تحصیلدار وغیرہ اپنے گناہونپر نادم و متاسف ہوتے ہین ویسہی خداترس و متدین واعظ و مفتی مدرس و مولف تاجر وغیرہ بہی اپنے گناہونپر نادم و متاسف ہوتے ہین۔ انکار اسکا مکابرہ ہے **قولہ** صف ۱۲۵ معہذا اس خلاف الخ یہ بہی غلط ہے بلکہ انکے ماتحت و تابعین پر انکے خلاف کا ضرر و اثر ضرور پڑتا ہے

قولہ صف ۱۲۵ اور یہ مقدس حضرات الخ الناس علی دین ملوکھم اسپر شاہد ہے مولف صاحب کی یہہ بدگمانی ہے کیونکہ علم کا یہہ مقتضی نہین کہ بیدینی کو دین سمجھے یا گناہ کو ثواب ہان یہہ گمان اگر جہلا کے طرف کیا جاوے تو بجا ہے **قولہ** صف ۱۲۵ اور اُسپر الخ اسکی تخصیص بہی ایک فریق کے سانہ محض بے انصافی و ناحق اندیشی ہے **قولہ** صف ۱۲۶ ان اشغال و تعلقات الخ جواب اسکا وہی ہے جو تحت مین قولہ مگر یہہ سب کچھہ الخ متعلقہ صف ۱۱۷ مین گزر چکا **قولہ** صف ۱۲۶ شیطان اول تو الخ شیطان علیہ اللعن کو کل بنی آدم کی دشمنی سے کیا غرض و مطلب وہ مردود تو صرف مومنون کا دشمن ہے اور آجکل پر کیا موقوف وہ ملعون تو ہمیشہ کا دشمن ہے دشمن بہی ایسا قوی کہ معاذ اللہ ناواقف کم علم کو کون پوچہتا ہے اُنکو بہکانا اُسکا ایک ادنی کہیل و تماشا ہے وہ مردود تو بڑے بڑے عالم ہوشمند کی آنکہونپر طمع کی پٹی جماکر دل پر حب جاہ کی مہر لگاکر عقل سلیم کو غفلت کے پردے مین ڈہانک کر گلے مین طول امل کا طوق پہناکر پاؤن مین حرص کی زنجیر ڈالکر زور سے پکڑ کر اپنی طرف اُنکو گہسیٹتا ہے اور آیت یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل کا مضمون خوب مدلل کرکے سمجہاتا ہے اور آیت مابعد کیطرف نظر و فکر کرنیسے بالکل روک دیتا ہے تدبیرین ایسی بتاتا ہے جو مدبر عالم کی تدبیر سے بالکل خلاف مثلاً ترقی دین کے لئے مدبر عالم اپنے احکام کی

Marfat.com

بجاآوری کی تاکید اور اپنے رسولون کی راہ وروش کی تعلیم فرماتا ہی اور انبیاء اللہ جنہون نے غریبانہ حرفتین کین خصوصاً بکریون کے چرواہی تو سب نے کی ایسی ہی غریبانہ حالتون مین دین کی اشاعت کرتے رہے جسکے باعث غربا نے ہدایت پائی اور امرا بسبب غرور دنیا کے منکر ہوکر ہلاک ہوگئے وعلیہ اللعین کہتا ہے کہ یہ سب کچھہ نہین اصل تدبیر ترقی دین کی یہ ہے کہ فقر وغریبانہ حرفتون پر قناعت نکرو ڈبل ڈبل نوکریان کرو اور مثلاً دنیاوی ترقی کے لیے وہ مدبر عالم فرماتا ہی واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنے اللہ ورسول کی متابعت وباہمی موافقت پر دنیاوی اقبال تمہارا موقوف ہے وہ ملعون سوجہاتا ہے کہ یہہ سب کچھہ نہین مال و دولت دنیا کی تکثیر وتوفیر مین جہانتک ہوسکے اور جسطرح ہوسکے خوب کوشش کرکے حاصل کرو پھر اُسیکے طفیل سے ترقی دین یعنی اللہ ورسول کی اطاعت بخوبی نصیب ہوجاویگی ورنہ دین ودنیا دونون کے اعتبار سے اسفل السافلین مین ہوگے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اوران ہوشمند موگویون کو بہی کون پوچہتا ہے وہ مردود تو رسولون ونبیون کے تلاوت مین بہی اپنی طرف سے کبہی کچہہ خلل اندازی کیا کرتا جسکو وہ رحیم وکریم دور کردیا کرتا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فاصلح شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین

قولہ صفحہ ۱۲۸ پہلے اعتراض کا جواب الخ یہ جواب اُسوقت قابل التسلیم ہوتا کہ محل تقسیم مسلمانان مین قسم دوم کی تنویع ہوتی اسطور پر کہ قسم دوم مین دو درجہ کے لوگ ہین۔ درجہ اول وہ کہ کل عبادات ومعاملات واشغال مین متقی ہون دیدہ ودانستہ کبہی اپنی عبادات ومعاملات واشغال مین ارتکاب منہیات پر مصر نہون۔ درجہ دوم وہ کہ صرف عبادات مین متقی ہون اور معاملات واشغال مین پورا اتقانہ رکہتے ہون بلکہ دیدہ ودانستہ مکروہات وممنوعات پر

Marfat.com

اصرار کرتے ہون۔ اور پہر اس تنویع کے بعد یہ تصریح بہی ہوتی کہ اس مبحث مین مقصود
بالتخاطب فقط درجہ دویم کے لوگ ہین نہ درجہ اول کے اور اسکے بعد یہہ جواب ہوتا تو بہت بجا
اور درست ہوتا لیکن جب وہان محل تقسیم مین اس تنویع و تصریح سے سکوت ہوا تو اب یہان محل
جواب مین یہ تخصیص و تقئید ہرگز قابل سماعت و لایق لحاظ کے نہین ہوسکتی ہے۔ علاوہ
بر عبارت جو وہان قسم دوم کے محل تعریف مین مذکور ہے اُسکا مآل و مفہوم یہی ہے کہ قسم دوم
سے اُسکا فرد کامل یعنی درجہ اول مقصود بالتعریف و مقصود بالتخاطب ہے اور یہان محل جواب کے
عبارت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ قسم دوم سے اُسکا فرد ناقص یعنی درجہ دوم مقصود بالتعریف
و مقصود بالتخاطب ہے فہل ہذا الا التعارض **قولہ** صفحہ ۱۲۸ دوسرے اعتراض کا
جواب الخ اولا محالِ عملی و عادی کا اثبات محال ہے تا وقتیکہ مثبت میدانِ سوء ظنی مین
شترِ بیمہار نہ بنجاوے یا ہر شخص کی نیات پر مطلع ہونیکا مدعی نہووے یا مباحات شرعیہ
کو ممنوعات شرعیہ قرار ندیوے ثانیا ملازمت پیشہ کے اشغال مین عملی طور پر گناہون سے
بچنے کا قائل ہونا اور دوسرے پیشہ والونکے اشغال مین عملی طور پر گناہونسے نہ بچنے کا قائل
ہونا ترجیح بلا مرجح ہے **قولہ** صفحہ ۱۲۹ دوسرا فرق الخ ہمنے مانا کہ بصورت خدا ترس و
متدین ہونے و کبر و ریاو کذب و افترا و ظلم و غصب وغیرہ کبائر سے پاک ہونے دونون
فریق کے ہر فریق کے حسنات اُنکے صغائر کے لئے کفارہ ہو سکتے ہین لیکن با این ہمہ
تساوی فقرا کا فی نفسہ فقر وہ احسان و انعام خداوندی ہے کہ اغنیا اپنی ساری
دولت و ساری حسنات سے اُسکا مقابلہ نہین کر سکتے ہین یہی وجہ ہے کہ رسول
مقبول صلعم نے فضائل فقرا مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یدخل الفقراء الجنۃ
قبل الاغنیاء بخمس مائۃ عام نصف یوم **ایضا**

قمت علی باب الجنة فکان عامة من دخلها المساکین واصحاب الجد
محبوسون غیران اصحاب النار قد امر بهم الی النار الخ اور یہی وجہ ہے کہ
رسول مقبول صلعم نے بڑی خواہش وتمنا سے یہہ دعا فرمائی اللهم احینی مسکینا
وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین فقالت عائشة لم
یارسول الله قال انهم یدخلون الجنة قبل اغنیائهم باربعین
خریفا یا عائشة لا تردی المسکین ولو بشق تمرة یا عائشة احبی
المسکین وقربیهم فان الله یقربک یوم القیمة **قوله** صف ۱۳۰ ان
جوابات الخ ان جوابات کو ہمارے مولف صاحب نظر انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے
تو امید ہے کہ اپنے خیال کو بدلینگے اور اپنے دعوے سے باز آوینگے یعنے غریبانہ حرفتون پر
سلطانی ملازمتونکو ترجیح ندینگے اور مسلمانونکو غریبی وفقیری کی مذلت سے نڈراوینگے
اور لوگونکو دولت دنیا کی رغبت دلا کر امارت کیطرف نہ بلائینگے بلکہ دنیاوی
اوقات بسر کرنے مین ہر شخص کو اپنی طبیعت پر چہوڑ دینگے جیسے شارع نے چہوڑ دیا
ہان اپنے فرض منصبی وفرض مذہبی کے خیال سے ہر پیشہ وہر عمل کے حسن وقبح
شرعی کو ہر خاص وعام پر وقتا فوقتا عرض فرماتے رہینگے **قوله** صف ۱۳۰ اب ہم الخ
اب ہم بہی اس مضمون کو ختم کرتے ہین اوپر دو مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رض کے
تا لوگ اسکو دیکہین اور اس سے سمجہین وخیال کرین کہ دنیا مین زندگی بسر کرنے کے لئے
بزرگان دین کی کیا تعلیم ہے اور کیسی ہدایت ہے فقط **مکتوب اول** بسم الله الرحمن
الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم محب فقرا مولنا شمس مو
باشند کہ موسم جوانی را غنیمت شمرده بلهو ولعب صرف نکنند وبجوز ومویز عوض نہ نما

۱ یعنے یا اللہ زندہ رکہہ مجکو مسکین اور مار مجکو مسکین اور حشر کر میرا مسکینونکے گروہ مین پس کہا عائشہ رض نے کسواسطے یہہ دعا کرتے ہین آپ یا رسول اللہ فرمایا اسلئے کہ تحقیق مساکین داخل ہونگے بہشت مین دولتمندونسے چالیس برس پہلے اے عائشہ نہ پہیر تو مسکین کو نا امید بلکہ احسان کر اسپر اگرچہ ساتہ ایک ٹکڑے کہجور کے ہو اے عائشہ دوست رکہہ تو مسکینون کو اور نزدیک کر اونکو پس خدا نزدیک کرے گا تجکو اپنے دن قیامت کے ۱۲ ترمذی وبیہقی

که آخر غیر از ندامت و پشیمانی امرے دیگر نخواهد بود و سود نخواهد داشت خیر شرط است پنج وقت
نماز بجماعت ادا نماید و حلال را از حرام امتیاز کند طریق نجات اخروی متابعت صاحب شریعت
است علیه وعلی اله الصلوات والتسلیمات تلذذات فانیه و تنعمات هالکه منظور
نباشند والله سبحانه الموفق للخیرات **مکتوب دوم** الحمد لله وسلام علی
عباده الذین اصطفی فرزند عزیز فرصت مغتنم است باید که تمام عمر با مور لاطائل صرف
نشود بلکه تمام بمراضی حق جل وعلا صرف باید نماز پنجگانه بجمعیت و جماعت بتعدیل ارکان باید
که ادا باید و نماز تهجد را از دست ندهند و استغفار سحر را رائگان نگزارند و بخواب خرگوش
محظوظ نباشند و بحظوظ عاجله مصر نگردند و تذکر موت و اهوال آخرت نصب عین دارند
بالجمله از دنیا معرض باشند و بآخرت مقبل بقدر ضرورت بدنیا پردازند و سائر اوقات
باشغال امور آخرت معمور دارند حاصل کلام آنکه دل باید که از گرفتاری ماسوے الله
آزاد باشد و ظاهر باحکام شرعیه متحلے و متزین **مصرع** کار اینست غیر این همه
هیچ و باقی احوال بخیر است **والسلام فقط المجیب** عبد الغنی عفا الله عنه ساکن موضع نورپور
متعلقه محال لعلپوره من مضافات صوبه بهار۔

صورة ما قوظه العالم الاجل الفاضل الاکمل محی السنة قامع
البدعة النحریر الموفق المولوی محمد شمس الحق عظیم ابادی سلمه الله والایادی

انی رایت هذه الرسالة للفاضل الالمعی المولوی عبد الغنی رفع الله منازله
فوجدتها محلاة بحواشی التحقیق وجواهره والله ازهذه ناطقة بالحق مشتملة
علی الصواب متجافیة عن المفاسد والله یجزی مولفها جزاء موفورا حدره

ابو الطیب محمد المدعو بشمس الحق العظیم ابادی عفی عنه

ابو الطیب محمد شمس الحق

Marfat.com

هذه الرسالة ناطقة بالصدق والصواب ومؤلفها مصیب بلا ارتیا

کتبه نور احمد وفقه الله لغد | نور احمد | محمد اشرف | محمد حمایت الله

تقریظ عمدة العارفین زبدة السالکین جناب مولوی شاه نور الدین صاحب مدظله الله الواهب ساکن موضع ٹلہار من مضافات صوبه بهار

یا اولی الالباب اعلموا ان هذا الکتاب هدی للمتقین بلا ارتیاب انی سمعت بالاستیعاب فوجدته مقرونا بالصواب فالحمد لله الوهاب والشکر لمؤلفه الاواب حرره فقیر نور الدین قادری المعروف بشجاعت علی بهاری ٹلہ

قطعه تاریخ تالیف از جناب مولوی حکیم محمد شریف صاحب النظم والنثر المتخلص بفخر

مرحبا این چه عجب نسخه مؤلف گردید
نیست نزد علما غیر قبولش انکار

حق همین است که ردیست به تحقیق وصواب
باز با این همه تهذیب به طرز گفت

فخر چون دید پسندید و رقم زد تاریخ
این چه ردیست که جوابش بمقابل دشو

۱۳۰۶

تاریخ تالیف از نتایج افکار یادگار اطبای نامدار المعروف بمولوی حکیم نور الحسین حفظه الله تعالی عن الشین

سلطان

چو اکثر خدمت شاهان این عهد
بحکم شرع آمد قابل رد

حق اندیشان برد اهل تجو

بکوشیدند تا حق رو نماید
پس این شیخ غنی کاو هادی عصر

[illegible]

درین میدان قدم مردانه برداشت
که تا در حق و باطل فرق سازد

[illegible]

که بر وقت پسندان سهل ناید
حسین از راه فکرت گفت تاریخ

[illegible]

۱۳۰۶ھ

تمت

١٥		١٨		٢٣		١٠	
الله		١٨		٢٨		١١	

Marfat.com

Marfat.com

13A

۷۸۶

ترجمہ فارسی

چند ابواب ہدایہ

داخل تعلیم طالب علمان جماعت ہائے

مدرسۃ العلوم

علیگڈھ

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قاسم علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۵ء

Marfat.com

Marfat.com

فہرست بابہای مندرجہ رسالہ ہذا

مضمون	صفحہ
کتاب النکاح	۲
فصل - دربیان محرمات	۵
باب دربیان ولی وکفو	۱۶
فصل دربیان کفاءت	۲۶
فصل دربیان وکالت بنکاح وجز آن	۳۰
باب دربیان مہر	۳۳
فصل دربیان نکاح ذمیین	۵۷
کتاب الہبہ	۶۰
باب دربیان رجوع درہبہ اعنی واپس گرفتن موہوب	۶۹
فصل دربیان ہبہ مشروط	۷۵
فصل دربیان صدقہ	۷۷

Marfat.com

Marfat.com

۷۸۶

ترجمہ فارسی

چند ابواب ہدایہ

داخل تعلیم طالب علمان جماعت ہای

مدرسۃ العلوم

علیگڈھ

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قاسم علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۵ء

Marfat.com

کتاب النکاح

نکاح منعقد میشود بسبب ایجاب و قبول بدو لفظ ماضی بحجت آنکه وضع صیغهٔ ماضی اگرچه
برای اخبار است ولیکن مقرر گردانیده شده است در شرع برای انشا تا حاجت
مندفع گردد نکاح منعقد میشود بدو لفظ که یکے ازان ماضی است و دیگر مستقبل باین طور که بگوید
شخصے بکسیکه تزویج بکن دختر خود را ازمن و آن کس بگوید که تزویج کردم بحجت آنکه قول
وے تزویج بکن دختر خود را ازمن توکیل است به نکاح و شخص واحد ولی هر دو طرف
نکاح میشود چنانچه بیان آن خواهد آمد انشاء الله تعالی منعقد میشود عقد نکاح بلفظ نکاح و بلفظ
تزویج و بلفظ هبه و بلفظ تملیک و بلفظ صدقه گفته است شافعی رح که منعقد نمیشود مگر بلفظ
نکاح یا تزویج بحجت آنکه نکاح نه معنی حقیقی تمهید است نه مجازی و اما نبودن آن مجازی بحجت

Marfat.com

آنکه مجاز یافته نمیشود مگر بسبب مناسبت از ضم و در معنی خاص آن یافته نمیشود بسبب آنکه
تزویج و نکاح در لغت عبارت است از ضم و میان مالک و مملوک ضم و ازدواج نیست
اصلا و دلیل علمای ما اینست که تملیک بسبب ملک وطی ست در محل وطی بواسطه ملک
رقبه و ملک وطی ثابت میشود به نکاح پس علاقه سببیت میان هر دو یافته میشود و آن مصحح
مجاز است منعقد میشود نکاح بلفظ بیع و همین صحیح است زیرا چه علاقه مجاز دران یافته میشود
بنابر روایت صحیح منعقد نمیشود نکاح بلفظ اجاره و نه بلفظ اباحت و نه بلفظ احلال و نه بلفظ
عاریت بحجت آنکه این همه الفاظ سبب ملک وطی نیست و نه بلفظ وصیت بحجت آنکه
از وصیت ثابت میشود ملکیکه منسوب است بسوی ما بعد موت منعقد نمیشود نکاح دو مسلمان
مگر بحضور دو گواه آزاد که هر دو عاقل و بالغ و مسلمان باشند یا یک مرد و دو زن عادل
باشند آنها یا غیر عادل یا محدود بحد قذف و باید دانست که شهادت شرط نکاح ست
چه پیغمبر صلعم فرموده است که نیست نکاح مگر بشهود و این حجت است بر مالک رح زیرا چه او
میگوید که اعلان شرط است در نکاح نه شهادت و باید دانست که ضرور است که گواهان آزاد
باشند زیرا چه شهادت بنده جایز نیست بحجت آنکه او را ولایت نیست و نیز ضرور است که
آنها عاقل و بالغ باشند چه غیر عاقل و بالغ را ولایت نیست بر ذات خود و نیز ضرور است
که آنها مسلمان باشند در صورت نکاح مسلمانان زیرا چه جایز نیست گواهی کافران بر مسلمانان
و باید دانست که وصف مذکورت شرط نیست در گواهان حتی که نکاح منعقد میشود بحضور یک مرد
و دو زن و دران خلاف شافعی رح است و بیان آن خواهد آمد انشاالله تعالی در کتاب الشهادات

Marfat.com

وباید دانست که عدالت گواهان شرط نیست حتی که منعقد میشود بحضور دو فاسق نزد علمای ما
شافعی رح میگوید که عدالت شرط است بجهت آنکه شهادت از باب کرامت و تعظیم
است و فاسق قابل تکریم نیست بلکه اهانت او باید نمود و دلیل علمای ما اینست که فاسق
اهلیت ولایت بر ذات خود دارد پس اهلیت شهادت نیز خواهد بود مر او را بجهت آنکه بسبب
فسق هرگاه او محروم نگشت از ولایت بر ذات خود بسبب اسلام پس محروم نخواهد گشت از
ولایت بر غیر چه ولایت بر غیر از جنس ولایت بر ذات خود است و بجهت آنکه فاسق اهلیت
این دارد که سلطان و امام شود پس صلاحیت این خواهد بود مر او را که قاضی گردد و گواه شود
و باید دانست که محدود بحد قذف از اهل ولایت است پس او اهلیت تحمل شهادت دارد باین
طور که بشنود ایجاب و قبول را و جز این نیست که مقبول نیست گواهی آن اگر ادای شهادت
نماید بسبب نهی که وارد است و در ادای باک نیست چنانچه در صورتیکه دو ذکور شاهد باشند
و یا دو پسر هر دو عاقد اگر نکاح کند مسلمانی ذمیه بشهادت دو ذمی جایز است نزد ابی حنیفه و
ابی یوسف رح و گفته اند محمد و زفر رح که جایز نیست بجهت آنکه شنیدن ایجاب و قبول در باب
نکاح شهادت است و جایز نیست شهادت کافر بر مسلمان پس گویا آنها نشنیدند کلام مسلمان
را و دلیل شیخین رح اینست که شهادت شرط است در نکاح بجهت آنکه ثابت میشود ملک متعه
یعنی ملک وطی زن مر زوج را چه آن محل شریف است و عظیم نه برای وجوب مهر زیرا چه شهادت
بجهت لزوم مال شرط نیست و هرگاه چنین شد پس آن هر دو ذمیان شاهد اند بر زن ذمیه شنیدن
کلام زوج ضرور است بجهت آنکه عقد منعقد نمیشود مگر بکلام هر دو و شهادت بر عقد شرط انعقاد

Marfat.com

آنست اگر شخصے امر نمود مردے را کہ تزویج کند دختر شخص مذکور را کہ صغیرہ است و او تزویج
نمود دختر مذکورہ را از کسے بحضور شخص مذکور بشہادت مرد واحد سوای آمر و مامور پس این
نکاح جایز است زیرا چہ پدر مذکور را اعتبار نمودہ میشود عقد کنندہ نکاح بسبب اتحاد مجلس پس
وکیل مذکور خواہد بود سفیر و تعبیر کنندہ محض پس او شاہد دیگر خواہد شد و اگر پدر صغیرہ مذکور در مجلس
عقد حاضر نباشد پس نکاح مذکور جایز نیست بجہت آنکہ ممکن نیست کہ پدر مذکور را اعتبار نمودہ شود
عاقد بسبب اختلاف مجلس و ہمین حکم ست وقتیکہ تزویج کند پدر دختر خود را کہ بالغہ است بحضور شاہد واحد
یعنی اگر حاضر باشد دختر مذکورہ در وقت نکاح پس جایز است نکاح آن و اگر حاضر نباشد جایز نیست واللہ اعلم

فصل

در بیان محرمات

حلال نیست کسی را کہ نکاح کند مادر خود را و جدات خود را مادری باشند خواہ پدری بجہت
آنکہ حق تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ است کہ حرام است بر شما امہات شما یعنی مادران شما و
دختران شما و جدہ ام است چہ ام در لغت بمعنی اصل است یا بجہت آنکہ حرمت جدہ ثابت
است باجماع حلال نیست کہ نکاح کند دختر خود را بسبب آیت مذکورہ و ہمچنین حلال نیست کہ نکاح
کند دختر فرزند خود را اگرچہ پائین باشد باجماع و نہ خواہر خود را و نہ دختران خواہر خود را و نہ دختران
برادر خود را و نہ عمہ خود را و نہ خالہ خود را زیرا چہ حرمت آنہا منصوص است در آیت مذکورہ
و داخل است دران عمات متفرقات و خالات متفرقات و ہمچنین دختران ہمہ برادران و
ہمچنین دختران ہمہ خواہران بجہت آنکہ اسم عام و شامل است حلال نیست کہ نکاح کند از مادر

زن خود وطی کرده باشد زن مذکوره را یا نکرده باشد چه حق تعالیٰ فرموده ست که حرام
است بر شما مادرهای زنان شما و حرمت آنها را مقید بوطی نکرده است و همچنین حلال نیست
که نکاح کند دختر زن خود را که وطی کرده است از جهت آنکه در نفس حرمت آن مقید است
بوطی زن مذکوره در کنار وے باشد یا نباشد بدانکه این ذکر کنار بنا بر عادت است نه بنا بر
شرط است و بر این دلالت میکند انچه خدا تعالیٰ فرموده است در اباحت آن چه اباحت
آنرا مقید نکرده است مگر بنفی وطی حلال نیست کسے را که نکاح کند زن پدر خود را و نه جد
خود را چه حق تعالیٰ فرموده است که نکاح مکنید زن را که نکاح کرده اند ازآبای شما یعنی پدر و جد
شما حلال نیست که نکاح کند زن پسر خود را و زن پسر فرزند خود را بجهت آنکه حق تعالیٰ فرموده
است که نکاح مکنید زنان پسران خود را که از صلب شما اند و باید دانست که ذکر صلب در
قرآن مجید برائے آنست که اعتبار متبنی نیست نه برائے آنکه حلال است زن پسر رضاعی
حلال نیست کسے را که نکاح کند مادر رضاعی خود را یا خواهر رضاعی خود را بجهت آنکه حق تعالیٰ
فرموده است که نکاح مکنید مادران خود را که شیر داده اند شما را و خواهران خود را که رضاعی اند
وبجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده است که حرام میگردد بسبب رضاعت انچه حرام میگردد بسبب
نسب جایز نیست که جمع کند میان دو خواهر در نکاح و نیز جایز نیست که جمع کند میان دو خواهر
در وطی بملک رقبه بجهت آنکه حق تعالیٰ فرموده است که حرام ست اینکه جمع کند میان دو
خواهر وبجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده است که شخصے که ایمان آورده است بخدا و بروز آخرت
باید که جمع نکند آب منی خود را در رحم دو خواهر پس اگر نکاح کند خواهر کنیز خود را که وطی کرده است

Marfat.com

آنرا صحیح است نکاح آن چه عقد مذکور صادر شده است از کسیکه اهلیت نکاح دارد و
مضاف و منسوب است بسوی محل نکاح و هرگاه نکاح مذکور جایز گشت پس کنیز مذکوره را وطی
نخواهد کرد اگرچه وطی نکرده باشد منکوحه مذکوره را بجهت آنکه منکوحه در حکم موطوءه است و
منکوحه مذکوره را نیز وطی نخواهد کرد تا جمع میان دو خواهر در وطی لازم نیاید مگر وقتیکه حرام گرداند
کنیز مذکوره را بر ذات خود بسببے از اسباب پس درین هنگام وطی خواهد کرد منکوحه را چه
جمع میان دو خواهر در وطی درین هنگام لازم نمی آید اگر نکاح کند خواهر کنیز خود را که وطی نکرده
است آنرا جایز ست که وطی کند منکوحه را چه جمع میان دو خواهر در وطی لازم نمی آید بجهت آنکه
کنیز در حکم موطوءه نیست اگر شخصے نکاح کند دو خواهر را در دو عقد و معلوم نشود که نکاح کدام از آنها
اول ست تفریق نموده میشود میان او و میان هر دو بجهت آنکه نکاح یکے از آنها باطل است
یقیناً و تعین آن متصور نیست بسبب عدم اولویت و نیز متصور نیست که حکم نموده شود بجواز نکاح
یکے غیر معین چه هرگاه مجهول ماند متعین نگشت نکاح یکے از آنها پس حکم بجواز آن جایز نیست
بجهت آنکه فائده ندارد پس ضرور است که تفریق نموده شود و خواهد رسید بهر دو نصف
مهر بجهت آنکه واجب میشود نصف مهر برائے آنکه نکاح آن اول است و چون آن مجهول
است و کسے از آنها اولویت ندارد بر دیگر پس نصف مهر مذکور مقسوم خواهد شد میان هر دو
و بعضے گفته اند که این وقتے ست که هر واحد از آنها دعوی نماید که نکاح من اول شده است
و حجتے نباشد مر کسے را و یا هر دو متفق شوند بر گرفتن نصف مهر بجهت آنکه نصف مهر واجب
شده است برای مجهول جایز نیست که جمع کند در نکاح میان دو زن که یکے از آنها عمه

دیگرست یا خالہ دیگر یا دختر برادر دیگر یا دختر خواہر دیگر بحجت آنکہ پیغمبر صلعم فرمودہ است
کہ نکاح نمودہ نمیشود زنے بر عمہ وے و نہ بر خالہ وے و نہ بر دختر برادر وے و نہ بر
دختر خواہر وے این حدیث مشہور است و جایز است باشال این حدیث زیادہ کردن
بر کتاب اللہ تعالی - جایز نیست کہ جمع کند در نکاح میان دو زنے کہ اگر ہر کدام ازان مرد
بودے جایز نمی شد ویرا نکاح آن زن دیگر بحجت آنکہ جمع در نکاح میان آن ہر دو موجب
قطع رحم است بحجت آنکہ قرابتے کہ موجب حرمت نکاح است موجب حرمت قطع رحم است
ہمچنین حلال نیست جمع در نکاح میان ہر دو زن کہ باشد میان آنہا محرمیت بسبب رضاعت
چنانچہ سابق مذکور شد باک نیست اگر جمع کند در نکاح میان زنے و دختر شوہر زن مذکور
کہ از زن دیگر است بحجت آنکہ میان زن و دختر مذکورہ ہیچ قرابت نیست و نہ رضاعت
و گفتہ است زفر رح کہ جایز نیست بحجت آنکہ دختر مذکورہ را اگر مرد فرض نمایند جایز نیست
مرادر را کہ نکاح کند زن پدر خود را و علماے ما رح میگویند کہ حرمت جمع میان دو زن کہ بحجت
قرابت مذکورہ است یافتہ نمیشود مگر وقتیکہ حرمت از ہر دو جانب متحقق شود در صورت
مذکورہ زن مذکورہ را اگر مرد فرض نمایند جایز است مرادر را کہ نکاح کند دختر مذکورہ اگر شخص
زنا کند از زنے حرام میگردد بر آن شخص مادر زن مذکورہ و دختر آن و شافعی رح گفتہ است
کہ حرام نیست زیرا چہ زنا موجب حرمت مصاہرت نیست چہ حرمت مذکورہ نعمت است پس
زنے بسبب زنا کہ حرام است نخواہد یافت حرمت مصاہرت را کہ نعمت است و دلیل
علماے ما رح اینست کہ وطی سبب جزیت است بواسطہ ولد زیرا چہ ولد منسوب میشود

بسوی هر واحد از مادر و پدر تمامه پس ثابت شد که مادر موطوءه و دختران در حکم مادر و
دختر وطی کننده است و همچنین است اعتبار مذکور در دختر وطی از جزو حرام ست مگر در موضع
ضرورت و آن ضرورت یافته میشود در موطوءه و جواب شافعی رح اینست که حرمت مصاهرت
یافته میشود بجهت اول که مشروع است نه بجهت زنا اگر زنی مس کند شخصی را بشهوت حرام
میگردد بران شخص مادر آن زن و دختران و گفته است شافعی رح که حرام نمیشود و بر همین
اختلاف است اگر مس کند مردی زنی را بشهوت یا به بیند بسوی فرج آن یا به بیند
زنی ذکر مرد را بشهوت پس نزد شافعی رح حرام نمیشود مادر و دختر زن مذکوره درین صورتها
بجهت آنکه مس و دیدن در معنی دخول نیست و بنا بر آن فاسد نمیشود بسبب آن روزه و
احرام حج و واجب نمیشود بسبب آن غسل و دلیل علمای ما رح اینست که مس و دیدن سبب
و باعث وطی ست پس قایم مقام وطی خواهد بود در موضع احتیاط و بعد ازان باید دانست
که مس بشهوت عبارت است ازانیکه منتشر گردد آلت مرد یا انتشار زیاده گردد و همین
صحیح ست و باید دانست که مراد از دیدن بسوی فرج دیدن داخل فرج ست و آن
حاصل نمیگردد مگر وقتیکه تکیه زده نشسته باشد زن اگر شخصی مس نمود زنی را و انزال کرد
پس بعضی گفته اند که موجب حرمت مصاهرت ست و صحیح اینست که آن موجب حرمت مذکوره
نیست زیرا چه بسبب انزال ظاهر گشت که آن مفضی بوطی نیست پس قایم مقام آن نخواهد شد
و بر همین اختلاف است اگر کسی دخول کند در دبر زنی اگر شخصی طلاق باین دهد زن
خود را یا طلاق رجعی پس جایز نیست او را که نکاح کند خواهر آنرا تا که نگزرد عدت آن و گفته

است شافعی رح که اگر در عدت نشسته باشد از طلاق باین یا از سه طلاق پس جایز است
مرا ورا که نکاح کند خواهر آنرا بجهت آنکه نکاح منقطع گردید بالکلیه بسبب قاطع نکاح که طلاق باین است
یا سه طلاق و بنا بر آن اگر وطی کند زن مذکوره را در ایام عدت باوجودیکه مطلع باشد بر حرمت
آن واجب میشود بروے حد و دلیل علمای ما اینست که نکاح خواهر اول هنوز باقی ست
بسبب باقی ماندن بعضے احکام آن چون نفقه و ممانعت از بیرون شدن و از نکاح نمودن
باشوهر دیگر و در اثر قاطع نکاح تاخیر است بنا بر آن جایز نیست نکاح زن مذکوره از شوهر دیگر
و حد واجب نمیشود بر شخصیکه وطی کند در ایام عدت بنا بر اشارت کتاب الطلاق و بنا بر
عبارت کتاب الحدود حد واجب میشود بجهت آنکه ملک شوهر زایل گشته است در حق
حلت وطی پس زنا متحقق خواهد شد و ملک آن زایل نشده است در حق نفقه و جز آنکه مذکور شد
پس شخص مذکور بسبب نکاح خواهر زن مذکور خواهد شد جمع کننده در نکاح میان دو خواهر نکاح نکند خواجه از کنیز خود
و نه زن از بنده خود بجهت آنکه نکاح مشروع است برای آنکه ثمره آن مشترک باشد میان
زن و شوی و مملوکیت منافی مالکیت است پس ممتنع است که ثمره آن مشترک باشد جایز
است نکاح از زن کتابیه چه حق تعالی فرموده است که حلال گردانیده شده است بر شما
زنان محصنه را که از اهل کتاب اند و مراد از محصنه عفیفه است و باید دانست که زن کتابیه
آزاد و کنیز هر دو برابر است چنانچه بیان آن خواهد آمد انشاالله تعالی جایز نیست نکاح از زن
مجوسیه بجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده است که سلوک کنید با مجوسیان مانند سلوک اهل کتاب
ولیکن نکاح نکنید زنان آنهارا و مخورید ذبیحه آنها جایز نیست نکاح از زن وثنیه بجهت آنکه در

Marfat.com

قرآن مجید آمده ست که نکاح نکنید از زن مشرکه تا که ایمان نیارد جایز است نکاح از زن صابیه
اگر آنها مقر باشند بکتاب آسمانی و ایمان آورده باشند بدین پیغمبری چه آنها از اهل
کتاب اند و اگر آنها پرستنده کواکب باشند و نباشد مر آنها را کتاب آسمانی جایز نیست نکاح
نمودن از آنها چه آنها مشرکه اند و اختلافی که منقول ست میان ابی حنیفه و صاحبین رح محمول است
بر اشتباه مذهب آنها پس هر یکی حکم کرده ست موافق تفسیر خود و بر همین اختلاف است
حال ذبیحه آنها جایز است مر شخصی را که احرام حج نموده است اینکه نکاح کند در حالت احرام
مرد باشد آن احرام کننده یا زن و گفته است شافعی رح که جایز نیست و بر همین اختلاف است
اگر تزویج کند ولی محرم زنی را که او ولی آنست دلیل شافعی رح قول پیغمبر صلی الله علیه و اله وسلم
ست که لا ینکح المحرم ولا ینکح یعنی نکاح نکند محرم زن را و نه تزویج کند و دلیل علمای ما اینست که پیغمبر
صلی الله علیه و آله وسلم نکاح کرده بود از میمونه در حالتیکه او علیه السلام محرم بود و آنچه روایت نموده
است شافعی رح محمول ست بر وطی جایز است مسلمان آزاد را که نکاح کند کنیز مسلمه یا کتابیه را و گفته
است شافعی رح که جایز نیست و یرا که نکاح کند کنیز کتابیه را بجهت آنکه نکاح نمودن از کنیز جایز نیست
نزد شافعی رح مگر بضرورت زیرا چه اگر نکاح کند کنیز را لازم می آید که جزو خود را رقیق و مملوک گرداند و
ضرورت مندفع ست بکنیز مسلمه و لهذا نزد شافعی رح طول حره مانع نکاح کنیز است و نزد علمای ما رح
نکاح کنیز مطلقاً جایز است بجهت آنکه آیت قرآن که دلیل حلت نکاح آنهاست مطلق ست و
مفید نیست بر زنان آزاد در نکاح نمودن کنیز باز ماندن ست از حاصل نمودن فرزند آزاد نه
رقیق نمودن جزو ست و میرسد او را که از تحصیل اصل فرزند باز ماند و هرگاه چنین شد پس

جایز است اورا که باز ماند از تحصیل صفت آن جایز نیست که نکاح کند کنیز را بر زن آزاد
بجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده است که نکاح مکن کنیز را بر حره و گفته است شافعی رح که نکاح کنیز بر زن
آزاد جایز ست مر بنده را و مالک رح گفته است که جایز ست نکاح کنیز بر زن آزاد برضای وی
و حدیث مذکور حجت است بر هر دو زیرا چه آن مطلق است و بجهت آنکه بسبب رقیت نصف
میگردد نعمت مذکوره پس ثابت خواهد شد حلت او در حالیکه حره نباشد در نکاح مرد در حالیکه
باشد حره زیر نکاح او جایز است نکاح نمودن حره بر کنیز بجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده است که نکاح
نموده میشود زن آزاد بر کنیز و بجهت آنکه زن آزاد حلال ست در جمیع حالات چه سبب تنصیف
نعمت مذکوره یافته نشده ست در حق وے اگر شخصے نکاح کند کنیزے را بر زن آزاد که در
عدت نشسته است از طلاق باین جایز نیست نزد ابی حنیفه رح و نزد صاحبین رح جایز است بجهت
آنکه نیست این نکاح کنیز بر زن آزاد حرام نیست مگر همان و لهذا اگر حلف کند کسیکه نکاح نخواهد
کرد بر زن خود و نکاح کند بر زن مذکوره در حالیکه در عدت نشسته است از طلاق باین حانث
نمیشود و دلیل ابی حنیفه اینست که نکاح زن مذکوره باقیست من وجه بسبب باقیماندن بعض
احکام پس جایز نخواهد بود نکاح کنیز بر زن مذکوره برائے احتیاط بخلاف صورت حلف مذکور
زیراچه مقصود دران اینست که داخل کند غیر را در قسم وی جایز است آزاد را که نکاح کند چهار
زن آزاد باشند آنها یا کنیز و نمیرسد او را که نکاح کند زیاده از چهار زن بجهت آنکه حق تعالے
در قرآن مجید فرموده است که نکاح کنید انچه خوش آید مر شما را از نساء یعنی از زنان دو دو و سه
سه و چهار چهار و هرگاه تصریح نمود بر عدد مذکور زیاده بران جایز نخواهد شد و گفته است شافعی رح

Marfat.com

جایز نیست مرا ورا کہ نکاح کند زیادہ از یک کنیز زیرا چہ نکاح کنیز بنا بر ضرورت است نزد وے رح
و آیت مذکورہ حجت است بر وے چہ اسم نسا شامل ست مر کنیز منکوحہ را چنانچہ شامل ست
آزاد را آیت ظہار جایز نیست بندہ را کہ نکاح کند زیادہ از دو زن و گفتہ است مالک رح کہ جایز
است چہ بندہ در حق نکاح مانند آزاد ست نزد او رح حتی کہ بندہ مالک نکاح ست بغیر اذن خواجہ
خود نزد وے و دلیل علماے ما اینست کہ رقیت سبب تنصیف نعمت است و حلت نکاح
چہار زن منجملہ نعمت ست پس بندہ نکاح خواہد کرد دو زن را و آزاد چہار زن را تا شرافت حریت
ظاہر گردد اگر طلاق باین دہد آزاد یکے از چہار زن خود را جایز نیست مرا ورا کہ نکاح کند زنے
را تا آن زمان کہ بگذرد عدت آن و دران خلاف شافعی رح ست و این مسئلہ نظیر مسئلہ نکاح
خواہر ست در عدت خواہر جایز است نکاح نمودن از زنیکہ حاملہ ست بزنا و وطی نکند آن را تا
آن زمان کہ وضع شود حمل آن و این نزد ابی حنیفہ و محمد رح ست و گفتہ ست ابو یوسف رح کہ نکاح
مذکورہ فاسد ست و اما اگر نسب حمل ثابت باشد پس نکاح باطل ست باجماع و دلیل ابو یوسف رح
اینست کہ عدم جواز نکاح در صورتیکہ نسب حمل ثابت باشد برای احترام حمل ست و اگرچہ از زنا
باشد چہ ازان جنایتے سرزد نشدہ است لہذا جایز نیست اسقاط آن۔ و دلیل ابی حنیفہ و
محمد رح اینست کہ زن مذکورہ حلال ست بنص و وطی آن حرام نشدہ ست مگر بحہت آنکہ سیراب
نمودن زراعت غیر از آب منی خود ممنوع ست عدم جواز نکاح در صورت مذکورہ برای احترام
حق صاحب ماء ست یعنی صاحب آب منی وزانی محترم نیست و نہ صاحب حق ست اگر خواجہ
تزویج کند ام ولد خود را کہ حاملہ است ازوی پس نکاح مذکورہ باطل ست بجہت آنکہ ام ولد مذکور را

Marfat.com

فراش خواجہ خود ست حتی کہ ثابت میشود نسب فرزندان از خواجہ مذکور بے اینکہ دعوت آن
نماید پس اگر صحیح باشد نکاح وے لازم آید جمع میان دو فراش فراش خواجہ و فراش شوہر وی
فراش خواجہ وے ضعیف است لہذا اگر نفی کند خواجہ نسب فرزند وی را منتفی میگردد بمجرد نفی
بغیر لعان پس فراش مذکور معتبر نیست بدون حمل اگر شخصے وطی کرد کنیز خود را و بعد ازان تزویج
کرد آنرا باکسے پس نکاح مذکور جایز ست بجہت آنکہ کنیز مذکورہ فراش خواجہ خود نیست زیرا چہ کنیز
مذکورہ اگر ولد آرد ثابت نمیشود نسب آن از خواجہ مذکور بغیر دعوت آن ولیکن مستحب است
مر خواجہ را کہ استبرا نماید تا آب منی وے محفوظ ماند و بعد ازان باید دانست کہ ہر گاہ جایز گشت
نکاح کنیز مذکورہ پس جایز ست شوہر وے را کہ وطی کند آنرا پیش از استبرا نزد ابی حنیفہ و ابی
یوسف رح و گفتہ است محمد رح کہ مستحب اینست کہ وطی نکند شوہر مذکور پیش از استبرا بجہت آنکہ احتمال
دارد کہ در رحم وے آب منی خواجہ وے باشد پس استبرای رحم از آب منی ضرورست چنانچہ
در صورت شرای کنیز و دلیل شیخین رح اینست کہ حکم شارع بجواز نکاح آن دلالت میکند بر اینکہ رحم وے
خالی ست پس حکم باستبرا نمودہ نخواہد شد نہ بطریق استحباب و نہ بطریق وجوب بخلاف شرا
چہ شرا جایز ست باوجودیکہ رحم وے خالی بنا شد و ہمچنین اگر ببیند شخصے زنے را کہ زنا کردہ
است و بعد ازان نکاح کند آنرا حلال ست مر او را کہ وطی کند آنرا پیش از استبرا نزد شیخین رح و گفتہ ست
محمد رح مستحب ست نزد من کہ وطی نکند آنرا پیش از استبرا و وجہ ہر ایک مذکور شد نکاح متعہ باطل
ست و صورت آن اینست کہ بگوید شخصے بزنے کہ متعہ میکنم با تو تا این مدت باینقدر مال و گفتہ
است مالک رح کہ نکاح متعہ جایز ست زیرا چہ آن مباح بود پس تا ظاہر شدن ناسخ آن بر اباحت خود

Marfat.com

باقی خواہد ماند وجواب علمای ما اینست کہ فسخ آن باجماع صحابہ ثابت ست وابن عباس
رجوع نمود از قول خود بسوی صحابہ دیگر پس اجماع صحابہ ثابت گشت نکاح موقت باطل ست
وصورتش اینست کہ نکاح کند کسے زنے را بیعا دده روز مثلا بشہادت دو گواہ وگفتہ ست
در وقت کہ نکاح مذکور صحیح ولازم ست بجہت آنکہ نکاح باطل نمیگردد بسبب شروط فاسدہ ودلیل
علمای ما اینست کہ نکاح موقت در معنی نکاح متعہ ست ومعتبر در عقود معانی ست در از باشد مدت
آن یا کوتاہ بجہت آنکہ سبب متعہ شدن نکاح موقت تعیین مدت ست وآن یافت میشود
درصورت موقت اگر شخصے نکاح کرد در عقد واحد دو زن را کہ یکے از آنہا حلال نیست مر او را
پس صحیح ست نکاح زنیکہ حلال ست نکاح آن مر او را باطل ست نکاح دیگر زیرا چہ موجب بطلان
یافتہ نشدہ ست مگر در حق آن بخلاف وقتیکہ جمع کند میان بندہ وآزاد وبفروشد آن ہر دو
را چہ این بیع باطل ست در ہر دو بجہت آنکہ بیع باطل میگردد بسبب شرط فاسد وقبول نمودن
عقد بیع در آزاد شرط گردانیدہ ست برای قبول نمودن عقد بیع در بندہ وبعد ازان باید
دانست کہ جمیع مہر مسمی میرسد بزنیکہ نکاح آن صحیح ست نزد ابی حنیفہ رح ونزد صاحبین رح مہر مذکور
مقسوم میشود بر مہر مثل ہر دو واین مسئلہ مذکور ست در مبسوط اگر دعوی نمود زنے بر شخصی
کہ او نکاح کردہ ست مر او را واقامت بینہ نمود پس گردانید قاضی آن را زن شخص مذکور
وحالانکہ او نکاح نکردہ بود مر آنرا پس جایز ست شخص مذکور را کہ اقامت نماید واگر زن مذکور
درخواست جماع نماید جایز ست ویرا کہ وطی کند آنرا نزد ابی حنیفہ رح ودر قول اول ابی یوسف رح
ست ودر قول اخیر وے ونزد محمد وشافعی رح جایز نیست او را کہ وطی کند زن مذکور را زیرا چہ

قاضی خطا نموده است در حجت چه گواهان کاذب بودند پس چنان شد که ظاهر
گردد که گواهان نبده اند یا کافر و دلیل ابی حنیفهؒ اینست که گواهان صادق اند نزد قاضی
و همین حجت ست زیرا چه متعذر ست اطلاع بر نیکه در واقع آنها صادق اند بخلاف کفر و رقیت
گواهان چه اطلاع بر این آسان ست و هرگاه بنای قضا بر حجت ست و ممکن ست نفاذ
قضا در باطن در صورت مذکوره باین طور که مقدم اعتبار نموده شود نکاح پس قضا مذکور
نافذ خواهد شد تا منازعت میان هر دو منقطع گردد بخلاف املاک مرسله بجهت آنکه اسباب
ملک آن بسیار ست و مقدم اعتبار نمودن یکی ازان جایز نیست بسبب عدم اولویت یکی بر دیگر

باب
در بیان ولی و کفو

منعقد میشود نکاح زن آزاد که عاقله و بالغه باشد برضای وے اگرچه عقد آن نکرده
باشد ولی آن باکره باشد آن زن یا ثیبه و این نزد ابی حنیفه و ابی یوسفؒ ست و ظاهر
روایت و مروی ست از ابی یوسفؒ که منعقد نمیشود نکاح آن مگر بولی و نزد محمدؒ منعقد
میشود نکاح آن ولیکن موقوف ست بر اجازت ولی آن و گفته اند مالک و شافعیؒ که منعقد نمیشود نکاح اصلا
بعبارت زنان بجهت آنکه مقصود از نکاح منافع آنست و اگر تفویض نموده شود نکاح بزنا
اختلال در منافع راه خواهد یافت ولیکن محمدؒ میگوید که خلل مرتفع میگردد بسبب اجازت
و وجه ظاهر روایت اینست که زن مذکوره تصرف نموده است در حق خود و اهل
آن دارد چه بالغه و عاقله ست و تمیز میکند میان نفع و ضرر لهذا جایز ست او را که تصر

نماید در مال خود وجایزست اورا که اختیار کند شوهر او درخواست تزویج از ولی نمیکند مگر
برای اینکه مردمان نسبت بیحیائی نکنند بوے پس منعقد میشود نکاح زن مذکوره بدون ولی
اگرچه از غیر کفو باشد در ظاهر روایت ولیکن میرسد بولی که فسخ کند نکاح مذکور را در صورت غیر کفو
ومردیست از ابی حنیفه وابی یوسف رح که جایز نیست نکاح مذکور در صورت غیر کفو زیراچه بسیار ست
که رفع ممکن نمیشود بعد از تحقق آن ومردیست که محمد رح رجوع نموده است بسوی قول شیخین رح
جایز نیست ولی را که بجبر تزویج کند باکره بالغه را بخلاف شافعی رح چه او قیاس میکند آنرا بر باکره
صغیره زیراچه باکره بالغه جاهل ست بامر نکاح بسبب عدم تجربه لهذا قبض میکند پدر مهروے
را بی امر او ودلیل علمای ما اینست که زن مذکوره آزاد ست پس نخواهد بود غیر را ولایت
بروی بخلاف صغیره زیراچه غیر را ولایت ست بر صغیره بجهت آنکه عقل او قاصر ست وعقل بالغه
کامل ست بسبب بلوغ چه اگر کامل نمی بود خطاب متوجه نمیگردید بسوی وے پس زن مذکوره
مانند پسر بالغ خواهد بود وتصرف وے که در نکاح ست صحیح خواهد بود مانند تصرف وی در مال
وی وپدر مالک قبض مهروی نمیشود مگر برضای وی بدلالت حال لهذا نمیرسد پدر را که قبض کند
مهر او تا نکه منع کند پدر را از قبض آن هرگاه استیذان نکاح نماید از باکره بالغه ولی وی واو ساکت
ماند یا بخندد پس این اذن ست بجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده ست که از باکره مشورت پرسیده
میشود در حق وے پس اگر ساکت ماند راضی گشت وبجهت آنکه احتمال رضا در منصورت
ترجیح دارد زیراچه او شرم میدارد از اظهار رغبت خود ودلالت خنده بر رضا زیاده ست از
دلالت سکوت بخلاف گریه چه آن دلالت میکند بر کراهیت وبعضے گفته اند که اگر بخندد بطریق

Marfat.com

استهزا دلالت نمیکند برضا واگر گریه نماید بغیر او از فریاد پس آن رونیست اگر استیذان نماید
غیر ولی یا ولی که غیر آن اولی ست از وی پس درین صورت سکوت وخنده اذن نیست
تا که صریح اذن ندهد بزبان بجهت آنکه این سکوت بسبب عدم التفات است بسوی
کلام وے پس دلالت نمیکند برضای وے واگر دلالت هم کند پس این محتمل ست و
اکتفا نموده نمیشود بمثل این دلیل مگر بجهت حاجت وحاجت نیست درحق غیر اولیا بخلاف
وقتیکه استیذان نماید پیامبر ولی چه او قایم مقام ولی ست وباید دانست که معتبر در استیذان
تسمیه شوهر ست بوجهیکه معرفت آن حاصل گردد تا ظاهر شود رغبت وعدم رغبت او وتسمیه
مهر شرط نیست وهمین صحیح است چه نکاح صحیح میشود بدون مهر اگر تزویج کند باکره بالغه را کسے
وبعد ازان خبر نکاح مذکور رسد باو پس او ساکت ماند پس این موافق تفصیل مذکور ست در
مسئله اول بجهت آنکه وجه دلالت سکوت مختلف نیست وبعد ازان باید دانست
که مخبر نکاح مذکور را اگر فضولی باشد پس عدد گواهان یا عدالت شرط ست نزد ابی حنیفه رح واگر
مخبر پیامبر ولی باشد پس عدد شرط نیست ونه عدالت نزد همه واین را نظایر ها ست اگر
استیذان نماید ولی مذکور را از ثیبه پس ضرور ست رضای وے بقول بجهت آنکه پیغمبر صلعم
فرموده ست که مشورت نموده میشود از ثیبه وبجهت آنکه عیب شمرده نمیشود گویای وے
وشرم وے کم شده است بسبب صحبت وے بامرد پس مانع گویای درحق وے یافته
نشده است اگر زایل شود بکارت زنی بسبب جستن یا بسبب جراحت ویا بسبب دیر یا
آن بی شوهر یا بسبب حیض پس آن در حکم باکره است بجهت آنکه او باکره است حقیقة ز

چه باکره آنرا میگویند که بمرد نرسیده باشد و وطی کننده او اول وطی کننده وے باشد
واز همین لفظ بکر باکوره و بکره که بمعنی اول میوه و اول روز ست مشتق است و بجهت آنکه
زن مذکوره شرم میدارد از گویایے بسبب عدم صحبت و آمیزش آن با مرد اگر زایل گردد
بکارت آن بسبب زنا پس آن نیز در حکم باکره است نزد ابی حنیفه رح وگفته اند ابو یوسف رح
و محمد و شافعی رح که سکوت وے کفایت نمیکند بجهت آنکه او ثیبه است حقیقةً چه او بمرد رسیده
است و ازین لفظ ست مشوبه و مشابه و تشویب و دلیل ابی حنیفه رح اینست که مردمان او را باکره
میدانند و معیوب میدانند گویایی وے بنا بر آن او باز میماند از گویایے لهذا اکتفا نموده
میشود بسکوت وے تا مصالح دلی فوت نشود بخلاف وقتیکه وطی نموده شود بشبهه یا به نکاح
فاسد زیرا چه شرع ظاهر کرده است وطی آنرا بانیجهت که متعلق نموده است بآن احکام و اما
زنا پس ستر آن مستحب گردانیده است شارع و این وقتے ست که او مشهور نشده باشد بزنا
حتی اگر مشهور شود حال وے باین طور پس سکوت وے کفایت نمیکند اگر بگوید مردی
بزنے که رسید بتو خبر نکاح من پس ساکت و خاموش ماندی و او گوید که نه بلکه رد نمودم
پس معتبر قول زن مذکوره است و گفته است زفر رح که معتبر قول شوهر ست بجهت آنکه سکوت
اصل ست در نکاح عارض است پس شد مانند صاحب خیار شرط در عقد بیع وقتیکه دعوی
رد بیع نماید بعد از گذشتن مدت خیار و علمای ما میگویند که شوهر مذکور دعوی لزوم عقد نکاح
و مالک شدن بضع می نماید و زن مذکوره دفع دعوی شوهر می نماید پس او منکر ست مانند
مودع وقتیکه دعوی رد ودیعت نماید بخلاف مسئله شرط خیار بجهت آنکه لزوم بیع ظاهر میگردد

بعد از گذشتن میعاد و اگر شوهر مذکور اقامت بینه نماید بر سکوت وی ثابت میشود نکاح
زیرا چه او دعوی خود را به بینه روشن کرد و اگر بینه نباشد مر او را پس سوگند واجب نمیشود
بر زن مذکوره نزد ابی حنیفه رح و این مسئله یکی از شش مسئله است که دران سوگند واجب
نمیشود بر منکر نزد ابی حنیفه رح و بیان آن خواهد آمد انشاء الله تعالی در کتاب الدعوی جایز
است نکاح صغیر و صغیره وقتیکه تزویج کند آنهارا ولی آن باکره باشد آن صغیره یا ثیبه چه پیغمبر صلعم
فرموده است که نکاح مفوض ست بعصبه و مالک رح گفته است که غیر پدر را نمیرسد که تزویج
کند صغیر و صغیره را و شافعی رح گفته است که غیر پدر و جد را نمیرسد که تزویج کند صغیر و صغیره را و نیز
میگوید که نمیرسد هیچ ولی را که تزویج نماید ثیبه صغیره را اگرچه پدر و جد باشد و دلیل مالک رح
اینست که ولایت بر آزاد بجهت حاجت ست و درینجا حاجت نیست بسبب آنکه شهوت
معدوم ست در صغیر و صغیره و لیکن ولایت پدر ثابت شده است بنص بخلاف قیاس و
نیست جد مانند پدر پس او ملحق نخواهد شد به پدر و علمای ما میگویند که ولایت پدر مخالف قیاس نیست بلکه موافق
قیاس ست زیرا چه در نکاح مصالح ست و آن کامل نمیشود مگر میان دو کس که باهم کفو اند
از روی عادت و کفو میسر نمیشود در هر زمانه لهذا ثابت خواهد شد ولایت در حالت صغر نیز
تا کفو از دست نرود و دلیل شافعی رح اینست که در تفویض امر نکاح بغیر پدر و جد قصور شفقت
است چه غیر آنها قاصر ست و قرابت بعید لهذا غیر آنها را جایز نیست تصرف در مال با وجودیکه
رتبه مال کمتر ست به نسبت ذات پس تصرف در آن که در مرتبه اعلی ست بطریق اولی جایز
نخواهد بود و دلیل علمای ما اینست که قرابت موجب شفقت ست چنانچه در پدر و جد و انچه

Marfat.com

در شفقت آنها قصور ست رعایت آن نموده شده است باین طور که تزویج آنها در حق
صغیران لازم نمیگردد بلکه صغیران را خیار بلوغ ست بخلاف تصرف در مال زیرا چه آن مکرر
می باشد و آن حاصل میگردد به تکرار و هر گاه چنین شد پس اگر خلل واقع شود در آن ممکن نیست
تدارک آن پس ولایت تصرف در مال فائده ندارد دیگر وقتیکه ملزم باشد و با وجود قصور ثابت
نمیشود ولایت الزام و دلیل شافعیؒ در مسئله دوم اینست که ثیبه شدن آن سبب حدوث عقل
و فکر ست بسبب ممارست پس مدار حکم بر سبب مذکور خواهد شد برای آسانی و علمای ما میگویند
که در صغیره مذکوره حاجت است بولی و شفقت وی در حق آن ثابت است و ممارست
سبب حدوث عقل و فکر نیست بغیر شهوت پس مدار حکم بر صغر خواهد بود و بعد ازان بدانکه حدیثی
که مذکور شد مطلق ست بدون تفصیل لهذا حدیث مذکور شامل خواهد بود جمیع عصبه را پس آن
حجت ست بر مالک و شافعیؒ و باید دانست که ترتیب در عصبه ها در ولایت تزویج مانند ترتیب
آنهاست در ارث و بعید محجوب میشود بسبب قریب اگر پدر یا جد تزویج کند صغیر و صغیره را پس
خیار نیست مر آنها را بعد از بلوغ آنها بجهت آنکه رای پدر و جد کامل ست و شفقت آنها تام
پس عقد نکاح که آنها نموده اند لازم خواهد بود چنانچه وقتیکه آنها عقد نکاح نمایند برضای خود ها بعد
از بلوغ اگر تزویج کند صغیر و صغیره را غیر پدر و جد پس بهر واحد از انها خیار ست وقتیکه بالغ شود
اگر خواهد ثابت ماند بر نکاح مذکور و اگر خواهد فسخ نماید آنرا و این نزد ابی حنیفه و محمدؒ است و
گفته است ابو یوسفؒ که خیار نیست مر هیچ کدام از آنها را چه او قیاس میکند آنها را بر پدر و جد
و دلیل ابی حنیفه و محمدؒ اینست که قرابت برادر ناقص ست و نقصان مشعر است بقصور

شفقت لهذا احتمال ست که خلل راه یابد در مقاصد نکاح پس تدارک آن لازم است
بخیار بلوغ و باید دانست که مسئله مذکوره که مطلق ست در غیر پدر و جد شامل است مادر
و قاضی را و همین صحیح است چه عقل مادر قاصر است و شفقت قاضی ناقص لهذا خیار بلوغ
ثابت خواهد شد مر او را و لیکن باید دانست که در فسخ نمودن نکاح حکم قاضی شرط است بخلاف
خیار عتق بجهت آنکه فسخ نکاح در صورت خیار بلوغ برای دفع ضرر خفی ست و آن راه یافتن
خلل ست و ازین جهت شامل ست مرد و زن هر دو را پس فسخ نکاح الزام خواهد بود در حق
دیگر پس حاجت است برای فسخ نکاح مذکور بسوے حکم قاضی و خیار عتق برای دفع
ضرر ظاهر ست و آن اینست که شوهر مالک امر زاید میشود بر زن منکوحه لهذا اختیار مذکور
مخصوص بزنان ست پس فسخ مذکور اعتبار نموده میشود برای دفع ضرر از ذات خود و برای
دفع ضرر حکم قاضی در کار نیست اگر بالغ گشت صغیره مذکوره در حالیکه میدانست نکاح را و
ساکت و خاموش ماند پس این سکوت رضاست نزد ابی حنیفه و محمد رح و اگر نمیدانست نکاح
را پس مر او را خیار ست تا آن زمان که مطلع شود بر آن و ساکت ماند و باید دانست که
محمد رح شرط نموده ست در مسئله مذکوره علم باصل نکاح بجهت آنکه صغیره مذکوره نمی تواند که تصرف
کند بحکم خیار بدون علم به نکاح و ولی آن تنها میتواند که نکاح آن کند پس او معذور خواهد بود و شرط
نکرده ست که صغیره مذکوره مطلع باشد بر اینکه مر او را خیار فسخ ست بجهت آنکه برای معرفت
احکام شرایع فراغت حاصل ست مر او را و دار اسلام دار علم ست پس جهل عذر نیست بخلاف
کنیزے که آزاد شده باشد بجهت آنکه کنیز مذکوره فراغت نمی یابد که مشغول گردد در معرفت

Marfat.com

احکام شرایع پس جهل عذرست در حق وے برائے ثبوت خیار۔ خیار بلوغ دختر باکره
باطل میشود بسبب سکوت و خیار بلوغ پسر باطل نمیشود مادامیکه نگوید که راضی ام یا مادامیکه
صادر نشود ازوی عملی که دلالت میکند بر رضائے وے و همچنین خیار بلوغ دخترے که
وطی کرده است آنرا شوهرش پیش از بلوغ آن باطل نمیشود مادامیکه نگوید که راضی ام
یا مادامیکه صادر نشود ازان عملیکه دلالت میکند بر رضائے وے بجهت آنکه این حالت
را قیاس میکند بر حالت ابتدائی نکاح خیار بلوغ دوشیزه ممتد نمیشود تا آخر مجلس و خیار
بلوغ ثیبه و غلام باطل نمیشود بسبب برخاستن از مجلس خیار بلوغ ثابت میشود به توهم خلل
وانچه ثابت میشود بسبب عدم رضا باطل میشود بسبب رضا ولیکن سکوت دوشیزه رضاست
و نیز خیار بلوغ ثیبه ثابت نشده است بسبب ثابت نبودن شوهر وے بخلاف خیار عتق
بجهت آنکه خیار عتق ثابت میشود با ثبات خواجه که آن آزاد کردن ست پس دران معتبر
خواهد بود مجلس چنانچه در صورت خیار زن مخیره فرقت میان زن و شوی بسبب خیار بلوغ
طلاق نیست از هر جانبی که باشد بجهت آنکه آن صحیح میشود از جانب زن و حال آنکه نیست
طلاق از جانب وے همچنین فرقت بسبب خیار عتق بخلاف مخیره زیرا چه شوهر او مخیره
گردانیده است او را و مالک طلاق نیست مگر شوهر اگر بمیرد صغیره پیش از بلوغ وارث
آن میشود شوهرش و همچنین اگر بمیرد صغیر پیش از بلوغ وارث میشود زن وے و همچنین اگر
بمیرد یکے از آن هر دو بعد بلوغ پیش از تفریق بجهت آنکه اصل عقد نکاح صحیح ست و ملکیتی
که ثابت شده بود بسبب عقد مذکور ثابت و تمام گشت بسبب موت بخلاف آن صورت

که عقد نکاح نموده باشد فضولی و بمیرد یکے از زن و شوی پیش از اجازت نکاح مذکور چه درین
صورت وارث آن نمیشود بجهت آنکه درین صورت نکاح موقوف است پس باطل خواهد
شد بسبب موت بخلاف مسئلهٔ خیار بلوغ زیرا چه نکاح درینصورت نافذ و صحیح ست پس ثابت
و تمام خواهد شد بسبب موت ولایت تزویج نیست مر بنده را و نه صغیر را و نه دیوانه را بجهت
آنکه نیست ولایت مر آنها را بر ذات خود ها پس ولایت آنها بر غیر بطریق اولی ثابت نخواهد
شد بجهت آنکه ولایت مذکوره ثابت میشود بجهت شفقت و نیست شفقت در تفویض امر نکاح
آنها بسوی بنده و غیر مذکور آن نیست ولایت مر کافر را بر مسلمان بجهت آنکه خدای تعالیٰ فرموده
است که نه گردانیده است الله تعالیٰ برای کافران سبیل بر مسلمانان و لهذا مقبول نیست
گواهی کافران بر مسلمانان و لهذا کافر و مسلمان وارث همدیگر نمیشوند مر کافر را ولایت تزویج
ست بر فرزندوے که کافرست چه حق تعالیٰ فرموده است که بعض کافران اولیاے
بعض آنها اند بنا بران مقبول ست گواهی بعض کافر بر کافر و جاری ست ارث میان آنها
ولایت تزویج ثابت ست مر غیر عصبه را که از خویش و قوم اند وقتیکه عصبه نباشد نزد ابی حنیفه رح
و این از روی استحسان ست و گفته ست محمد رح که نیست ولایت تزویج مر غیر عصبه را و همین
قیاس ست و این یک روایت ست از ابی حنیفه و از ابی یوسف رح دو روایت ست و مشهور
اینست که قول او موافق محمد رح است و دلیل ایشان آنست که مذکور شد سابق و دوم اینست
که ولایت تزویج ثابت نشده است مگر برائے اینکه قرابت و خویشی که محفوظ ماند از نسبت
غیر کفو و محافظت قرابت مفوض ست بعصبه و دلیل ابی حنیفه رح اینست که ولایت تزویج ثابت

Marfat.com

نشده مگر بجهت شفقت و شفقت متحقق ست در صورتیکه تفویض نموده شود ولایت مذکوره
بکسے که مخصوص ست بقرابتے که موجب شفقت ست اگر تزویج کند کنیز صغیره را مولای او
که آزاد کرده ست آنرا جایز است وقتیکه نباشد مر صغیره مذکوره را عصبه بجهت آنکه مولا مذکور آخر
عصبات ست کسیکه ولی او نباشد پس ولایت تزویج او مر امام و قاضی راست بجهت آنکه
پیغمبر صلعم فرموده است کسیکه نیست ولی مر آنرا پس ولی او سلطان ست اگر ولی که قریب تر
است غایب باشد بغیبت منقطعه پس جایز ست مر آنرا که ولی بعید ست به نسبت ولی مذکور
که تزویج کند صغیره را و گفته ست زفر رح که جایز نیست بجهت آنکه ولایت ولی قریب ثابت و
موجود ست بجهت حق وے تا قرابت محفوظ ماند پس باطل نخواهد شد حق او بسبب غایب
شدن وے و لهذا اگر تزویج کند ولی غایب صغیره را در مکانیکه او در آنجاست جایز ست و
ولایت نیست مر بعید را با وجود ولایت قریب و دلیل علمای ما اینست که ولایت تزویج
ثابت است برائے شفقت و شفقت نیست در تفویض امر نکاح بسوی ولی قریب چه گرفتن
نفع از رائے او متعذر ست بنابران امر نکاح مفوض خواهد شد بولی بعید که حاضر ست چه او مقدم
ست بر سلطان وقتیکه می میرد ولی قریب یا دیوانه میگردد و آنچه زفر رح گفته است که اگر تزویج
کند صغیره را ولی قریب که غایب ست در مکانیکه او در آنجاست جایز ست مسلم نیست و
بعد از تسلیم جواب آن اینست که ولی بعید در قرابت بعید ست اما چون حاضر ست میتواند که
تدبیر امور صغیره پردازد و ولی قریب که غایب است برعکس اینست پس هر دو ولی مذکور ان
بمنزله دو ولی مساوی خواهند بود و هر کدام که از آنها عقد خواهد نمود نافذ خواهد شد و رد نمود

Marfat.com

نخواهد شد و باید دانست کہ غیبت منقطعہ عبارت ست ازینکہ باشد ولی مذکور در شہر یکہ
نمیرسد قافلہ دران شہر در یک سال مگر یکبار و این تفسیر مختار قدوری ؒ ست و بعضے تفسیر
کردہ اند آنرا بادنیٰ مدت سفر بجہت آنکہ اکثر مدت سفر را نہایت نیست و این تفسیر مختار
بعضے از متاخرین ست و بعضے گفتہ اند کہ غیبت منقطعہ عبارت ست ازین کہ اگر باشد ولی
مذکور باین حالت کہ انتظار نکند کفوئیکہ درخواست نکاح وارد تا آن مدت کہ بیاید خبر او من
وے و این قریب است بمعنی فقہے بجہت آنکہ شفقت نیست در باقی داشتن ولایت
وے درین ہنگام - اگر زن دیوانہ را دو ولی باشد یکے پسر آن و دوم پدر آن پس
ولی بجہت تزویج آن پسر وی ست نہ پدر وے نزد ابی حنیفہ و ابی یوسف ؒ و گفتہ است
محمد ؒ کہ ولی آن پدر وی ست چہ پدر شفیق تر ست در حق وے از پسر و دلیل شیخین ؒ اینست
کہ پسر مقدم است در عصوبت و مدار ولایت تزویج بر عصوبت ست و زیادتی شفقت اعتبار
ندارد چنانچہ بعض عصبہ چون پسر برادر مثلاً مقدم ست بر پدر مادر -

فصل

در بیان کفاءت

کفاءت معتبر ست در نکاح بجہت آنکہ پیغمبر صلعم فرمودہ ست کہ آگاہ باشید باید کہ تزویج نکنند
زنان را مگر اولیاے آنہا و تزویج نمودہ نمیشوند آنہا مگر از کفو بجہت آنکہ انتظام مصالح نکاح
تمام و کامل نمیشود مگر میان دو کس کہ باہم کفو اند از روی عادت زیرا چہ زن شریفہ با مرد
از ینکہ ہم خواب و فراش مرد خسیس باشد پس ضرور ست کہ کفاءت معتبر باشد چہ شوہر فراش

Marfat.com

میگرداند زن خسیسه را پس او مبغوض و زشت نمیداند خساست و دناءت فراش را پس
اگر تزویج کند زن ذات خود را از غیر کفو پس میرسد باولیای وے کہ تفریق نمایند میان ہر دو
تا دفع شود ضرر ننگ و عار از انہا بعد ازان باید دانست کہ کفاءت معتبرست در نسب بجہت
آنکہ نسب سبب تفاخر است پس بعض قریش کفو اند مر بعض قریش را و عرب کفو اند بعض آنہا
بعض عرب را و اصل درین قول پیغمبر صلعم ست کہ قریش بعض آنہا کفو اند مر بعض قریش را یک
بطن بہ بطن دیگر و عرب بعض آنہا کفو اند مر بعض عرب را یک قبیلہ بہ قبیلہ دیگر و موالی بعض
آنہا کفوست بعض دیگر را یک مرد بمرد دیگر پس ظاہر گشت از حدیث مذکور کہ تفاضل میان
قریش معتبر نیست و انچہ مرویست از محمدؒ کہ تفاضل معتبر نیست میان قریش مگر وقتیکہ نسب وے
مشہور باشد مانند اہل بیت خلافت پس مراد او اینست کہ در صورت مذکورہ تفاضل معتبر ست
بجہت تعظیم خلافت و تسکین فتنہ و فساد نبود باینکہ کفو نیستند مر عامہ عرب را بجہت آنکہ آنہا
معروف و مشہور اند بخساست معتبر در آنہا اسلام ست پس عجمی کہ دو پشت وے یا زیادہ
از دو پشت مسلمان ست آن کفوست مر عجمی را کہ آبائے وی مسلمان اند و عجمی کہ خود اسلام
آوردہ است فقط یا او و پدر وے مسلمان ست فقط کفو نیست مر عجمی را کہ پدر و جد وی
مسلمان ست بجہت آنکہ نسب تمام میشود از پدر و جد و گفتہ است ابو یوسفؒ کہ او و پدر
او مسلمان ست کفوست مر زنے را کہ او و پدر و جد وے مسلمان ست بنا بر آنکہ مذہب اوست
در تعریف ہمین ست عجمی کہ او اسلام آوردہ ست خود کفو نیست مر زنے را کہ پدر او نیز مسلمان
ست بجہت آنکہ تفاخر میان عجمیان باسلام ست کفاءت در آزادگی مانند کفاءت در اسلام ست

درجمیع انچه مذکور شد بجهت آنکه رقیت اثر کفرست و دران معنی ذلت وخواری یافته میشود
پس آن معتبر خواهد بود در کفارت - کفارت معتبرست در دیانت نزد ابی حنیفه و ابی یوسف رح
وهمین صحیح است بجهت آنکه دیانت از اعلی وجوه تفاخر است وآنقدر عار و ننگ لاحق
میشود زن بسبب فسق شوهر وے که لاحق نمیشود او را ننگ و عار بسبب دنائت نسب
وی وگفته است محمد رح که کفارت در دیانت معتبر نیست زیراچه دیانت از امور دینی ست
پس بران احکام دنیوی متلبنی نمیشود مگر وقتیکه باین مرتبه رسد که سیلی زده شود یا سخریه نموده
شود ازان یا بیرون شود ببازار در حالت مستی و بازی نمایند طفلان ازوی زیراچه بسبب
این امور خفیف وسبک میشود آدمی - معتبر است کفارت در مال وآن عبارت ست ازینکه
مالک مهر و نفقه باشد وهمین معتبرست در ظاهر روایت حتی که اگر مالک هیچ یکے از مهر و نفقه
نباشد یا مالک یکی ازان نباشد پس وی کفو هیچ زن نیست زیراچه مهر عوض منافع بضع ست
پس ضرورست ادای آن و نفقه سبب قیام و دوام ازدواج است و مراد از قدرت بر
ادای مهر اینست که قادر باشد بر ادای آن مقدار که متعارفست دادن آن به تعجیل زیراچه
انچه سوائے آنست موجل ست از روی عرف و مروی ست از ابی یوسف رح که او اعتبار
میکند قدرت شوهر بر ادائے نفقه نه بر ادای مهر زیراچه مساهله می نمایند مردمان در مهر کفارت
در حرفه و پیشه معتبرست نزد ابی یوسف رح و محمد رح واز ابی حنیفه رح دران دو روایت است و نیز
مرویست از ابی یوسف رح که حرفه معتبر نیست مگر اینکه موجب خرق فاحش باشد چون حجام و جولاہ
و دباغ و وجه اعتبار نمودن حرفه اینست که مردمان تفاخر میکنند بشرافت و بزرگی حرفه و ننگ

Marfat.com

لاحق میشود و با آنها بسبب دنائت آن و وجه عدم اعتبار حرفه اینست که حرفه لازم نیست چه
ممکن ست او را که بگذارد پیشه خسیسه را و اختیار کند پیشه نفیسه را اگر زنی تزویج کند ذات خود
را و مقرر کند مهر خود را کمتر از مهر مثل خود پس اولیای او را حق اعتراض ست بر زن مذکوره
نزد ابی حنیفه رح حتی که شوهر آن تمام و کامل کند مهر مثل وی را یا مفارقت نماید از وی و گفته اند
صاحبین رح که این نمیرسد مر اولیای زن مذکوره را و باید دانست که وضع این مسئله صحیح نیست
مگر بنا بر قول محمد رح که رجوع نموده ست بسوی آن یعنی بسوی قول شیخین رح که صحیح ست نکاح زن
بغیر ولی و همین صحیح ست که رجوع نموده ست محمد رح از قول خود و این مسئله گواه صادق ست
بر رجوع نمودن وی و دلیل صاحبین رح اینست که انچه زیاده ست برده درم حق زن مذکوره
ست و کسیکه ساقط کند حق خود را اعتراض نموده نمیشود بروے چنانچه وقتیکه ساقط کند
چیزے از مهر بعد از تسمیه و دلیل ابی حنیفه رح اینست که اولیا تفاخر میکنند بزیادتی مهر و ننگ و
عار لاحق میگردد با آنها بسبب کمی مهر پس مهر مانند کفاءت خواهد شد بخلاف وقتیکه ابرا نماید و
ساقط کند مهر را بعد از تسمیه زیرا چه بسبب ابرا ذکور ننگ لاحق نمیشود با اولیا اگر تزویج کند
پدر دختر صغیره خود را و کم کند مهر آنرا یا تزویج کند پسر صغیره خود را او زیاده کند در مهر زن
وے پس این جایز و نافذ است در حق آنها و این جایز نیست مر غیر پدر و جد را باتفاق
همه و اما جواز زیادتی در حق صغیر و نقصان در حق صغیره قول ابی حنیفه رح است و گفته اند
صاحبین رح که جایز نیست کمی و بیشی در مهر مگر وقتیکه غبن فاحش نباشد و مراد ازان اینست
که جایز نیست عقد نکاح در صورت زیادتی و کمی بغبن فاحش نزد صاحبین رح بجهت آنکه

Marfat.com

ولایت پدر وجد در حق تزویج بر صغیر و صغیره مقیدست بشرط شفقت پس وقتیکه شفقت یافته نشود باطل خواهد شد عقد نکاح زیرا چه گم نمودن از مهر مثل هیچ شفقت نیست چنانچه در بیع ولهذا مالک کمی و بیشی مهر نمیشود کسے غیر پدر وجد دلیل ابی حنیفهؒ اینست که مدار حکم بر دلیل شفقت ست و آن قرابت قریبه ست و در نکاح مقاصد بسیارست که آن فضیلت دارد بر مهر و اما در صورت تصرف مالی پس مقصود ازان نیست مگر مالیت فقط اگر شخصے تزویج کند دختر خود را که صغیره است از بنده یا تزویج کند پسر خود را که صغیر است از کنیزے پس این جایزست و این نزد ابی حنیفهؒ رست بجهت آنکه اعراض نمودن پدر مذکور درین صورت از کفاءت بنابر مصلحتے خواهد بود که فوق ازآنست و نزد صاحبین رح جایز نیست بجهت آنکه دران ضرر ظاهرست بسبب عدم کفاءت والله اعلم۔

فصل

در بیان وکالت بنکاح و جز آن

جایزست مر پسر عم را که تزویج کند دختر عم خود را از خود و گفته است زفرؒ که جایز نیست و اگر اذن دهد زنے بمردی که تزویج کند او را از ذات خود بحضور دو گواه جایزست و گفته اند زفر و شافعیؒ که جایز نیست بجهت آنکه شخص واحد صلاحیت و اهلیت این ندارد که تملیک نماید و خود مالک آن شود چنانچه در صورت بیع ولیکن شافعیؒ میگوید که در صورت تملیک ولی تزویج کند از خود جایزست بجهت آنکه ضرورت است چه نکاح منعقد نمیشود بدون ولی بخلاف در صورت وکیل چه ضرورت نیست در حق وکیل و دلیل علمایؒ ما اینست که وکیل

Marfat.com

درباب نکاح تعبیر کننده وسفیر محض ست وحقوق عقد رجوع نمیکند بسوی عاقد نکاح وتمانع
وتزاحم جاری میشود در حقوق نه در تعبیر بخلاف بیع بجهت آنکه در صورت بیع عاقدان سفیر
محض نیست بلکه او مباشر عقد ست لهذا رجوع میکند حقوق آن بسوی عاقد مذکور وهرگاه
ثابت شد که عاقد نکاح سفیر محض ست پس وقتیکه شخصے مالک عقد نکاح از هر دو طرف باشد
پس قول وے تزویج کردم متضمن ایجاب وقبول هر دو خواهد بود بنابران حاجت نیست
بقبول علیحده اگر شخصے تزویج کند بنده یا کنیز را بغیر اذن خواجه آنها پس نکاح آنها موقوف
ست بر اجازت خواجه اگر اجازت آن دهد جایز خواهد بود واگر رد کند آنرا باطل خواهد شد
وهمچنین اگر تزویج کند مردی زنی را بی رضای وی بحضور دو شاهد یا تزویج کند زنی مردی را
بی رضای وی پس آن موقوف ست واین نزد علمای رح ماست زیرا چه هر عقد که صادر شود از فضولی
ومر آنرا اجازت دهنده باشد پس آن عقد منعقد میشود وموقوف میماند بر اجازت وی وگفته است
شافعی رح که جمیع تصرفات فضولی باطل ست بجهت آنکه وضع عقد برای ثبوت حکم آنست وفضولی اقادر
نیست بر اثبات حکم آن بسبب عدم ولایت پس تصرف فضولی لغو خواهد بود ودلیل علمای رح ما اینست که رکن
عقد صادر شده است از اهل آن ومنسوب ست بسوی محل آن وهیچ ضرر نیست اگر عقد
مذکور منعقد شود پس عقد مذکور منعقد خواهد شد وموقوف خواهد ماند پس اگر او مصلحت خواهد
دانست اجازت خواهد داد وجاری ونافذ خواهد کرد عقد مذکوره را واگر نه رد خواهد کرد وحکم
عقد گاهے متراخی میشود از عقد اگر گفت فضولی گواه باشید که من نکاح کردم فلان زن
را وبعد ازان این خبر رسید بزن مذکوره وا واجازت آن داد پس این باطل ست و

Marfat.com

بعد ازان شخصے دیگر گفت کہ من تزویج نمودم زن مذکورہ را ازان کس و بعد ازان این
خبر رسید بزن مذکورہ و او اجازت آن داد پس این جائز ست و ہمچنین ست اگر زنے
گفت تمامی عبارت سابقہ را و این نزد ابی حنیفہ و محمد رح ست و ابو یوسف گفتہ ست کہ
اگر تزویج کرد زنے ذات خود را با مردے غائب و بعد ازان خبر نکاح رسید بآن مرد
و او آنرا اجازت داشت پس نکاح مذکور جائز ست و حاصل آنست کہ نزد طرفین رح شخص واحد
صلاحیت ندارد کہ از ہر دو جانب فضولی یا از یک جانب فضولی و از جانب دیگر اصیل
باشد بخلاف ابی حنیفہ رح و اگر عقد نکاح نمایند دو فضولی از ہر دو جانب یا عقد نمایند دو کس
باین طور کہ یکے فضولی باشد و دیگرے اصیل جائز ست نزد ہر سہ علمای ما رح و قول ابی
یوسف رح اینست کہ اگر مامور باشد از ہر دو جانب نافذ میشود عقد نکاح پس وقتیکہ فضولی
باشد موقوف خواہد ماند عقد مذکور و خواہد شد مانند خلع و طلاق و اعتاق بر مال و دلیل ابی
حنیفہ و محمد رح اینست کہ در صورتہائے مذکورہ قول فضولی تزویج کردم فلان زن را از فلان
یا نکاح کردم فلان زن را یک جزو عقد ست زیرا چہ آن یک جزو ست در حالیکہ ہر دو عاقد
حاضر باشند پس ہمچنین خواہد بود در حالیکہ یکے غائب باشد و جزو عقد عقد نیست و موقوف
نمی ماند بر ما و رای مجلس چنانچہ در بیع بخلاف مامور از ہر دو جانب بجہت آنکہ منتقل میشود
کلام وے بسوی ہر دو عاقد و آنچہ عقد نمودہ اند دو فضولی عقد تمام ست و ہمچنین خلع و
طلاق اعتاق بمال بجہت آنکہ این یمین ست از جانب عاقد مذکور حتی کہ لازم میگردد مر او را
پس عقد مذکور تمام میشود از جانب او اگر شخصے امر نمود بمرد یکہ تزویج کند او را از زنی و او

Marfat.com

تزویج کند او را از دو زن در عقد واحد پس لازم نمیگردد مر او را نکاح هیچ یکے ازان دو زن
چه جایز نیست که نافذ شود نکاح هر دو بسبب مخالفت و جایز نیست که نافذ شود نکاح یکے
غیر معین از آنها چه آن مجهول ست نه نکاح یکے معین از آنها بسبب عدم اولویت یکی بر دیگر
پس متعین شد که تفریق نموده شود میان آن و میان هر دو زنان مذکوران اگر امیرے امر
نمود به شخصے که تزویج کند او را از زنی و او تزویج کرد آن را از کنیز غیر پس این جایز ست نزد ابی
حنیفه رح بجهت آنکه لفظ زن مطلق ست پس شامل است کنیز را و هیچ تهمت نیست و گفته اند
صاحبین رح که نکاح مذکور جایز نیست مگر اینکه تزویج کند او را از کفو بجهت آنکه مراد از مطلق متعارف
میشود و نکاح نمودن از کفو متعارف ست و ابو حنیفه رح میگوید که عرف مشترک ست یا عرف عملی
پس عرف عملی صلاحیت ندارد که موجب تقیید شود و مذکور ست در کتاب الوکالة که اعتبار
کفاءت درین صورت نزد صاحبین رح از روی استحسان ست زیرا چه کسی عاجز نیست از
نکاح نمودن به مطلق زن پس استعانت وی در تزویج برای کفو خواهد بود والله اعلم۔

باب

در بیان مهر

صحیح ست نکاح اگرچه ذکر مهر نکنند بجهت آنکه نکاح عقد انضمام و ازدواج ست از روی لغت
پس آن تمام خواهد شد بزن و شوی و مهر واجب است از روی شرع برای اظهار شرافت
محل پس حاجت ذکر آن نخواهد بود برای صحت نکاح و همچنین صحیح ست نکاح اگر شخصے نکاح کند
زنی را باین شرط که نباشد مهر برائے وی بنا بر وجه مذکور و دران خلاف مالک رح است کمترین

مهرده درم ست وگفته است شافعی رح که انچه جایز است که ثمن گردانیده شود در بیع
جایز ست که آن مهر گردانیده شود در نکاح بجهت آنکه مهر حق زن ست پس تقدیر آن
مفوض خواهد شد بوی و دلیل علمای ما یکی قول پیغمبر صلعم ست که نیست مهر کمتر از ده درم
و دوم آنکه حق شرع متعلق است در وجوب مهر تا شرافت محل ظاهر گردد پس تقدیر و
اندازه آن نموده خواهد شد بمال خطیر و عظیم و آن ده درم ست که نصاب دزدی ست زیرا چه
بریدن دست که محترم ست بسبب دزدی ده درم دلالت میکند بر نیکه ده درم مال خطیر
ست اگر شخصے کمتر از ده درم مهر معین نماید پس میرسد بزن ده درم نزد علمای ما رح گفته ست
زفر رح میرسد بوی مهر مثل آن بجهت آنکه مالیکه صلاحیت مهر ندارد تسمیه آن وعدم تسمیه آن
برابر ست و دلیل علمای ما اینست که فساد این تسمیه برائے حق شرع ست وحق مذکور ادا
میشود بده درم و زن مذکوره راضی ست بده درم بجهت آنکه او راضی ست بکمتر از ده
درم و این مسئله را قیاس نباید کرد بران مسئله که دران ذکر مهر نباشد اصلا چه زن مذکور
گاهے راضی میشود بملکیت بضع بغیر عوض بطریق اکرام و راضی نمیشود بعوض قلیل و در
صورت مذکوره اگر طلاق دهد زن مذکوره را شخص مذکور پیش از وطی آن واجب میشود
بران پنجدرم نزد هر سه علمای ما و نزد زفر رح واجب میشود متعه چنانچه واجب میشود وقتیکه
تسمیه مهر ننماید اگر شخصے تسمیه مهر ده درم ننماید یا زیاده بران هر قدر که باشد پس واجب میشود
بروے مهر مسمے اگر وطی کرد آنرا یا مرد و گذاشت آن زن را زیرا چه بسبب وطی ثابت میشود
تسلیم مبدل و بآن موکد و متقرر میشود بدل و بسبب موت شوهر تمام میشود نکاح وشی ثابت

ومتقرر میشود به تمامی خود پس ثابت ومتقرر خواهد شد متعه بجمیع احکام خود واگر طلاق داد
زن را پیش از وطی وپیش از خلوت میرسد بزن مذکوره نصف مهر مسمی بجهت آنکه حق
تعالی فرموده ست که اگر طلاق دهید شما آنها را پیش از آنکه جماع کنید با آنها درین صورت دو
قیاس ست یکی اینکه مذکور شد در سوال ودوم اینکه واجب شود جمیع مهر بجهت آنکه شوهر
مذکور انتفاع نگرفت از مملوک خود وفوت کرد آنرا باختیار خود پس واجب خواهد شد بروی
جمیع مهر وچون هر دو قیاس با یکدیگر متعارض آمد بنابران ترک نموده شد ورجوع نموده شد بسوی نص وباید دانست
که شرط نموده شد که طلاق دهد پیش از خلوت بجهت آنکه خلوت بمنزله وطی ست نزد علمای ما رح
چنانچه بیان آن خواهد شد ان شاء الله تعالی اگر شخصی نکاح کرد زنی را وتسمیه مهر نکرد برای وی
یا نکاح کرد باین شرط که نیست مهر برای وی پس واجب میشود مهر مثل آن بروی اگر وطی
کند زن مذکوره را یا بمیرد وبگذارد آنرا وگفته است شافعی رح که واجب نمیشود بروی هیچ
چیز در صورتیکه بمیرد واکثر اصحاب شافعی رح برانند که واجب میشود مهر مثل آن در صورت وطی
ودلیل شافعی رح اینست که مهر خالص حق زن ست پس میتواند که نفی کند آنرا در ابتدا چنانچه
میتواند که ساقط کند آنرا در انتها ودلیل علمای ما اینست که در مهر متعلق ست حق شرع
وآن اینست که کمتر ازده درم نباشد چنانچه گذشت پس در حالت بقا مهر حق زن ست
لهذا او مالک اسقاط خواهد شد ومالک نفی نخواهد شد اگر شخصی نکاح کند زنی را بی تسمیه
مهر یا بشرط عدم مهر وآنرا طلاق دهد پیش از وطی آن پس میرسد بزن مذکوره متعه بجهت
آنکه حق تعالی فرموده ست که متعه دهید آنها را بر موسر ست بمقدار آن وبر فقیر ست بمقدار آن

Marfat.com

وبعدازان باید دانست که این متعه واجب ست بر شوہر بجہت آنکہ حق تعالیٰ امر نمودہ است
بدادن آن و دران خلاف مالک رح ست متعہ عبارت ست از سہ پارچہ کہ از جنس کسوت
مثل آن زن باشد و آن پیرہن ست و سراندازہ و چادر و اندازہ آن بسہ پارچہ مرویست
از عایشہ و ابن عباس رض و باید دانست کہ قید متعہ بانیکہ از جنس کسوت مثل آن زن باشد
دلالت میکند برانیکہ معتبر در دادن متعہ حال زن ست و ہمین قول کرخی رح ست در متعہ کہ واجب
ست بجہت آنکہ متعہ مذکورہ قایم مقام مہر مثل ست و صحیح انیست کہ معتبر حال شوہر ست
بجہت آنکہ منصوص ست کہ بر موسع بمقدار آن و بر فقیر بمقدار آن و بعد ازآن باید
دانست کہ متعہ ہر زن زیادہ نمیشود از نصف مہر مثل آن و نہ کم میباشد از پنجدرم ہمچنین
مذکورست در مبسوط اگر شخصے نکاح کرد زنے را و تسمیہ مہر نکرد برائے وی و بعد ازان ہر دو
راضی شدند بر مہرے و تسمیہ آن نمودند پس این مہر مسلمے میرسد بوے اگر وطی کرد زن
مذکورہ را یا فوت شد و گذاشت آنرا و اگر طلاق داد آن زن را پیش از وطی آن میرسد
بوے متعہ و بنا بر قول اول ابی یوسف رح میرسد بوے نصف مسمیٰ و ہمین قول شافعی رح
است بجہت آنکہ درین صورت مہر وی مفروض و مقدر ست پس نصف آن داده خواہد
شد چہ در قرآن مجید آمدہ ست کہ بدہید بآنہا نصف چیزیکہ مفروض و مقدر نمودید شما و دلیل
علمای رح ما اینست کہ در صورت مذکورہ تسمیہ مہر کہ نمودہ ست تعین کردہ ست چیزے را کہ
واجب شدہ بود بسبب عقد و آن مہر مثل ست و مہر مثل تنصیف نمودہ نمیشود پس ہمچنین
انچہ قایم مقام آنست تنصیف نمودہ نخواہد شد و انچہ در نص آمدہ ست کہ بدہید چیزے کہ

Marfat.com

مفروض نمودید شما مراد از آن نصف چیزست که مفروض و مقدر نموده شود در عقد چه متعارف
همین ست اگر شوهر چیزے زیادہ کند برای زن در مهر آن بعد عقد لازم میگردد آن زیادتی
بروے بخلاف قول زفر و بیان آن خواهد شد انشا الله تعالی در زیادتی بها و بیع هرگاه
صحیح گشت زیادتی در مهر پس آن ساقط میشود بسبب طلاق پیش از وطی و بنا بر قول اول
ابی یوسف رح تصنیف نموده میشود اصل مهر معه زیادتی زیرا چه نزد ابی حنیفه و محمد رح تصنیف نموده
نمیشود مگر چیزے که مفروض و مقدرست در عقد و ابو یوسف رح میگوید که مفروض بعد از عقد
نکاح مانند مفروض در عقد نکاح ست اگر زنے ساقط کرد مهر را از ذمه شوهر خود صحیح ست
بجهت آنکه مهر حق وے ست در حالت بقا و اسقاط وی متعلق میشود بمهر در حالت بقا
اگر شخصے خلوت نمود با زن خود و نیست دران خلوت چیزے مانع از وطی و بعد ازان
طلاق داد او را پس میرسد بوی جمیع مهر و گفته ست شافعی رح که میرسد بوے نصف مهر
بجهت آنکه شوهر مستوفی معقود علیه نمیشود مگر بوطی و وجوب مهر موکد و متقرر نمیشود بدون
استیفا و دلیل علمای ما اینست که زن مذکور تسلیم نموده ست مبدل را بسبب دور نمودن
موانع و همین مقدور وے است پس حق وے که در بدل ست موکد و متقرر خواهد شد
چنانچه در بیع اگر شخصے خلوت نمود با زن خود و یکی از آنها مریض باشد یا روزه دار ست
در ماه رمضان یا احرام حج فرض یا نفل نموده ست یا احرام عمره کرده ست یا زن مذکوره
حایض ست پس آن خلوت صحیح نیست حتی اگر طلاق دهد شخص مذکور زن مذکوره را بعد
از خلوت مذکوره پس میرسد بزن مذکوره نصف مهر چه این همه چیزها مانع وطی آمده ست

اما مرض بجهت آنکه مراد از مرض آن مرض ست که مانع جماع باشد یا بسبب جماع ضرر رسد
بمرد مذکور و بعضی گفته اند که مرض مرد مطلقًا مانع صحت خلوت ست چه آن خالی نمی باشد
از فتور و سستی و تفصیل مرض که مذکور شد تفصیل مرض زن ست اما روزه رمضان مانع خلوت
ست بجهت آنکه لازم می آید بر روزه دار قضا و کفاره آن اما احرام حج یا عمره پس بجهت آنکه
لازم می آید بر محرم قربانی و فساد حج و قضای آن و اما حیض پس بجهت آنکه حیض مانع طبعی
ست و هم مانع شرعی و اگر یکے از آنها روزه نفل داشته باشد پس میرسد بزن مذکوره
جمیع مهر بجهت آنکه افطار روزه مذکور مباح ست بغیر عذر و این روایت منتفی ست و همین
قول صحیح ست در مهر و اما روزه قضا و روزه نذر پس مانند روزه نفل ست در یک
روایت بجهت آنکه کفاره واجب نمیشود بسبب افطار آن و نماز بمنزله روزه است و فرض
آن مانند روزه فرض ست و نفل آن مانند روزه نفل اگر خلوت کند مجبوب یعنی ذکر
بریده بازن خود و بعد ازان طلاق دهد وی را پس میرسد بوی تمام مهر نزد ابی حنیفه رح
و گفته اند صاحبین رح که میرسد بوے نصف مهر بجهت آنکه مجبوب عاجز تر ست از مریض
بخلاف عنین بجهت آنکه مدار حکم بر سلامتی آلت ست و دلیل ابی حنیفه رح اینست که
واجب بر زن مذکوره تسلیم ست در حق سحق چه همین مقدور و ویست و تسلیم مبدل بروجه
مقدر یافته شد به تمام و کمال و واجب میشود عدت بر زن مذکوره بعد از طلاق در جمیع
مسائل مذکوره بجهت احتیاط از روی استحسان بسبب توهم شغل و عدت حق شرع و
ولد است پس تصدیق نموده نمیشود هر واحد از زن و شوی در اینکه وطی نکرده است

Marfat.com

بجهت آنکه باطل میشود حق غیر بخلاف مهر زیراچه آن مال ست در واجب گردانیدن
مال احتیاط نموده نمیشود و گفته است قدوری در شرح خود که مانع وطی اگر امر شرعی باشد
پس واجب میشود عدت زیراچه درین هنگام قدرت بر وطی متحقق ست حقیقةً و اگر
مانع وطی امر حقیقی باشد چو مرض و صغر پس عدت واجب نمیشود زیراچه نیست قدرت
وطی حقیقةً درین هنگام متعه مستحب است برای هر زنی که طلاق داده ست آنرا
شوهرش سوای آنکه مهر آن مسمی ست و طلاق داده ست آنرا شوهرش پیش از وطی و
گفته است شافعی رح که واجب میشود متعه برای هر زن مطلقه سوای زنی که مهر آن مسمی
ست و طلاق داده است آنرا شوهرش پیش از وطی بجهت آنکه متعه واجب شده است
بطریق صله از جانب شوهر زیراچه او در وحشت انداخته ست زن مذکوره را بسبب
جدای ولیکن در صورت استثنا نصف مهر بمنزله متعه ست زیراچه طلاق درین حالت
فسخ عقد ست و متعه مکرر داده نمیشود و دلیل علمای ما اینست که متعه قایم مقام مهر مثل
ست در زن مفوضه بجهت آنکه ساقط گشت مهر مثل وی و واجب شد متعه برای وی
و در عقد نکاح عوض ضرورست پس متعه قایم مقام مهر مثل خواهد بود و هرگاه متعه قایم مقام
مهر شد پس آن مجتمع نخواهد شد با جمیع مهر که اصل ست و نه با چیزی ازان پس متعه واجب
نخواهد شد وقتیکه واجب شود چیزی از مهر در وحشت انداختن زن مذکوره جنایت
نیست چه شوهر ماذون ست بآن از جانب شرع پس بسبب آن تاوان واجب نخواهد
شد بروی پس متعه بطریق فضل و استحباب خواهد بود اگر تزویج نمود شخصی دختر خود را یا

Marfat.com

خواہر خود را از کسے باین شرط کہ آن کس تزویج کند دختر خود را یا خواہر خود را ازان شخص
تا یکے ازان دو عقد عوض عقد دیگر شود پس ہر دو عقد جایز ست و گفتہ است شافعیؒ
کہ ہر دو عقد باطل ست بجہت آنکہ گردانیدہ ست نصف منفعت بضع را مہر و نصف آنرا
منکوحہ و ملک نکاح قابل اشتراک نیست پس باطل خواہد شد ایجاب و دلیل علمای ماؒ اینست
کہ شخص مذکور تسمیہ مہر نمودہ ست چیزیرا کہ قابل مہر نیست پس عقد نکاح صحیح خواہد شد و واجب
خواہد شد مہر مثل آن چنانچہ در صورتیکہ مہر مسمی کند خمر یا خنزیر را اما اشتراک لازم نمی آید زیرا چہ
منافع بضع مستحق دختر دیگر نشد پس شرکت متحقق نشد چہ شرکت بدون استحقاق متحقق و متصور
نیست اگر آزادی نکاح کرد زنے را بعوض اینکہ خدمت زن مذکورہ نماید تا یک سال یا تعلیم
قرآن نماید او را پس واجب میشود بر وی مہر مثل آن نزد ابی حنیفہ و ابی یوسفؒ و گفتہ ست
محمدؒ کہ واجب میشود برائے زن مذکورہ قیمت خدمت یک سال و اگر نکاح کرد بندہ زنے
را باذن خواجہ خود بعوض اینکہ خدمت وی نماید تا یک سال جایز ست و میرسد بزن مذکورہ
خدمت مسمی و گفتہ ست شافعیؒ کہ میرسد بزن مذکورہ تعلیم قرآن و خدمت مذکورہ در صورت
آزاد و بندہ ہر دو زیرا چہ چیزے کہ صحیح ست عوض آزان بسبب شرط قابل مہر ست نزد وی
چہ معاوضہ متحقق میشود بآن پس چنان باشد کہ نکاح کرد آنرا بعوض اینکہ خدمت زن مذکورہ
نماید آزادی دیگر یا بعوض اینکہ بچراند شوہر مذکور گوسپندان زن مذکورہ را و دلیل علمای ماؒ
یکے اینست کہ انتفای بضع مشروع نیست مگر بمال و تعلیم قرآن مال نیست و ہمچنین منافع
نیز بنا بر قاعدہ علمای ماؒ بخلاف آنکہ نکاح کند بندہ بعوض اینکہ خدمت او خواہد کرد چہ در ینصورت

Marfat.com

ابتغای بضع بمال ست چه خدمت بنده بمنزله مال ست بجهت آنکه درین صورت ابتغای
بضع بمال ست والا متضمن ست تسلیم رقبه آزاد ورقبه آن مال ست پس رقبه آن قایم مقام
منافع خواهد بود و شوهر آزاد چنین نیست و دوم اینکه جایز نیست که زن مستحق خدمت شوهر
آزاد شود بسبب عقد نکاح چه دران قلب موضوع ست بخلاف خدمت آزاد دیگر برضای
وی چه آن مخالف مقتضای عقد نیست و بخلاف خدمت بنده زیراچه او خدمت
خواجه خود می نماید در حقیقت بنابران که خدمت زوجه خود می نماید باذن خواجه خود و بخلاف
چرانیدن گوسفندان چه این از باب قیام بامور زوجیت ست پس آن مناقص و مخالف
مقتضای عقد نیست علاوه اینست که آن نیز جایز نیست در یک روایت و بعد ازان
باید دانست که بنابر قول محمدؒ واجب میشود قیمت خدمت بجهت آنکه مسمی مال ست و
لیکن شوهر تسلیم آن نمیتواند کرد بسبب آنکه مخالف مقتضای عقد ست پس چنان شد که شخصی
نکاح کرد زنی را و مهر آن نگردانید بنده غیر را و بنابر قول ابی حنیفه و ابی یوسفؒ واجب
میشود مهر مثل آن بجهت آنکه خدمت مال نیست زیراچه زن مستحق خدمت شوهر آزاد نمیشود
بسبب عقد نکاح در هیچ حالت پس تسمیه خدمت بمنزله تسمیه خمر یا خنزیر پرست و سر آن اینست
که منافع متقوم نمیشود بعقد مگر بجهت ضرورت پس هرگاه واجب نشد تسلیم آن در عقد بسبب
عدم متقوم نخواهد شد پس باقی خواهد ماند حکم آن بر اصل که آن مهر مثل ست اگر شخصی نکاح کند
زنی را بمهر هزار درم و قبض نمود زن مذکوره هزار درم مذکوره را و بخشید آنرا بشوهر و بعد
ازان طلاق داد او را پیش از وطی پس شوهر مذکور واپس خواهد گرفت از زن مذکوره

Marfat.com

پانصد درم را بجهت آنکه بشوهر مذکور نرسیده است بسبب همه عین چیزیکه واجب شده
است برزن مذکوره بسبب دادن طلاق پیش از وطی زیرا چه درهم و دینار متعین نمیشود
در عقود و فسوخ و همچنین اگر مهر زن مذکوره مکیل یا موزون غیر درهم و دینار باشد بر ذمه
وی چه آن متعین نمیشود و اگر زن مذکوره قبض نکرد هزار درهم مذکوره را و بخشید آنرا بشوهر
مذکور و بعد ازان طلاق داد شوهرش او را پیش از وطی پس درین هنگام نخواهد گرفت هیچ
یکی ازان زن و شوی هیچ چیز را از دیگر و قیاس اینست که بگیرد شوهر از زن مذکوره نصف
مهر را و همین قول زفر رح است بجهت آنکه سلامت ماند بشوهر مذکور جمیع مهر بسبب همه پس
بری نخواهد شد زن مذکوره از چیزے که واجب شده است بران بسبب طلاق پیش از
وطی و وجه استحسان اینست که رسیدست بشوهر مذکور عین چیزیکه واجب شده بود برای
وی نه برزن مذکوره بسبب دادن طلاق پیش از وطی و آن بری شدن ذمه ویست
از نصف مهر پس اختلاف سبب مضایقه ندارد اگر نکاح کرد زنے را بر هزار درم و قبض
نمود زن مذکوره پانصد درم را و بعد ازان بخشید جمیع هزار را که بعض آن مقبوض ست
و بعض آن غیر مقبوض یا بخشید باقی را و بعد ازان طلاق داد آنرا شوهرش پیش از
وطی پس نخواهد گرفت هیچکدام از زن و شوی چیزیرا از دیگر نزد ابی حنیفه رح و گفته اند
صاحبین رح که خواهد گرفت شوهر نصف چیزیرا که قبض آن نموده بود زن مذکوره بجهت
آنکه ایشان قیاس میکنند بعض را بر کل و بجهت آنکه همه بعض بمهر حاست لهذا الحق خواهد
شد باصل عقد مگر بر نصف و دلیل ابی حنیفه رح اینست که مقصود شوهر حاصل گشت و آن

اینست که نصف مهر سلامت ماند بغیر عوض پس رجوع نخواهد کرد وقتیکه طلاق دهد که حط
ملحق نمیگردد باصل عقد در باب نکاح و نیز زیادتی در مهر ملحق نمیشود باصل نکاح حتی اگر
طلاق دهد پیش از وطی و بعد از زیادتی در مهر ساقط میشود آن زیادتی و تنصیف نمیشود
اصل مهر فقط پس همچنین حط نیز ملحق باصل عقد نخواهد شد اگر شخصی نکاح کرد زنی را بمهر هزار
درم و او هبه کرد بشوهر کمتر از نصف و قبض کرد باقی را پس نزد ابی حنیفه رح شوهر مذکور
رجوع کند بر زن مذکوره آن مقدار که بان تمام میشود نصف و نزد صاحبین رح رجوع میکند
بر زن مذکوره نصف چیزے را که او قبض نموده ست اگر شخصی نکاح کرد زنی را بعوض
رخت معین پس هبه کرد آنرا پیش از قبض آن یا بعد از قبض آن و طلاق داد او را شخص
مذکور پیش از وطی پس او نخواهد گرفت از زن مذکوره هیچ چیزے را و قیاس اینست که بگیرد
از وی نصف قیمت رخت مذکور را و همین قول زفر رح ست بجهت آنکه بر زن مذکوره واجب
ست در نصورت که واپس دهد نصف عین مهر را چنانچه گذشت بیان آن و وجه استحسان
اینست که هرگاه شوهر مذکور طلاق داد او را پیش از وطی پس حق او اینست که سلامت
رسد بوی از جانب زن نصف مقبوض وے و آن رسیده ست بوے لهذا نمیرسد
زن مذکوره را که بدهد بشوهر مذکور چیزے دیگر را بجاے آن رخت بخلاف وقتیکه مهر دین
باشد بر ذمه و بخلاف وقتیکه زن مذکوره بفروشد رخت مذکور را بدست شوهر خود بجهت
آنکه آن میرسد بشوهر مذکور بعوض و اگر نکاح کرد زنی مذکوره را بعوض حیوانی یا بعوض
رختی که دین باشد در ذمه پس حکم آن مانند حکم رخت معین ست بجهت آنکه مقبوض درین

Marfat.com

صورت چیزیست که اگر قبض میکرد آنرا زن مذکوره متعین میشد بروی رد آن و سر آن
اینست که عقد نکاح متحمل جهالت مهرست و هرگاه معین شد پس چنان گردید که گویا تسمیه بران
معین واقع شده اگر شخصی نکاح کرد زنی را بمهر هزار درم باین شرط که بیرون نخواهد برد آن
را از شهر وی یا باین شرط که نکاح نخواهد کرد با بودن وی زن دیگر را پس اگر وفا نمود
شرط مذکور را میرسد بزن مذکوره مهر مسمی بجهت آنکه مسمی قابل مهرست و زن مذکوره
بآن راضی ست و اگر وفا نکرد شرط مذکور را و بیرون برد آنرا از شهر مذکور یا نکاح کرد با بودن
وی زن دیگر را پس میرسد بزن مذکوره مهر مثل وی بجهت آنکه شرط نموده بود برای زن
مذکوره چیزی را که دران نفع ویست و هرگاه آن یافته نشد پس زن مذکوره راضی
نخواهد بود بر هزار درم لهذا تمام و کامل نموده خواهد شد مهر مثل وی چنانچه در صورتیکه
نکاح کرد زنی را بهزار درم باین شرط که تکریم وی خواهد نمود یا باین شرط که خواهد فرستاد
هدیه را اگر نکاح کند زنی را بهزار درم وقتیکه بیرون نبرد آنرا از شهر وی و اقامت
نماید با وی دران شهر و بدو هزار درم وقتیکه بیرون ببرد آنرا از شهر - پس اگر اقامت نمود
با وی در شهر مذکور میرسد بزن مذکور هزار درم و اگر بیرون برد ازان شهر پس میرسد
بوی مهر مثل وی در حالیکه زیاده نباشد بر دو هزار و کم نباشد از هزار و این نزد ابی حنیفه رح
ست و گفته اند صاحبین رح که هر دو شرط جایز ست حتی که میرسد بزن مذکوره هزار درم اگر
اقامت نماید دران شهر و اگر بیرون برد آنرا از آن شهر میرسد بوی دو هزار درم و گفته
ست زفر رح که هر دو شرط فاسد ست و میرسد بزن مذکوره مهر مثل وی در حالیکه کم نباشد

Marfat.com

از ہزار و زیادہ نباشد برد و ہزار و اصل این مسئلہ در باب اجارہ ست و آن اینست
کہ بگوید شخصے بخیاط کہ اگر بدوزی این پارچہ را امروز پس ترا ایک درم ست و اگر بدوزی
این پارچہ را فردا پس ترا نصف درم ست و بیان آن خواہد آمد انشاء اللہ تعالیٰ اگر نکاح
کرد زنے را و مہر آن گردانید یکے از دو بندہ معین بانیطور کہ گفت مہر گردانیدم این بندہ
را یا آن بندہ را و یکی ازان دو بندہ کم بہاست و دیگرے گران بہا پس اگر مہر مثل وی
کمتر باشد از قیمت بندہ کم بہا میرسد بوی آن کم بہا و اگر مابین ہر دو بود میرسد بوی مہر مثل
وی و این نزد ابی حنیفہ رح ست و گفتہ اند صاحبین رح کہ میرسد بوی بندہ کم بہا در جمیع این
صور تہا و اگر طلاق دہد زن مذکورہ را شوہر وے پیش از وطی میرسد بوی نصف بندہ
کم بہا در جمیع صور تہاے مذکورہ باجماع و دلیل صاحبین رح اینست کہ مہر مثل واجب نمیشود
مگر وقتیکہ واجب گردانیدن مہر مسمیٰ متعذر باشد و در اینجا واجب گردانیدن بندہ کم بہا
ممکن ست بجہت آنکہ کمتر متیقن ست پس آن واجب خواہد شد چنانچہ اگر شخصے خلع کند یا
آزاد کند بندہ را بعوض مال و دلیل ابی حنیفہ رح اینست کہ واجب اصلی در عقد نکاح مہر مثل
ست چہ مہر مثل اعدل ست و عدول کردہ نمیشود از آن مگر وقتیکہ تسمیہ مہر صحیح باشد و در
صورت مذکورہ تسمیہ آن صحیح نیست بسبب جہالت بخلاف عقد خلع و اعتاق بر مال چہ
واجب اصلی درین ہر دو عقد ہیچ چیز از عوض نیست و لیکن وقتیکہ مہر مثل زیادہ باشد از
قیمت بندہ گران بہا زن مذکورہ را ضی ست و حط آن و اگر کم باشد از قیمت بندہ کم بہا
پس شوہر را ضی ست بزیادہ از آن و در چنین صورت واجب میشود متعہ وقتیکہ طلاق

Marfat.com

دهد پیش از وطی ونصف بنده کم بها زاید ست بر متعه از روی عادت پس آن واجب
خواهد شد بسبب قبول نمودن شوهر آن زیاده را اگر شخصی نکاح کرد زنی را و مهر آن مقرر
گردانید حیوان غیر موصوف را صحیح میشود تسمیه و میرسد بزن مذکوره حیوان متوسط و شوهر
درین هنگام مختار ست اگر خواهد به دهد بوی حیوان متوسط را و اگر خواهد بدهد بوی قیمت
آن از اقال رح که این وقتی ست که تسمیه جنس حیوان نموده باشد و وصف آن بیان نکرده
باشد بانیطور که گفته باشد مهر گردانیدم اسپی یا خر یرا و اما وقتیکه تسمیه جنس حیوان نکند بانیطور که
مهر دی گردانند ستور یرا پس تسمیه مذکور جایز نیست و واجب میشود برای دی مهر مثل آن و گفته
است شافعی رح که واجب میشود مهر مثل آن در هر دو صورت زیرا چه نزد شافعی رح چیزیکه قابل
ثمن نیست در عقد بیع قابل تسمیه مهر نیست در عقد نکاح چه هر واحد از بیع و نکاح عقد معاوضه ست
و دلیل علمای رح ما اینست که عقد نکاح معاوضه مالی ست بغیر مال و حیوان دین میشود در ذمه در صورت
مبادله بغیر مال چنانچه در دیت صد شتر واجب میشود شرعاً و وصف آن مجهول ست پس
گردانیده میشود مهر بمنزله مالیکه التزام آن نماید کسی ابتداءً و جهالت مانع صحت التزام
مال نیست ابتداءً و شرط نموده شد که جنس آن معلوم باشد بنا بر آنکه شرط ست که مهر مسمی
مالی باشد که وسط آن معلوم باشد بجهت رعایت زن و شوی هر دو و متوسط از میان
مال معلوم نمیشود مگر وقتیکه جنس آن معلوم باشد چه آن مشتمل ست بر جید و ردی و متوسط
بخلاف وقتیکه جنس آن مجهول باشد زیرا چه متوسط نیست دران بسبب اختلاف معانی
اجناس و بخلاف بیع زیرا چه مدار بیع بر محاکست ست و اما نکاح پس مدار آن بر مسامحه ست

واما شوہر مذکور مختار میشود بجہت آنکہ متوسط معلوم نمیشود مگر بقیمت کہ اصل ست بجہت
ادای مہر وعین حیوان مذکور اصل ست بنا بر تسمیہ لہذا مختار خواہد شد میان دادن قیمت
و دادن حیوان مذکور اگر شخصے نکاح کند زنے را و مہر وے گرداند پارچہ غیر موصوف
را پس میرسد بوی مہر مثل وے و این وقتے ست کہ ذکر پارچہ نماید فقط و چیزے زیادہ
نہ کند بر آن و وجہ آن اینست کہ درین صورت جنس آن مجہول ست زیرا چہ پارچہ ہا از
اجناس ست و اگر تسمیہ جنس پارچہ نماید باینطور کہ بگوید کہ مہر گردانیدم پارچہ ہروی را
صحیح میشود تسمیہ و مختار میشود شوہر بنا بر وجہیکہ مذکور شد و ہمچنین مختار میشود شوہر وقتیکہ
تسمیہ جنس آن نماید و بیان نماید وصف طول و عرض آن و این بنا بر ظاہر روایت
ست و وجہ آن اینست کہ پارچہ از ذوات الامثال نیست و ہمچنین مختار میشود وقتیکہ
تسمیہ مہر نماید مکیل یا موزون را و بیان کند جنس آن نہ وصف آن پس اگر تسمیہ نماید شوہر
مذکور جنس و وصف آنرا مختار نمیشود بجہت آنکہ ہر گاہ بیان نمودہ میشود جنس مکیل و
موزون مع وصف پس آن ثابت میشود در ذمہ بہ ثبوت صحیح اگر نکاح کرد مسلمانی زنی
را بعوض خمر یا خوک پس نکاح جایز است و میرسد بوی مہر مثل آن بجہت آنکہ شرط قبول
نمودن خمر و خوک شرط فاسد ست و نکاح باطل نمیشود بسبب شرط فاسد پس نکاح صحیح خواہد
بود و باطل خواہد گردید شرط مذکور بخلاف بیع زیرا چہ آن باطل میشود بسبب شرط فاسد
لیکن تسمیہ مہر درین ہر دو صورت صحیح نیست بجہت آنکہ مسمی مال نیست در حق مسلمانان
پس واجب خواہد شد مہر مثل - اگر نکاح کرد شخصے زنی را بعوض خمر سرکہ باین طور کہ گفت

Marfat.com

مهر گردانیدم این خم سرکه را و حال آنکه دران خمست پس میرسد بوی مهر مثل وی نزد ابی
حنیفه رح وگفته اند صاحبین رح که میرسد بوی سرکه متوسط بمقدار وزن خمر مذکور و اگر مهر گرداند
بنده معین را و حالانکه او آزاد ست واجب میشود مهر مثل نزد ابی حنیفه رح و محمد رح وگفته است
ابو یوسف رح که واجب میشود بروی قیمت و دلیل ابی یوسف رح اینست که شخص مذکور در
طمع مالی انداخته است زن مذکوره را و عاجزست از تسلیم آن پس واجب خواهد شد قیمت
آن یا مثل آن اگر از ذوات الامثال باشد چنانچه وقتیکه نکاح کند زنی را بعوض بنده
معین و هلاک گردد آن بنده پیش از قبض او و ابو حنیفه رح میگوید که هرگاه مجتمع شود
اشارت و تسمیه هر دو پس معتبر دران اشارت ست زیراچه دلالت اشارت ابلغ
ست از دلالت تسمیه لهذا معتبر اشارت ست درصورت مذکوره پس چنان شد که او
گویا نکاح کرد بعوض خمر یا حر و محمد رح میگوید که قاعده اینست که اگر مسمی از جنس مشار الیه
باشد متعلق میشود عقد بمشار الیه زیراچه ذات مسمی موجود ست در مشار الیه و وصف
مسمی تابع ست و یافته نشدن آن اعتبار ندارد و اگر مسمی خلاف جنس مشار الیه باشد
عقد متعلق میشود بمسمی زیراچه مسمی مثل مشار الیه ست و تابع آن نیست و دلالت تسمیه
ابلغ ست از اشارت باین جهت که معلوم میشود بآنکه آن چه چیزست و بسبب اشارت
معلوم میشود ذات آن لهذا اگر خرید کند شخصی نگین را باین شرط که آن یاقوت است
و آن آبگینه باشد پس منعقد نمیشود عقد بسبب اختلاف جنس و اگر خرید کند نگین را
باین شرط که آن یاقوت سرخ ست و آن یاقوت سبز باشد پس منعقد میشود عقد بیع

بسبب آنکه یاقوت سرخ ویاقوت سبز یک جنس است زیراچه تفاوت در منفعت
کمتر ست پس عقد متعلق خواهد شد بمشار الیه لهذا واجب خواهد شد مهر مثل آن وخمر وسرکه
دو جنس ست چه دران تفاوت بسیار ست در مقصد اگر شخصی نکاح کند زنی را بعوض
دو بنده معین وحال آنکه یکی از آن آزاد ست پس نزد ابی حنیفه رح نمیرسد بزن مذکوره
مگر بنده دیگر که باقی ست وقتیکه قیمت آن مساوی ده درم باشد چه آن مسمی ست و
وجوب مهر مسمی اگرچه کمتر باشد مانع وجوب مهر مثل ست وگفته است ابو یوسف رح که میرسد
بزن مذکوره آن بنده وقیمت آزاد مذکور بر تقدیر بودن آن بنده زیراچه زن مذکوره
را در طمع این انداخته است که آن دو بنده خواهد رسید بوی وعاجز ست از تسلیم یکی
ازان پس واجب خواهد شد قیمت آن وگفته ست محمد رح وآن یک روایت ست از
ابی حنیفه رح که میرسد باو بنده باقی وتمام مهر مثل وے اگر مهر مثل زیاده باشد از قیمت
بنده زیراچه آن هر دو اگر آزاد می بودند واجب میشد تمام مهر مثل نزد محمد رح پس هرگاه یکی
ازآن بنده باشد واجب خواهد شد آن بنده مهر مثل آن - اگر تفریق نماید قاضی میان
زن وشوی پیش از وطی در صورت نکاح فاسد پس هیچ چیز از مهر نمیرسد بزن مذکوره زیراچه
مهر در صورت نکاح فاسد واجب نمیشود بمجرد عقد بسبب فساد آن وجز این نیست که
واجب میشود بسبب استیفای منفعت بضع وهمچنین واجب نمیشود مهر بعد از خلوت صحیحه
زیراچه بسبب خلوت در نکاح فاسد ثابت نمیشود تمکین بر وطی پس آن قایم مقام وطی نخواهد
شد - اگر نکاح کرد زنے را بنکاح فاسد و وطی کرد آنرا پس میرسد بوی مهر مثل آن ولیکن

زیاده نموده نمی شود برمهر مسمی نزد علمای ما بخلاف زفر رح چه او قیاس میکند آنرا بر بیع فاسد
و دلیل علمای ما اینست که انچه استیفای آن نموده ست شوهر یعنی منفعت بضع مال نیست
وجز این ست که آن متقوم میشود بسبب تسمیه پس اگر زیاده باشد از مهر مثل واجب نخواهد
شد زیاده بسبب عدم صحت تسمیه آن واگر کم باشد از مهر مثل واجب نمیشود آن مقدار
زاید بر مهر مسمی زیراچه تسمیه یافته نشده است دران بخلاف بیع فاسد چه مبیع مال متقوم
ست پس اندازه عوض آن نموده خواهد شد بقیمت آن واجب میشود عدت بر زن
موطوه بنکاح فاسد بعد از تفریق بجهت آنکه شبه نکاح درین صورت ملحق نموده شده است
بحقیقت نکاح بجهت احتیاط واحتراز از اشتباه نسب واعتبار نموده میشود ابتدای عدت
آن از وقت تفریق نه از زمان وطی اخیر وهمین صحیح ست زیراچه آن واجب میشود باعتبار
شبه نکاح وشبه مذکور زایل میشود بسبب تفریق ثابت میشود نسب فرزند موطوءه به نکاح
فاسد زیراچه در اثبات نسب احتیاط نموده میشود برای احیای فرزند پس نسب ثابت
خواهد شد بسبب ثبوت نکاح من وجه ومعتبر در اثبات نسب مدتی ست که ابتدای آن
از وقت وطی ست نزد محمد رح وبرهمین فتوی ست زیراچه نکاح فاسد داعی وطی نیست
تا قایم مقام وطی شود - مهر مثل زن قیاس نموده میشود بر مهر خواهر وی وعمه وی ودختران
عم وی ودختران عمه وی بجهت آنکه ابن مسعود رض فرموده است که مر آن زن راست مهر
مثل زنان آن زن که آنها از اقربای پدری اند وبجهت آنکه انسان از جنس قوم پدر
خود ست وقیمت شے معلوم نمیشود مگر وقتیکه ملاحظه نموده شود قیمت جنس آن وقیاس

Marfat.com

نموده نمیشود مهر مثل زن بر مهر مادر وے وخالہ وی وقتیکہ آنہا از قبیلہ وی نباشند
بجہت آنکہ مذکور شد واگر مادرش از قوم پدر وی باشد باین طور کہ مادرش دختر عم پدر
او باشد پس درین ہنگام قیاس نمودہ میشود بر مہر وے بجہت آنکہ مادرش از قوم پدر ویست
معتبرست در مہر مثل کہ ہر دو زن مساوی باشند در سن وجمال ومال وعقل ودین وعصر
زیراچہ مہر مثل مختلف میشود بسبب اختلاف اوصاف مذکورہ وہمچنین مختلف میشود بسبب
اختلاف بلدہ وزمانہ وگفتہ اند فقہا کہ مساوات وبکارت نیز معتبرست زیراچہ مختلف میشود
مہر مثل بسبب بکارت وعدم بکارت آن ۔ اگر ولی زنے ضامن مہر او گردد صحیح ست
ضامنی مذکور چہ او اہلیت التزام دارد ونسبت ضمان نمودہ است بسوی چیزیکہ قابل
ضمان ست پس صحیح خواہد بود وبعد ازان زن مذکورہ مختارست اگر خواہد مطالبہ آن نماید
از شوہر خود واگر خواہد مطالبہ آن کند از ولی مذکور چنانچہ در جمیع صور تہای کفالت واگر
ولی مذکور را ادا کند مہر را خواہد گرفت آنرا از شوہر زن مذکورہ وقتیکہ کفیل شدہ باشد بامر
وی چنانچہ ہمین حکم ست در جمیع کفالت وہمچنین صحیح نست ضامنی مذکور اگر منکوحہ صغیرہ
باشد بخلاف وقتیکہ بفروشد پدر مال صغیر را او ضامن بہای آن شود چہ این جا نزنیست
زیراچہ ولی در باب نکاح سفیر وتعبیر کنندہ محض ست ودر بیع مباشر عقدست لہذا الاحق میگردد
عہدہ بروی ورجوع میکند حقوق آن بسوی وی وصحیح میشود ابرا اگر پدر مذکور بری کند مشتری را از
بہای مال صغیر مذکور واین نزد ابی حنیفہ ومحمد رح ست ومیرسد او را کہ قبض نماید بہای آنرا بعد
از بلوغ صغیر پس اگر صحیح شود کفالت پدر مذکور لازم آید کہ او ضامن او شود برای ذات

Marfat.com

خود ولایت قبض مهر مر پدر را بجهت آنست که او پدر ست نه باعتبار آنکه او عاقد ست
لهذا نمیرسد او را که قبض کند مهر را بعد از بلوغ پس لازم نمی آید که ضامن شود برای خود میرسد
زن را که ابا کند از وطی شوهر تا آنزمان که بگیرد مهر خود را تا معین گردد حق او که در بدل ست
چنانچه متعین ست حق شوهر که در مبدل ست مانند مبیع و همچنین میرسد زن را که ابا کند از اینکه بسفر
برد او را شوهرش تا آنزمان که بگیرد مهر خود را بنا بر وجهیکه مذکور شد و نمیرسد شوهر را که منع کند
زن را از اینکه او بنفر نماید یا بیرون رود از خانه او و یا زیارت نماید خویشان خود را تا آنزمان
که ادا نماید جمیع مهر معجل را زیرا چه نمیرسد شوهر را که حبس نماید زن را مگر برای استیفای مستحق و
نیست او را حق استیفای آن پیش از آنکه ادا نماید بدل آنرا که معجل باشد و اگر جمیع مهر
موجل باشد نمیرسد زن را که ابا کند از وطی شوهر چه زن مذکوره ساقط نموده ست حق خود
را بسبب موجل نمودن مهر چنانچه در بیع و درین مسئله خلاف ابی یوسف رح ست بدانکه
شوهر زن مذکوره اگر وطی کرده باشد آنرا یا خلوت صحیحه نموده باشد با وی پس همچنین ست
حکم و این نزد ابی حنیفه رح ست و گفته اند صاحبین رح نمیرسد او را که ابا کند از وطی شوهر و باید
دانست که این اختلاف در آن صورت ست که وطی کرده باشد آنرا برضای وی یا
خلوت صحیحه نموده باشد برضای وی و اگر زن مذکوره مکره باشد یا صغیره یا دیوانه
ساقط نمیشود حق وی که ابا از وطی و سفر ست باتفاق همه و بدانکه بنای استحقاق نفقه
زن بر همین ست و دلیل صاحبین رح اینست که جمیع معقود علیه را تسلیم نموده ست شوهر بسبب
وطی نمودن وی آن را یک بار یا بسبب خلوت و لهذا موکد میشود بآن جمیع مهر پس

Marfat.com

باقی نماند مراورا حق حبس چنانچه بایع وقتیکه تسلیم نماید مبیع را و دلیل ابی حنیفه رح اینست که
زن مذکوره منع نموده ست از شوهر خود چیزے را که مقابل بدل گردانیده ست زیرا چه
هر وطی تصرف ست در بضع که آن محترم ست پس خالی از عوض نخواهد بود تا ظاهر گردد
شرافت آن که جمیع مهر موکد میشود بسبب وطی یکبار بجهت آنکه ما ورای یکبار مجهول ست
پس آن صلاحیت این ندارد که مزاحم معلوم شود و بعد ازان هر گاه یافته شد وطی دیگر و
معلوم گشت پس متحقق خواهد شد مزاحمت و خواهد شد مهر مقابل جمیع چنانچه بنده وقتیکه جنایتی نماید
دفع نموده میشود جمیع بنده بآن و بعد ازان وقتیکه جنایت دیگر کند و همچنین پس دفع نموده
میشود بجمیع آن جنایت ها - هر گاه ادا کند شوهر جمیع مهر زن خود را میرسد او را که ببرد آنرا هر جا که
خواهد بجهت آنکه حق تعالی فرموده ست که ساکن کنید آنها را در مکان سکونت خود ها و بعضی
گفته اند که نمیرسد شوهر را که بیرون برد زن را بشهر یکه آن غیر شهر زن مذکوره ست زیرا چه
اذیت غربت و سفر متحقق میشود و در دیه های قریب از مصر سفر مضایقه ندارد زیرا چه
اذیت غربت و مسافت متحقق نمیشود - اگر شخصے نکاح کرد زنے را و بعد ازان اختلاف
نمودند هر دو در مقدار مهر پس معتبر قول زن ست تا تمام مهر مثل آن دانچه زاید ست از مهر
مثل معتبر دران قول شوهر ست و اگر طلاق داده باشد آنرا پیش از وطی معتبر قول شوهر ست
در نصف مهر و این نزد ابی حنیفه و محمد رح ست و گفته است ابو یوسف رح که معتبر قول شوهر ست
بعد از طلاق و هم پیش از طلاق مگر وقتیکه او دعوی نماید چیزے را که معلوم ست که نکاح
نموده نمیشود چنین زن بر آن مقدار مهر در عرف و همین صحیح ست و دلیل ابی یوسف رح

اینست که زن دعوی زیادتی مینماید و شوہر منکر آنست و معتبر قول منکرست باسوگند
پس قول شوہر قبول خواہد شد مگر وقتیکہ شوہر دعوی نماید آن مقدار قلیل را کہ برخلاف
آن دلالت می نماید ظاہر حال و سر آن اینست کہ تقوم منفعت بضع ضروریست پس مادامیکہ
ممکن باشد اینکہ واجب گردانیدہ شود چیزے از مسمّیٰ پس مہر مثل اعتبار نمودہ نمیشود و دلیل
ابی حنیفہ و محمد رح اینست کہ در باب دعوی معتبر قول آن کس ست کہ ظاہر حال شاہد وی باشد
و ظاہر حال شاہد کسی ست کہ مہر مثل گواہ آنست چہ آن موجب اصلی ست در نکاح چنانچہ
اگر اختلاف نمایند رنگریز و صاحب پارچہ در مقدار اجرت رنگ کردن پارچہ چہ در نصورت
معتبر قول آن کس ست کہ قیمت رنگ شاہد آن باشد بعد ازان بدانکہ انچہ مذکور شد کہ اگر
طلاق دادہ باشد آنرا پیش از وطی پس معتبر قول شوہر ست در نصف مہر ذکر کردہ است
این را محمد در جامع صغیر و مبسوط و ظاہر این مخالفست بچیزیکہ ذکر کردہ است آنرا در جامع
کبیر کہ متعہ مثل آن حکم گردانیدہ میشود و این موافق قیاس قول ابی حنیفہ و محمد رح ست
زیرا چہ متعہ واجب میشود بسبب عقد نکاح بعد از طلاق چنانچہ واجب میشود مہر مثل پیش
از طلاق پس حکم گردانیدہ خواہد شد متعہ بعد از طلاق چنانچہ حکم گردانیدہ میشود مہر مثل پیش
از طلاق و وجہ توفیق میان ہر دو روایت مبسوط و جامع صغیر و میان روایت جامع کبیر
اینست کہ وضع مسئلہ مبسوط در ہزار و دو ہزار درم ست و قیمت متعہ نمیرسد باین مبلغ
در عرف و عادت پس درین ہنگام در حکم گردانیدن متعہ ہیچ فائدہ نیست و وضع مسئلہ
در جامع کبیر در دہ درم و صد درم است و متعہ مثل آن بیست درم ست پس درین ہنگام

Marfat.com

حکم گردانیدن متعه مفیدست وانچه مذکورست در جامع صغیر خالی ست از ذکر مقدار مهر پس
محمول خواهد شد برانچه که مذکورست در مبسوط- بدانکه بیان قول ابی حنیفه ومحمدؒ در صورتیکه
اختلاف نمایند زن وشوی در مقدار مهر در حالت قیام نکاح اینست که شوهر وقتیکه دعوی
هزار نماید وزن دعوی دو هزار پس اگر مهر مثل آن هزار باشد یا کمتر ازان معتبر قول شوهر
ست واگر مهر مثل آن دو هزار باشد یا زیاده ازان پس معتبر قول زن ست وهر کدام ازان
هر دو که اقامت بینه نماید درین هر دو صورت مقبول ست بینه وی واگر هر دو اقامت
بینه نمایند در صورت اول مقبول میشود بینه زن بجهت آنکه ثابت میشود از بینه آن زیاده و
در صورت دوم مقبول ست بینه شوهر زیراچه ثابت میشود از بینه وی که حط نموده ست اگر
مهر مثل آن یک هزار و پانصد باشد هر دو سوگند خواهند خورد ولبعد از خوردن سوگند
واجب خواهد شد یک هزار و پانصد واین بنا بر تخریج رازی رح ست وگفته ست کرخی رح که
هر دو سوگند خواهند خورد در هر سه صورت ولبعد ازان حکم گردانیده خواهد شد مهر مثل واگر
اختلاف نمایند آنها در اصل تسمیه مهر پس درینصورت واجب میشود مهر مثل باجماع زیراچه
آن اصل ست نزد طرفین رح ونزد ابی یوسف رح حکم نمودن بمهر مسمی متعذر گشت پس واجب
گردانیده خواهد شد مهر مثل واگر بعد از موت یکی از زن وشوی اختلاف واقع شود حکم آن
مانند حکم آنست که اختلاف شود در حالت حیات هر دو بجهت آنکه اعتبار مهر مثل ساقط
نمیشود بسبب مردن یکی از آنها واگر بعد از مردن زن وشوی هر دو اختلاف نمایند وارثان
آنها در مقدار مهر پس معتبر قول وارثان شوهرست اگرچه آنها دعوی نمایند چیز قلیل را که آن

Marfat.com

مقدار مهر چنین زن گردانیده نمیشود و این نزد ابی حنیفه رح است و نزد محمد رح حکم آن مانند
حکم حیات و اگر وارثان هر دو اختلاف نمایند در اصل مسمی پس نزد ابی حنیفه رح معتبر قول
منکر ست و حاصل اینست که نزد ابی حنیفه رح مهر مثل هیچ اعتبار ندارد بعد از موت زن و
شوی هر دو چنانچه بیان آن خواهد آمد انشاالله تعالی بعد از مردن زن و شوهر میرسد
بوارثان زن مذکوره که بگیرند مهر آنرا از مترو که شوهرش وقتیکه مهر آن مسمی باشد و اگر مسمی
نباشد پس هیچ چیز نمیرسد بوارثان زن مذکوره نزد ابی حنیفه رح و گفته اند صاحبین رح که
میرسد بوارثان وی مهر آن در هر دو صورت یعنی میرسد مهر مسمی در صورت اول و مهر مثل
در صورت دوم اما در صورت اول بحجت آنکه مهر مسمی دین گشته ست بر ذمه شوهر و موکد
شده است بسبب مردن آن پس ادا نموده خواهد شد از متروکه وی مگر وقتیکه معلوم شود
که زن مذکوره مرده ست اولا پس درین هنگام ساقط خواهد شد نصیب شوهر از مهر مذکور
اما در صورت دوم پس دلیل صاحبین رح اینست که مهر مثل دین گشته ست بر ذمه وی پس این
مانند مسمی خواهد بود لهذا ساقط نخواهد شد بسبب موت چنانچه وقتیکه بمیرد یکے از آنها و
دلیل ابی حنیفه رح اینست که موت زن و شوی هر دو دلالت میکند بر اینکه اقران و امثال
آن منقطع شدند پس قاضی تقدیر مهر مثل آن بهر کدام خواهد نمود - اگر شخصے فرستاد چیزے
را بزن خود پس گفت آن زن که آن چیز هدیه ست و گفت شوهر که آنرا داده ام در مهر پس
معتبر قول شوهر ست زیرا که او تملیک آن نموده ست پس داناتر ست بآن و ظاهر اینست
که شوهر سعی میکند در اینکه ساقط کند از ذمه خود چیزے را که واجب ست بروی مگر در طعام

Marfat.com

که مهیّا و آماده باشد برای خوردن بجهت آنکه متعارف اینست که چنین چیزها هدیه میفرستند
اما در گندم و جو پس قول شوهر معتبر چنانچه مذکور شد و بعضے گفته اند که انچه واجب میشود
بر شوهر از پیرهن و سر اندازه و جز آن نمیرسد او را که آن در مهر شمار د چه ظاهر حال دلالت
میکند بر خلاف آن والله اعلم۔

فصل

اگر نکاح کند نصرانی زنے را که نصرانیه ست بغیر مهر یا مهر آن گردانید مرد را و این جایز
باشد در کیش آنها و بعد ازان وطی کند آنرا یا طلاق دهد و یرا پیش از وطی یا فوت شود
و بگذارد زن مذکوره را پس هیچ مهر نیست برای آن زن اگرچه آنها مسلمان شده باشند
و همچنین ست حکم نکاح حربی زن حربیه را در دار حرب و این نزد ابی حنیفه رح ست و قول
صاحبین رح در دو حربے مذکور آن مانند قول ابی حنیفه رح ست اما میرسد مهر مثل آن اگر
بمیرد شوهرش یا وطی کند آنرا و میرسد متعه بوی اگر طلاق دهد آنرا پیش از وطی و گفته است
زفر رح که میرسد حربیه را مهر مثل آن در هر دو صورت یعنی صورت موت شوهر و صورت
طلاق بجهت آنکه شارع مشروع نکرده است نکاح را مگر بحال و مشروعیت مذکور شامل ست
مر کافر و مسلمان را پس حکم آن نیز عام خواهد بود و دلیل صاحبین رح اینست که اهل حرب التزام
احکام اسلام نه نموده اند و ولایت التزام نیست بر آنها بسبب تخالف دو دار بخلاف
ذمیان زیرا چه آنها التزام نموده اند احکام اسلام را در چیزهاے که راجع ست بمعاملات
چون ربوا و زنا و ولایت التزام نیز متحقق و ثابت ست چه دار واحد ست و دلیل ابی حنیفه رح

Marfat.com

اینست که ذمیان التزام نه نموده اند احکام اسلام را در چیزیکه از باب دیانت ست
و در چیزیکه آنها اعتقاد می نمایند خلاف آن در معاملات و ولایت التزام بشمشیر ست
یا باحتجاج و این همه منقطع ست از آنها بسبب عقد ذمه زیراچه ما مامور یم باینکه بگذاریم
آنهارا بر چیزیکه روا میدارند آنها در دین خود ها پس آنها مانند اهل حرب اند بخلاف
زناچه آن حرام ست در جمیع مذاهب و ربوا از عقد ذمه مستثنی است بجهت آنکه پیغمبر علیه السلام
فرموده ست - آگاه باشید برانیکه هر که ربوا گیرد پس نیست میان ما و میان وی
عهدے و انچه گفته ست محمد رح در جامع صغیر که اگر نصرانی نکاح کرد نصرانیه را بغیر مهر احتمال
دو معنی دارد نفی مهر و سکوت از مهر و بعضی گفته اند که در صورتیکه نکاح کند بعوض مردار یا سکوت
نماید از ذکر مهر در روایت ست و صحیح اینست که در جمیع این صور تها اختلاف ست - اگر
نکاح کند ذمی ذمیه را بعوض خمر یا خنزیر و بعد ازان هر دو مسلمان شوند یا یکے از آنها پس
میرسد بذمیه مذکوره آن خمر یا خنزیر را گر آن خمر یا خنزیر معین باشد و مسلمان شده باشند آن هر دو یا یکے
از آنها پیش از قبض مهر و اگر آن خمر یا خنزیر غیر معین باشد پس میرسد بوی در صورت خمر
قیمت آن و در صورت خنزیر مهر مثل آن و این نزد ابی حنیفه رح ست و گفته ست ابو یوسف
که میرسد بوی مهر مثل آن در هر دو صورت و گفته ست محمد که میرسد بوی قیمت آن در هر
صورت و وجه قول صاحبین رح اینست که بسبب قبض ملک در مقبوض موکد و متقرر
میشود پس قبض مشابه عقد نکاح ست پس قبض خمر و خنزیر در وجه کابین جایز نخواهد بود
چنانچه جایز نیست عقد نکاح بعوض خمر و خنزیر و این مانند خمر و خنزیر غیر معین ست و بعد ازان

Marfat.com

بدانکه هرگاه ملحق شد حالت قبض بحالت عقد نکاح پس ابو یوسف رح میگوید که اگر هر دو
زن و شو مسلمان باشند در وقت عقد نکاح واجب میشود مهر مثل پس همچنین در اینجا
نیز و محمد رح میگوید که تسمیه مهر صحیح ست زیرا چه مسمی مال ست نزد آنها ولیکن ممتنع نیست تسلیم
آن بسبب اسلام پس واجب خواهد شد قیمت آن چنانچه اگر مهر گردانند کسی بنده معین را
و بمیرد آن بنده پیش از قبض و دلیل ابی حنیفه رح اینست که مهر معین مملوک زن میشود بمجرد
عقد نکاح ولهذا میرسد زن را که تصرف نماید دران و بسبب قبض آن متقل میشود از ضمان
شوهر بسوی ضمان زن و انتقال مذکور ممتنع نمیشود بسبب اسلام مانند استرداد خمر مغصوب
بخلاف آنکه اگر خرید کند خمر یا خنزیر را ذمی و بعد ازان مسلمان شود و پیش از قبض پس جایز
نیست مشتری را که قبض آن نماید بلکه فسخ میشود عقد بجهت آنکه در بیع ملک تصرف حاصل میشود
بعد از قبض نه پیش از قبض و اسلام مانع آنست لهذا جایز نخواهد شد و اما در صورتیکه خمر و خنزیر
غیر معین باشد پس قبض آن موجب ملک آنست لهذا قبض آن ممتنع خواهد شد بسبب اسلام و
هرگاه متعذر گشت قبض آن در غیر معین واجب نخواهد شد قیمت خنزیر زیرا چه گرفتن آن بمنزله
گرفتن عین آنست چه آن از ذوات القیم است و خمر چنین نیست زیرا چه آن از ذوات
الامثال ست لهذا اگر بدهد شوهر قیمت آنرا پیش از اسلام جبر نموده میشود بر زن مذکوره که
قبول کند آن را در صورت خنزیر نه در صورت خمر بدانکه در صورت مذکوره اگر طلاق دهد شوهر
زن مذکوره را پیش از وطی پس هر که واجب میگرداند مهر مثل را واجب میگرداند متعه را و هر که
واجب میگرداند قیمت را واجب میگرداند نصف قیمت مذکور را والله اعلم -

Marfat.com

کتاب الهبه

عقد هبه مشروع ست بحجت آنکه پیغمبر صلعم فرموده ست که هدیه فرستید بعض شما بعض
را تا محبت شود میان شما و این دلالت میکند بر جواز هبه چه هدیه نیست مگر هبه و نیز بر صحت
آن اجماع امت ست ـ صحیح میشود هبه بایجاب وقبول وقبض اما ایجاب وقبول پس
بحجت آنکه هبه عقدست وعقد بی ایجاب وقبول منعقد نمیشود وقبض موهوب ضرورست
برای ثبوت ملک حتی که ملک ثابت نمیشود در موهوب بسبب مجرد عقد پیش از قبض نزد
علمای ما رح وگفته ست مالک رح که ثابت میشود ملک دران پیش از قبض بنا بر قیاس آن
بر بیع و بر همین خلافست صدقه و دلیل علمای ما یکی اینست که پیغمبر صلعم فرموده است که
هبه درست نیست مگر در حالیکه موهوب مقبوض باشد و مراد ازان اینست که موهوب مملوک
نمیشود بدون قبض چه جواز همه بدون قبض ثابت ست همه دوم اینست که هبه عقد تبرع
ست و اگر ملک در موهوب پیش از قبض ثابت شود لازم آید که بر متبرع لازم گردد چیزیکه
بآن تبرع نه نموده است و آن تسلیم ست پس صحیح نخواهد شد بخلاف وصیت بحجت آن که
وقت ثبوت ملک در وصیت بعد از موت موصی ست و دران وقت متبرع اهلیت آن
ندارد که چیزے لازم گردانیده شود بروی چه حق وارث متاخر ست از وصیت اگر قبض
کند موهوب له موهوب را در مجلس عقد هبه بغیر امر واهب رواست ازروی استحسان و
اگر قبض کند آنرا بعد از آنکه جدا گشت از مجلس عقد مذکور جایز نیست مگر وقتیکه اذن قبض
آن داده باشد مر او را واهب و بنا بر قیاس جایز نیست قبض نمودن آن در هر دو صورت

Marfat.com

بجهت آنکه قبض نمودن تصرف است در ملک واهب چه ملک وی پیش از قبض
آن باقی ست پس بے اذن وے صحیح نخواهد بود وجه استحسان اینست که قبض موهوب
در هبه بمنزله قبول ست در بیع باین اعتبار که موقوف بر قبض ست ثبوت حکم آنکه ملک ست
چنانچه موقوف ست ملک بیع بر قبول بیع ومقصود از هبه اثبات ملک است پس ایجاب
از جانب واهب گویا مسلط نمودن موهوب له ست بر قبض آن بخلاف وقتیکه قبض کند
آنرا بعد از جدا شدن از مجلس عقد مذکور چه علمای رح ما اثبات تسلیط در هبه نمی کنند مگر باین جهت که
ملحق میکنند قبض را بقبول وقبول مقید ست بمجلس عقد پس همچنین مقید خواهد بود چیزیکه ملحق
ست بآن بخلاف وقتیکه منع کند واهب موهوب له را از قبض موهوب در مجلس عقد هبه
چه جایز نیست که درین صورت قبض کند موهوب را در مجلس عقد نیز زیرا چه دلالت تاثیر
وعمل نمیکند بمقابل صریح - منعقد میگردد عقد هبه بقول واهب وهبتُ یعنی بخشیدم وبقول
وے نحلت یعنی دادم برضای خود وبقول وے اعطیت یعنی عطا کردم ودادم بجهت
آنکه قول وے وهبت صریح ست در هبه وقول وی نحلت واعطیت مستعمل ست دران
فرمود صلعم اوکل الاد ک نحلت مثل هذا اعنی بخشیدی تو هر فرزند خود را مثل آن وهمچنین
اعطاء هبه بیک معنی مستعمل ست چنانچه گفته میشود اعطاک الله ووهبک الله یعنی به بخشد
تراخدا بمعنی واحد وهمچنین منعقد میشود عقد هبه بقول وی اطعمتک هذا الطعام یعنی خورانیدم
من این گندم را ترا بجهت آنکه لفظ اطعام هرگاه منسوب میشود بسوی ماکول ومشروب
مراد ازان تملیک عین است بخلاف وقتیکه بگوید اطعمتک هذه الارض چه این عبارت

ست بجهت آنکه زمین از قبیل ماکول نیست پس مراد ازان اطعام غله آنست وهمچنین
منعقد میشود عقد هبه بقول وے جعلت هذا الثوب لک یعنی گردانیدم من این پارچه
را برای تو بجهت آنکه حرف لام در لفظ لک موضوع ست برائے تملیک وهمچنین منعقد
میشود بقول وے اعمرتک هذا الشی یعنی گردانیدم من این چیز را برای تو تا مدت عمر تو باین
شرط که واپس داده شود آن چیز بمن وقتیکه بمیری واگر زنده مانم یا واپس داده شود بورثه
من وقتیکه نمیری اگر بمیرم وهمچنین قول وے جعلت هذا الدار لک عمری یعنی گردانیدم
من این خانه را برای تو تا مدت عمر تو بجهت آنکه پیغمبر علیه السلام فرموده است که اگر کسے
عمری نماید چیزے را پس آن چیز مر معمر راست وبرای ورثه ولیست بعد از فوت وی و
همچنین منعقد میشود عقد هبه بقول وے حملتک علی هذه الدابة وقتیکه اراده کند از حمل هبه
بجهت آنکه معنی حمل سوار کردن ست از وی حقیقت پس عاریت خواهد بود ولیکن احتمال
هبه دارد چه مراد ازان تملیک نیز میشود پس محمول بر تملیک خواهد شد وقتیکه بآن آراده
تملیک نموده باشد وهمچنین منعقد میشود عقد هبه اگر بگوید کسوتک هذا الثوب یعنی پوشانیدم
ترا این جامه را چه مراد ازین تملیک میشود واگر بگوید منحتک هذه الجاریه عاریت خواهد بود چه
در حدیث آمده ست که منحه مستحق واپس دادن ست چنانچه گذشت بیان آن در کتاب العاریه
واگر بگوید داری هبته سکنے یا بگوید داری لک سکنی هبته پس این عاریت ست بجهت آنکه
دلالت سکنی بر تملیک منفعت محکم ست ولفظ هبه احتمال دو چیز دارد یکی تملیک منفعت و
دوم احتمال تملیک عین پس محتمل محمول بر محکم خواهد بود وهمچنین اگر بگوید داری لک عمری

Marfat.com

سکنی یا داری لک نخلی اسکنی یا داری لک سکنی صدقه یا داری لک صدقه عاریه یا داری
لک عاریته هبه بجهت آنکه دلالت سکنی و عاریت بر تملیک منفعت محکم ست و دلالت هبه
و صدقه محتمل ست پس محتمل محمول خواهد شد بر محکم چنانچه مذکور شد و اگر بگوید داری لک هبه
سکنها پس این هبه ست چه قول وی تسکنها تفسیر لک نیست بلکه بطریق مشورت ست و
تنبیه ست بر مقصود چه مقصود از سرای سکونت ست در آن بخلاف قول وی داری لک
هبه سکنی چه سکنی تفسیر آنست جایز نیست هبه در چیزیکه قابل قسمت ست مگر وقتیکه مقوم باشد
و محوز اعنی فارغ باشد از ملک واهب و حقوق ملک آن و هبه مشاع در چیزیکه قابل قسمت
نیست جایز ست و گفته ست شافعی رحمة الله علیه که در هر دو صورت جایز ست بجهت آنکه
هبه عقد تملیک ست پس صحیح خواهد بود در مشاع و غیر مشاع مانند بیع و سر آن اینست که مشاع
قابلیت این دارد که محل شود برای حکم تملیک که ملک ست و مملوک مشاع محل عقد هبه ست
و بسبب شیوع باطل نمیشود و تبرع مانند قرض و مانند وصیت و دلیل علمای ما یکی اینست که
قبض در هبه منصوص ست پس قبض کامل در هبه شرط خواهد شد و مشاع قابل قبض نیست مگر
وقتیکه ضم شود بآن چیزیکه غیر موهوب ست و این قبض ناقص ست دوم اینست که اگر هبه
مشاع تجویز نموده شود لازم آید چیزیکه التزام آن نکرده است بروی و آن ضرر قسمت
ست لهذا جایز نیست هبه پیش از قبض آن چه اگر جایز شود لازم گردد بروی تسلیم آن واو
التزام آن نکرده است بخلاف چیزیکه قابل قسمت نیست بجهت آنکه قبض کامل در ان
متصور نیست پس اکتفا نموده میشود در ان بقبض ناقص و همین ممکن ست و بجهت آنکه لازم

Marfat.com

نمی شود بروے مؤنت قسمت مہایات لازم میشود مراورا در چیزیکہ تبرع بآن ننمودہ
ست وآن منفعت ست وعین موہوب نمودہ ست نہ منفعت آن پس در چیزیکہ تبرع
بآن نمودہ ست التزام آن لازم نمی آید وشافعی رح کہ قیاس آن بر وصیت وبیع وقرض مینماید
صحیح نیست بحجت آنکہ در وصیت قبض شرط نیست وہمچنین در بیع صحیح وبیع فاسد وبیع صرف
وسلم اگرچہ قبض شرط است ولیکن قبض در آن منصوص نیست پس قبض بوجہ کمال دران درکار نیست
ونیز این ہمہ عقود وعقد ضمان ست پس لزوم مؤنت قسمت مناسب این عقود است و
قرض عقد تبرع ست در ابتداء وعقد ضمان ست در انتہا چہ مضمون بمثل است پس برای
رعایت ہر دو مشابہت شرط نمودہ شد ودران قبض ناقص نہ قسمت وعلاوہ اینست کہ
قبض دران منصوص نیست اگر شخصے ہبہ کند بشریک خود نصیب خود را از مال مشترک کہ قابل
قسمت ست پس جایز نیست بحجت آنکہ ہبہ مشاع جایز نیست چنانچہ مذکور شد اگر شخصے ہبہ نماید
بکسے پارہ زمین کہ آن پارہ مشاع باشد چون نصف وربع مثلاً پس این ہبہ فاسد ست بوجہ
مذکور وبعد ازان اگر قسمت کند وتسلیم نماید آنرا جایز ست چہ تمامی ہبہ بقبض ست ودرین ہنگام
در وقت قبض شیوع باقی نماند اگر شخصے ہبہ نمود آرد را کہ در گندم ست یا روغن را کہ در کنجد
ست پس این ہبہ صحیح نیست وبعد از آن اگر آس کند گندم را یا روغن کشد از کنجد وتسلیم نماید
آرد در روغن را جایز نمیگردد ہمچنین ست حکم روغن کہ در شیر ست بحجت آنکہ موہوب درین
صورتہا معدوم ست وبنا بر آن اگر آس کند غاصب گندم را یا روغن کشد از کنجد پس او
مالک آن میگردد ومعدوم قابل ملک نیست پس عقد مذکور باطل خواہد بود وبعد ازان

Marfat.com

منعقد نخواهد شد مگر وقتیکه از سر نو عقد نمایند بخلاف مسئلهٔ متقدم چه مشاع قابل تملیک ست
هبه شیر در پستان و هبه پشم بر پشت گوسفندان و هبه زراعت و درخت که در زمین ست
و هبه بار بر سر درخت بمنزله هبه مشاع ست چه سبب عدم جواز هبه دران اتصال موهوب ست
بغیر موهوب و آن مانع قبض ست مانند شایع اگر عین موهوب در دست موهوب له باشد
بطریق امانت پس او مالک آن میشود بسبب هبه اگرچه قبض جدید یافته نشود چه عین موهوب
در قبض او ست پس قبض که شرط ست یافته شد بخلاف وقتیکه بفروشد آنرا بدست وی
پس قبض سابق کفایت نمیکند بجهت آنکه قبض مبیع مضمون ست پس قبض امانت قایم مقام
قبض مضمون نخواهد شد اما قبض هبه غیر مضمون ست پس قبض امانت قایم مقام آن خواهد شد
اگر پدر هبه کند به پسر صغیر خود چیزی را پس صغیر مذکور مالک آن میشود بسبب عقد وقتیکه
موهوب در قبض پدر مذکور باشد یا در دست مودع وی باشد بجهت آنکه موهوب در قبض
پدر ست پس قایم مقام قبض هبه خواهد شد و قبضهٔ مودع پدر مذکور مانند قبضهٔ پدر ولیست
بخلاف وقتیکه موهوب مذکور مرهون باشد یا مغصوب یا مبیع به بیع فاسد چه مرهون و
مغصوب به در قبض غیر ست نه در قبض پدر وی و مبیع به بیع فاسد مملوک غیر ست و همچنین وقتیکه
هبه کند بصغیر مادرش چیزی را در حالیکه صغیر مذکور در عیال وی باشد و پدرش فوت شده
باشد و کسی وصی وی نباشد و همچنین ست کم وقتیکه هبه کند بصغیر کسیکه صغیر مذکور در عیال
ویست و باید دانست که حکم صدقه در باب قبض مانند هبه ست اگر اجنبی هبه کند بصغیری
تمام میشود عقد هبه بسبب قبض پدر وی چه او مالک چیزیست که دران نفع و ضرر صغیر

Marfat.com

است چون بیع مال صغیر پس بطریق اولی مالک قبض هبه خواهد شد چه دران نفع محض
ست برای صغیر اگر کسے هبه نماید به یتیم چیزے را و قبض آن کند برای یتیم مذکور ولی وی
که آن وصی پدر ویست و جد یتیم مذکور وصی جد وی پس این جایز ست بجهت آن که
مر آنها را ولایت است بر یتیم مذکور چه آنها قایم مقام پدر وے اند اگر یتیم در کنار مادر خود
باشد و او قبض کند موهوب را برائے وی جایز ست بجهت آنکه مر او را ولایت محافظت
وی و محافظت مال ویست و قبض نمودن موهوب از باب محافظت وی ست
بجهت آنکه صغیر مذکور باقی نمی ماند بدون مال پس ضرور است که باشد مر او را ولایت
تحصیل چیزے که نافع ست در حق وے و همچنین ست حکم وقتیکه باشد یتیم در کنار اجنبی
که پرورش آن نمی نماید بجهت آنکه قبضه او معتبر ست لهذا اجنبی دیگر نمی تواند که بگیرد یتیم مذکور
را از دست وی پس اجنبی مذکور خواهد بود مالک چیزیکه نفع محض ست در حق یتیم مذکور
اگر صغیر خود قبض کند موهوب را جایز ست وقتیکه عاقل باشد بجهت آنکه این نافع ست
در حق وے و او اهلیت این دارد چه اهلیت آن بعقل و تمیز ست و این یافته شد جایز
ست شوهر صغیره را که قبض کند چیزیرا که هبه نماید کسی با و بعد از زفاف یعنی فرستادن وے
بخانه شوهرش اگرچه پدر صغیره حاضر باشد چه پدر صغیره مذکور تفویض نموده است امور
دیرا بشوهرش از روی دلالت بخلاف قبل از زفاف چه قبل از زفاف تفویض نکرده
است و بخلاف مادر و غیر وے کسانیکه صغیر در عیال آنهاست چه صحیح اینست که آنها
مالک قبض موهوب نیستند مگر بعد ازان که مرده باشد پدر صغیر یا غایب باشد به غیبت

Marfat.com

منقطعه یعنی معلوم نه باشد که کجاست بجهت آنکه تصرفات آنها بسبب ضرورت است
نه بتفویض پدر و با وجود حضور وی ضرورت نیست اگر هبه نمایند دو شخص سرای را شخص
واحد جایز است بجهت آنکه آن هر دو تسلیم نموده اند بوے جمیع موهوب را و قبض
کرده است جمله سرای را پس شیوع در وقت قبض یافته نشد اگر شخصے واحد هبه کند
سرای را بدو شخص جایز نیست نزد ابی حنیفه رح و گفته اند صاحبین رح که صحیح است بجهت
آنکه این هبه جمیع سرای ست بهر واحد از ان هر دو چه تملیک واحد ست پس شیوع متحقق
نخواهد شد چنانچه وقتیکه گرو نماید سرای را یک شخص بدست دو شخص و دلیل ابی حنیفه رح
یکی اینست که این هبه نصف سرای ست بهر واحد و لهذا اگر هبه کند شخص واحد بدو شخص
چیزیرا که قابل قسمت نیست و قبول نماید یکے از ان دو شخص صحیح میشود هبه در نصیب وی
و هرگاه چنین شد پس در وقت قبض هر واحد شیوع متحقق خواهد شد و دوم اینست که ملک
ثابت میشود بهر یکے از ان دو شخص در نصف پس تملیک نیز چنین خواهد بود بجهت آنکه
ملک حکم تملیک است و باین اعتبار که ثابت شده است ملک بهر واحد در نصف
شیوع متحقق خواهد شد بخلاف رهن زیرا چه حکم آن حبس ست و ثابت میشود حق حبس بهر
واحد از ان دو مرتهن بتمام و کمال لهذا اگر ادا کند راهن دین یکی از ان دو مرتهن را پس
او واپس نمیگیرد چیزے از مرهون در جامع صغیر مذکور ست که اگر تصدق کند غنی بر دو
محتاج ده درم را یا هبه کند آنرا بدو محتاج جایز ست و اگر تصدق کند آزاد و غنی یا هبه کند
آنرا بر دو غنی جایز نیست و گفته اند صاحبین رح که این نیز جایز ست پس ابو حنیفه رح گردانیده

Marfat.com

ست ہبہ را مجاز از صدقہ وقتیکہ یافتہ شود ہبہ در فقیر و صدقہ را مجاز از ہبہ وقتیکہ صدقہ
یافتہ شود در غنی و مناسبت میان ہر دو ثابت ست زیرا چہ ہر واحد تملیک ست
بی عوض پس ابو حنیفہ رح فرق نمود میان ہبہ و صدقہ بنا بر روایات جامع صغیر چہ جایز
داشت صدقہ را بر دو فقیر و جایز نداشت ہبہ را بد و غنی و در مبسوط فرق میان ہبہ و
صدقہ نہ کردہ بلکہ ہر دو را مساوی داشتہ ست و گفتہ است کہ اگر ہبہ کند آنرا بد و شخص
جایز نیست و ہمچنین صدقہ بجہت آنکہ شیوع مانع است در ہر دو صورت چہ ہر دو
موقوف اند بر قبض و وجہ فرق بنا بر روایت جامع صغیر اینست کہ در صدقہ مقصود دادن
صدقہ ست بخدای تعالی و او تعالی واحد ست و نمیرسد بفقرا مگر بطریق نیابت از خدای
تعالی الجکم رزق موعود و در ہبہ مقصود دادن آن لغنی ست و آن دو کس اند و بعضے
گفتہ اند کہ روایت جامع صغیر صحیح ست و آنچہ در مبسوط مذکور ست مراد ازان اینست
کہ ہمچنین ست صدقہ بد و غنی - اگر شخصے ہبہ کند بد و کس سرای را برای یکے ازان ہر دو
دو ثلث آن و برای دیگر ثلث آن جایز نیست نزد شیخین رح و گفتہ است محمد رح کہ جایز ست و
اگر بگوید کہ برای یکی ازان ہر دو نصف آنست و برای دیگر نصف آن پس از ابی یوسف رح
دران دو روایت ست پس ابو حنیفہ رح درین صورت جایز نداشت ہبہ مذکورہ را
بنا بر قاعدہ کہ نزد وی ست و ہمچنین محمد رح جایز داشت بنا بر قاعدہ کہ نزد وی ست و
وجہ فرق نزد ابی یوسف رح اینست کہ بسبب تصریح بر اعواض موہوب ظاہر گشت کہ مقصود
واہب اینست کہ ثابت شود ملک در بعض پس متحقق خواہد شد شیوع و لہذا جایز نیست

Marfat.com

اگر شخصے گرو کند چیزیرا بدست دو کس وتصریح کند برابعاض آن باینطور مثلا که نصف آن گرو ست بدست این ونصف بدست دیگر واللہ اعلم۔

باب

در بیان رجوع در ہبہ اعنی واپس گرفتن موہوب

اگر شخصے ہبہ کند چیزے را باجنبی میرسد اورا که رجوع کند دران وگفته ست شافعی رح که رجوع نکند در ہبہ بجہت آنکه پیغمبر صلعم فرموده ست رجوع نکند واہب در ہبہ خود مگر والد را میرسد که رجوع نماید در چیزیکه ہبہ نموده ست بفرزند خود بجہت آنکه رجوع نمودن ضد تملیک ست وعقد ہبہ عقد تملیک ست پس ضد خود را مقتضی نخواہد بود بخلاف ہبہ والد بولد خود زیراچه بنا بر قاعده او تملیک والد بولد تمام نمیشود چه قاعده نزد او رح اینست که مر پدر را حق تملیک ست در مال پسر ودلیل علمای ما یکے اینست که پیغمبر علم فرموده ست که واہب محق ہبہ خود ست مادامیکه عوض آن نگرفته ست دوم آنکه مقصود از عقد ہبه باجنبی عوض وپاداش ست وہرگاه چنین شد پس خواہد بود دلایت فسخ مر واہب را وقتیکه فوت شود مقصود وے چه عقد مذکور قابل فسخ ست وانچه روایت نموده ست شافعی رح از پیغمبر صلعم مراد ازان اینست که واہب مستقل نیست در رجوع نمودن ہبه خود بلکه حکم قاضی یا رضای موہوب له ضرورست مگر والد چه او مستقل ست در رجوع نمودن چیزیکه ہبه نموده ست بولد خود وقتیکه محتاج شود بآن بجہت نفقه بر ذات خود واین را رجوع میگویند مجازًا وبعد ازان باید دانست که انچه مذکور شد که واہب را میرسد که رجوع کند

درهبه خود بیان حکم ست ولیکن کراهت لازم ست بجهت حدیث پیغمبر صلعم که رجوع نمودن
درهبه مانند خوردن قی خود است اعنی قبیح ست مانند خوردن قی ولبعد ازان باید دانست
که موانع رجوع نمودن درهبه بسیار ست منجمله آن یکی اینست که موهوب له عوض هبه
دهد بواهب زیراچه مقصود واهب حاصل گشته دوم اینست که درموهوب زیادتی متصل
شود بجهت آنکه رجوع دران بدون زیادتی نمیتواند نمود چه آن متصور نیست درجوع با
زیادتی نیز نمیتواند نمود چه زیادتی مذکور داخل نیست درعقد هبه سوم موت یکی ازدو عاقدین
ست بجهت آنکه اگر بمیرد موهوب له منتقل میشود ملک او بسوی وارث او پس چنان شد
که منتقل شود ملک وی درحین حیات وے واگر بمیرد واهب پس ورثه وی اجنبی انداز
عقد مذکور چه آنها ایجاب عقد مذکور نه نموده اند چهارم اینست که موهوب بیرون گردد
از ملک موهوب له بجهت آنکه این حاصل شده است بسبب مسلط نمودن وی موهوب له
را بران پس نقص آن نخواهد کرد وبجهت آنکه ملک متجدد شده است بسبب تجدد سبب
آن تملیک ست اگر شخصے هبه نماید بکسے زمینی راکه خالی ست از بنا وزراعت وموهوب له
درجانبی آزان زمین درختی نشاند یا بنا نمود دران یا خانه بناکرد یا اصطبل ساخت یا دکانی
بناکرد که آن شمرده شود زیادتی دران پس نمیرسد واهب راکه رجوع کند درچیزی ازان
زمین بجهت آنکه این همه زیادتی متصل ست وباید دانست که تقلید این که آن شمرده
شود زیادتی دران بجهت آنست که گاهے دکان چنان کوچک می باشد که اصلاً زیادتی
شمرده نمیشود وگاهے زمین بسیار وسیع وفراخ میباشد ودکان مذکور شمرده می شود

Marfat.com

زیادتی در یک قطعه ازان زمین پس درین هنگام مانع رجوع در غیر قطع مذکور نمیشود اگر
موهوب له بیع کند نصف زمین موهوبه را که غیر مقسوم ست میرسد واهب را که رجوع کند
در باقی چه دران مانع یافته نشده است واگر نفروخته باشد موهوب له چیزے از زمین
موهوبه میرسد واهب را که رجوع کند در نصف زمین مذکوره بجهت آنکه میرسد اورا که رجوع
کند در جمیع زمین پس رجوع آن در نصف بطریق اولی جایز خواهد بود - اگر شخصے هبه نماید
چیزے را بذی رحم محرم خود پس نمیرسد اورا که رجوع کند دران بجهت آنکه پیغمبر صلعم فرموده ست
که وقتیکه هبه بذی رحم محرم باشد رجوع نه کند دران وبجهت آنکه مقصود از هبه مذکور صله
رحم ست وآن حاصل گشت - اگر یکے از شوهر و زن هبه کند چیزرا بدیگرے نمیرسد هبه کننده
را که رجوع کند دران چه مقصود ازان صله ست چنانچه در قرابت ذی رحم محرم وآن حاصل
گشت پس رجوع نخواهد کرد ولیکن ملاحظه نموده نمیشود بسوی مقصود مذکور مگر در وقت عقد
حتی که اگر شخصے هبه کند بزن اجنبیه وبعد آن نکاح کند آنرا پس میرسد اورا که واپس گیرد موهوب
را از وی واگر هبه کند بزن خود وبعد آن سه طلاق دهد اورا پس نمیرسد اورا که واپس گیرد
موهوب را از وی بعد از طلاق اگر گفت موهوب له بواهب که بگیر این چیزرا عوض هبه خود
یا بدل هبه خود یا بمقابل هبه خود وقبض نمود آنرا واهب ساقط میشود حق رجوع بسبب حصول
مقصود اگر اجنبی عوض هبه دهد بواهب از جانب موهوب له بطریق تبرع وقبض کند واهب
آنرا باطل میشود حق رجوع زیرا چه دادن عوض بجهت اسقاط حق صحیح ست از اجنبی چنانچه
در بدل خلع وبدل صلح - اگر مستحق شود اعنی حق دیگر برآید نصف موهوب واپس خواهد

گرفت موهوب له نصف عوض را بجهت آنکه سلامت نماند مر او را چیزیکه بود بمقابل
نصف عوض مذکور و اگر مستحق شود نصف عوض واپس نخواهد گرفت واهب چیزی از
موهوب مگر اینکه واپس دهد باقی عوض را پس درین هنگام میرسد واهب را که واپس
گیرد موهوب را از موهوب له و گفته است زفر رح که میرسد واهب را که واپس گیرد نصف
موهوب را چه او قیاس میکند این را بر مستحق شدن نصف موهوب و دلیل علمای ما رح
اینست که انچه باقی ست از عوض صلاحیت این دارد که عوض جمیع موهوب گردد از ابتدا
و بسبب استحقاق عوض ظاهر گشت که نیست عوض موهوب مگر همان مقدار باقی پس واپس
نخواهد گرفت لیکن واهب مختار خواهد شد بجهت آنکه ساقط نه نموده بود حق خود را که در رجوع
هبه بود مگر بجهت آنکه سلامت ماند مر او را جمیع عوض و آن سلامت نماند پس میرسد او را که
واپس دهد نصف باقی را و واپس گیرد جمیع موهوب را اگر شخصی هبه نمود سرای را بکسی داد
داد بواهب عوض نصف سرای پس میرسد واهب را که واپس گیرد نصف سرای را که عوض
آن نگرفته است بجهت آنکه مانع در نصف دیگر ست۔ صحیح نیست واپس گرفتن هبه مگر
برضامندی هر دو یا بحکم قاضی بجهت آنکه واپس گرفتن هبه مختلف فیه ست میان علما
و در اصل رجوع ضعف و سستی ست و در حصول مقصود و عدم حصول آن خفاست چه واهب
طلب خواهد کرد و موهوب له نخواهد داد پس ضرور ست که خصومت فیصل نموده شود برضای
طرفین یا بحکم قاضی حتی که اگر موهوب بنده باشد و آزاد کند آزا موهوب له پیش از حکم قاضی
نافذ خواهد شد عتق و اگر منع کند موهوب له از قبض موهوب واهب را و هلاک شود موهوب

در دست موهوب له پس او ضامن نمیشود بجهت آنکه ملک او در موهوب باقی ست
هنوز و همچنین اگر هلاک شود موهوب در دست موهوب له بعد از حکم قاضی پیش از طلب
واهب از را بجهت آنکه قبض اول غیر مضمون بود هنوز و همان قبض سابق باقیست پس
ضامن نخواهد شد و اما بعد از حکم قاضی اگر منع کند او را از قبض بعد از طلب آن ضامن آن
میشود چه او تعدی نموده ست هرگاه رجوع نماید واهب در هبه بحکم قاضی یا بتراضی خواهد
بود این رجوع فسخ اصل هبه نه هبه از سر نو لهذا شرط نیست در رجوع قبض واهب و صحیح
ست رجوع در مشاع و اگر از سر نو هبه می بود قبض آن شرط می شد و رجوع در مشاع صحیح نمی شد
و سر آن اینست که عقد هبه جایز است باین طور که موجب حق فسخ ست پس واهب بسبب
فسخ میشود مستوفی حق خود را که ثابت ست و یرا پس خواهد بود رجوع فسخ مطلقاً بخلاف رد
نمودن مشتری مبیع را بسبب عیب بعد از قبض آن وقتیکه بدون حکم قاضی باشد چه بآن
اعتبار نموده میشود عقد جدیده در حق سوم بجهت آنکه نیست مشتری را حق فسخ و جز این نیست
که حق وے در وصف سلامت مبیع ست و هرگاه سلامت نیافت میرسد او را که بآن
راضی نشود پس باین ضرورت ثابت میشود حق فسخ مر او را پس موقوف خواهد بود فسخ بودن
آن در حق سوم بر حکم قاضی پس فرق ظاهر گشت میان رجوع در هبه و رد مبیع بسبب عیب -
اگر عین موهوب مستحق شد بعد از هلاک آن و ضمان آن داد موهوب له بمالک پس موهوب له
نخواهد گرفت هیچ چیز از واهب بجهت آنکه هبه عقد تبرع ست پس موهوب له نه مستحق سلامتی
موهوب ست و نه عمل میکند برائے واهب پس نخواهد گرفت هیچ چیز را از واهب اگرچه

او فریب داده است موهوب له را بجهت آنکه فریب در ضمن عقد معاوضه سبب رجوع
ست نه در ضمن غیر عقد معاوضه اگر شخصے هبه نماید بشرط عوض اعنی هبه نماید چیزرا بکسے
باین شرط که او هبه نماید بواهب فلان چیز را پس درین صورت تقابض هر دو عوض
معتبرست اعنی عقد مذکور هیچ ست تا که هر دو قبض نه نمایند هر دو عوض را و باطل میشود
بسبب شیوع بجهت آنکه این هبه ست در ابتدا و هرگاه هر دو قبض نمایند صحیح میشود
عقد مذکور و میگردد در حکم بیع و واپس داده میشود بسبب عیب و خیار رویت و متعلق
میشود بآن حق شفعه چه آن بیع ست در انتها و گفته اند ز فر و شافعی رح که این بیع ست
در ابتدا و انتها هر دو بجهت آنکه دران معنی بیع که تملیک بعوض ست یافته شده است
و معتبر در عقود معانی ست و بنا بران اگر بفروشد خواجه بنده خود را بدست بنده مذکور
میشود آزاد و دلیل علمای ما اینست که عقد مذکور مشتمل ست بر دو جهت یکی اینکه هبه ست
باعتبار لفظ و دوم اینکه بیع ست باعتبار معنی پس باید که رعایت هر دو نموده شود بقدر
امکان و در عقد مذکور رعایت هر دو جهت ممکن ست بجهت آنکه در هبه ملک متاخر
میگردد تا زمان قبض و در بیع نیز متراخی میشود ملک وقتیکه فاسد باشد و حکم بیع لازم ست
و هبه نیز لازم میگردد وقتیکه عوض آن داده شود پس بنا بر رعایت هر دو جهت عقد
مذکور را هبه قرار داده شد در ابتدا و بیع در انتها بخلاف بیع ذات بنده بدست وے
چه دران ممکن نیست اعتبار بیع اصلا زیرا چه بنده صلاحیت این ندارد که مالک ذات
خود شود و الله اعلم -

فصل

اگر شخصے ہبہ کند کنیز را و استثنا نماید حمل وی را صحیح میشود ہبہ و باطل میشود استثنا بجہت آنکہ استثنا صحیح نمیشود مگر در محلیکہ صحیح باشد دران عقد مذکور و ہبہ صحیح نیست در حمل زیرا چہ آن بمنزلہ اوصاف است مانند اطراف بدن و بیان آن گذشت در کتاب البیع و ہرگاہ چنین شد پس استثنا مذکور بمنزلہ شرط فاسد شد و ہبہ باطل نمیشود بسبب شرط فاسد پس ہبہ صحیح خواہد شد و باطل خواہد شد شرط مذکور و ہمین حکم ست در نکاح و خلع و صلح از خون عمد بجہت آنکہ عقود مذکورہ باطل نمیشود بسبب شروط فاسدہ بخلاف بیع و اجارہ و گروچہ این ہمہ عقود باطل میشود بسبب شروط فاسد اگر شخصے آزاد کرد بچہ را کہ در شکم کنیز وی ست و بعد ازان ہبہ کرد کنیز مذکورہ را بکسے جایز است بجہت آنکہ جنین یعنی بچہ کہ در شکم کنیز مذکور ست مملوک واہب نماند پس این آزاد کردن وی مانع جواز ہبہ نخواہد شد مانند استثناء اگر شخصے مدبر کرد بچہ را کہ در شکم کنیز وی ست و بعد ازان ہبہ نمود کنیز مذکورہ را بکسے جایز نیست بجہت آنکہ حمل کنیز مذکورہ باقی ست در ملک وی پس این مانند استثنای مدبر نیست بلکہ مانع جواز ہبہ ست زیرا چہ ممکن نیست صحت ہبہ در حمل مذکور بسبب مدبر نمودن پس خواہد بود ہبہ کنیز مذکورہ مانند متاع یا ہبہ چیزیکہ آن مشغول ست بملک واہب اگر شخصے ہبہ کند کنیز خود را بکسے باین شرط کہ واپس دہد آن کس کنیز مذکورہ را بآن شخص یا باین شرط کہ آزاد کند او را یا ام ولد کند او را آنکس یا ہبہ کند سرای را بکسی باین شرط کہ واپس دہد آنکس چیزے ازان سرای بواہب یا عوض دہد چیزے ازان سرای بواہب یا تصدق کند سرای را بکسے باین شرط کہ واپس دہد چیزے ازان سرای بصدقہ کنندہ

یا عوض دهد چیزی ازان سرای بصدقه دهنده پس این هبه وصدقه جایزست وشرط
باطل ست بجهت آنکه شروط مذکوره مخالف مقتضای عقدست پس فاسد خواهد بود وهبه
وصدقه باطل نمیشود بسبب شرط فاسد چه پیغمبر علیه السلام جایز داشته ست عمری را وباطل
نموده ست شرط عمری کننده را وتفسیر عمری سابق مذکور شده ست بخلاف بیع بجهت آنکه
پیغمبر علیه السلام نهی فرموده ست از بیع که با شرط باشد وبجهت آنکه شرط فاسد در معنی ربوا
است وتاثیر آن ظاهر میشود در عقد معاوضه نه در تبرع - اگر هزار درم مثلاً دین شخصے باشد
بر ذمه کسے وبگوید آن شخص بمدیون مذکور وقتیکه فردا رسد پس هزار مذکور برای تست یا
تو بری هستی ازان یا بگوید که هرگاه ادا کنی وبدهی تو نصف هزار مذکور را بمن پس برای تست
نصف آن یا تو بری هستی از نصف باقی پس این باطل ست بجهت آنکه هبه دین بکسے
که دین مذکور بر ذمه ویست ابراست ودر ابرا دو معنی ست یکی تملیک بجهت آنکه دین
مال ست وبنابران گفته اند فقها که رد میشود ابرا بسبب رد نمودن دوم اسقاط بجهت
آنکه دین وصفی از اوصاف است وبنابران ابرا موقوف بر قبول نیست ومعلق بشرط
نمیشود مگر چیزیکه اسقاط محض باشد چون طلاق وعتاق وابرا اسقاط محض نیست چنانچه
مذکور شد پس تعلیق آن جایز نخواهد شد وباطل خواهد گشت عمری جایزست برای معمر له در
حالت حیات وی ومیرسد بورثه وی بعد از فوت وی بجهت آنکه حدیثے که سابق مذکور
شده ست ونیز معنی عمری اینست که بدهد سرای خود را مثلا بمعمر له تا مدت عمر وی باین شرط
که وقتیکه بمیرد رد نموده شود بروی پس صحیح خواهد شد تملیک سرای مذکور بلا عوض وباطل

ذخیره محمد اقبال مجددی لاهور

PUNJAB U
QUAID-
Call No. ....
Accessi

خواهد شد شرط مذکور بحیث آنکه پیغمبر صلعم جایز داشته ست عمری را و

را چنانچه مذکور شد سابق و نیز عمری نیست مگر هبه و شرط مذکور فاسد ست

نمیشود بسبب شرط فاسد چنانچه سابق مذکور شد اگر بگوید داری لک رقبه

ست نزد ابی حنیفه و محمد رح و گفته ست ابو یوسف رح که جایز ست بحجت آنکه قول وے

داری لک اعنی این سرای من برای تست تملیک ست و قول وے رقبی شرط فاسد

ست چه معنی لفظ رقبی اینست که اگر بمیرم پیش از تو پس این سرای برای تست اعنی منتظر

مرگ تو ام تا باز آید این سرای بدست من پس رقبی خواهد بود مانند عمری و دلیل ابی حنیفه

و محمد رح یکی اینست که پیغمبر صلعم جایز داشته است عمری را و باطل کرده است رقبی را

و دوم اینکه معنی داری لک رقبی نزد طرفین رح اینست که اگر بمیرم پیش از تو پس این

سرای برای تست پس تعلیق تملیک ست بموت مالکش پیش از مردن موهوب له و

آن امر مخطور ست اعنی محتمل و این باطل ست و باید دانست که رقبی مشتق ست از

مراقبت بمعنی انتظار گویا واهب منتظر موت موهوب له ست و هرگاه نزد طرفین رح تملیک

صحیح نشد در صورت مذکوره خواهد بود عاریت نزد ایشان نه هبه بحجت آنکه تملیک مذکور

متضمن ست براینکه انتفاع جایز باشد مر او را و الله اعلم۔

فصل

در بیان صدقه

صدقه مانند هبه صحیح نمیشود مگر بقبض بحجت آنکه آن تبرع ست مانند هبه و جایز نیست

یا عوض دہد چیزے را بعد وقتیکہ آن چیز قابل قسمت باشد و وجہ آن مذکور شد در ہبہ
باطل ست بجہت آنکہ جایز نیست بجہت آنکہ مقصود از صدقہ ثواب است و آن حاصل گشت
و صدقہ باطل نمیشود تصدق کند چیزے را بر غنی جایز نیست کہ رجوع کند در آن از روی
استحسان بجہت آنکہ گاہے مقصود میشود ثواب از صدقہ کہ بر غنی کند و ہمچنین اگر شخصے
ہبہ نماید بفقیر جایز نیست کہ رجوع کند بجہت آنکہ از ہبہ مذکورہ مقصود ثواب است و
آن حاصل گشت اگر شخصے نذر کند کہ تصدق خواہد نمود مال خود را پس او تصدق نماید
انچہ از جنس چیزیست کہ واجب میشود دران زکواۃ و اگر نذر کند کہ تصدق خواہد نمود
ملک خود را پس تصدق کند جمیع مملوک خود را و مرویست کہ این صورت و صورت
اول ہر دو برابرست و فرق میان مال و ملک بیان کردہ ایم در کتاب القضا و نیز ذکر
نمودہ ایم وجہ ہر دو روایت مذکورہ را و بعد ازان باید دانست کہ گفتہ میشود بہ نذر
کنندہ مذکور کہ نگاہ دار بقدر نفقہ خود و عیال خود تا آن مدت کہ کسب نمائی و باقی را
تصدق بکن و بعد ازان ہر گاہ کسب نماید صدقہ کند آن مقدار کہ خرچ نمودہ ست بجہت
نفقہ خود و عیال خود و بیان آن سابق گذشت در فصل قضا بمواریث واللہ واعلم۔

باب خیر

Marfat.com